

۹۷	چھٹے عاشقوں کا راگ -	۱۱۴	دوسری حجت -
۹۸	ساتویں سماع عاشقان خدا کا -	۱۱۵	تیسری حجت -
۹۹	بیان وجد کا -	۱۱۶	چوتھی حجت -
۱۰۲	یہ عشق شرکت قبول نہیں کرتا -	۱۱۷	پانچویں حجت -
۱۰۴	بیان تیسرا اور عوارض کے ذکر میں جنبے	۱۱۸	چھٹی حجت -
۱۰۵	راگ حرام ہوتا ہے اور وہ پانچ ہیں -	۱۱۹	ساتویں حجت -
۱۰۶	اول یہ کہ گانیوالی عورت ہو -	۱۲۰	تار کے باجے حرام ہیں -
۱۰۷	دوسرے یہ کہ آلات سماع اچھے نہ ہوں -	۱۲۱	فصل دوسری سماع کے آثار اور اس کے اثرات
۱۰۸	تیسرے یہ کہ نظم میں خرابی ہو -	۱۲۲	کے بیان میں -
۱۰۹	لطیفہ مرغوب لفظ نیا رہیں -	۱۲۳	پہلا مقام سمجھنے کے ذکر میں -
۱۱۰	چوتھے یہ کہ سننے والے میں خرابی ہو -	۱۲۴	حالت اول -
۱۱۱	پانچویں یہ کہ سننے والا ہم لوگوں میں سے ہو -	۱۲۵	حالت دوم -
۱۱۲	روزمرہ کا معمول کرنا مکروہ اور ممنوع ہے -	۱۲۶	حالت سوم -
۱۱۳	سوال و جواب -	۱۲۷	حالت چہارم -
۱۱۴	بیان چوتھا اور لوگوں کی دلیلوں کے	۱۲۸	بیان محل مغالطہ کا -
۱۱۵	فکر میں جو راگ کی حرمت کے قائل ہیں اور	۱۲۹	دوسرا مقام وجد ہے -
۱۱۶	ان کے جواب -	۱۳۰	اقوال صوفیہ کے وجد میں -
۱۱۷	اول حجت -	۱۳۱	اقوال حکما کے وجد میں -

صفحہ	مقصد	صفحہ	مقصد
۱۳۷	اسکیکو ہائٹ کتے ہیں۔	۱۶۰	دوسرا ادب۔
۱۳۸	بیان تفرس اور فراست کا۔	۱۶۱	سماع عمل لغزش کا ہے۔
۱۴۰	وجد یا مکاشفہ ہوتا ہے یا حالت۔	۱۶۲	تیسرا ادب۔
۱۴۳	وجد دو قسم ہے۔	۱۶۶	چوتھا ادب۔
۱۴۴	حکم وجد اور تواجد کا۔	۱۶۷	کچھ رنگ پھاڑنا۔
۱۴۵	وجد دو قسم ہے۔	۱۶۸	سوال وجواب و بیان تقسیم پارہما۔
۱۴۶	سوال وجواب عمدہ۔	۱۶۹	پانچواں ادب۔
۱۵۰	ایضاً سوال وجواب۔	۱۶۹	بیان بدعت اور قیام تعظیم کا۔
۱۵۱	وجد اول۔	۱۷۰	سوال وجواب۔
۱۵۲	دوسری وجہ۔	۱۷۱	سماع چار قسم ہے حرام مباح مکروہ مستحب۔
۱۵۳	تیسری وجہ۔	۱۷۲	عبارت رسالہ کشمیریہ۔
۱۵۴	چوتھی وجہ۔	۱۷۳	بیان حدی کا۔
۱۵۵	پانچویں وجہ۔	۱۷۸	سماع تین قسم ہے حرام مباح مستحب۔
۱۵۶	چھٹی وجہ۔	۱۷۹	نازل ہوتی ہو رحمت نفاذ تین مقام ہیں۔
۱۵۷	ساتویں وجہ۔	۱۸۱	سماع تین وجہ پر ہے۔
۱۵۹	تیسرا مقام سماع کے آداب ظاہری الخا و آرائیہ	۱۸۲	سماع تین وجہ پر ہے دوسرے طور سے۔
	وجدین۔	۱۸۳	اہل سماع تین طبقہ پر ہیں۔
	اول ادب۔		سوال وجواب بیان وجد ہو لیکھا قرآن مجید پر

صفحہ	مقصد	صفحہ	مقصد
۱۸۵	حکایت یوسف بن چین رازی -	۲۰۶	باب بیان سماع شعر وغیرہ میں -
۱۸۶	حکایت عجیب -	۲۰۸	باب بیان سماع آواز خوش اور لکان میں
۱۹۲	عبارت ترجمہ عین العلم -	۲۰۹	حکایت ابراہیم -
"	اقسام ثلاثہ سماع کے مستحب مباح حرام -	۲۱۰	ترکیب شکار بہرین کی -
۱۹۳	بیان درجہ فناء البقا کا -	۲۱۱	فقہا ستفیہین کہ انہ
"	بیان وجد کا -	۲۱۲	حکایت مصنف رحمہ اللہ اور تقسیم سماع
۱۹۴	آداب سماع کے -	"	چار قسم پر -
"	بیان مزمار کا -	"	باب بیان احکام سماع میں -
۱۹۵	سماع بابجے -	۲۱۵	فصل بیان کلمات لطیف مشائخ کاراگ
"	اور نووہ جو گائے بین آیات قرآن مجید کی	"	کے باب میں -
"	آداب سماع سے یہ ہے کہ -	۲۱۷	باب بیان اختلاف مشائخ صوفیہ کا سماع میں
۱۹۶	اور آداب سماع سے انہ	"	باب بیان مراتب مشائخ میں حقیقت سماع میں
۱۹۷	اولیٰ اور اسلام پر حال میں ہفتاب سماع کی	۲۱۸	فصل سماع وارد حق کا ہے -
"	عبارت کشف المحجوب -	۲۲۰	اور ہمارے اس زمانہ میں ایک گروہ کی
"	بیان حواس خمسہ کا -	۲۲۲	فصل - اور ایک گروہ نے -
۱۹۹	سوال و جواب -	۲۲۵	باب بیان وجد اور وجود اور تواجد میں
"	باب بیان سماع قرآن مجید میں -	۲۲۶	حکایت ایک روز حضرت شبلی رحمہ اللہ
۲۰۵	فصل ذرا بہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ	۲۲۸	اور یہ محض حرام ہے -

صفحہ	مقصد	صفحہ	مقصد
۲۲۸	باب بیان رقص میں۔	۲۷۰	سوال و جواب۔
۲۲۹	باب بیان کپڑوں پر پائے اور شست کر کے	۲۷۱	ایسا سوال و جواب۔
	اور کئے میں۔	۲۷۲	ایسا سوال و جواب۔
۲۳۰	باب بیان آداب سماع میں۔	۲۷۳	دوسری وجہ ممانعت کی۔
۲۳۱	عبارت بدیہ اشقی۔	۲۷۴	وجہ وجہ حال کیفیت مقلدان صوفیہ میں۔
۲۳۲	باب بارہودان وجہ و سماع اور اس کی	۲۷۵	نقل ہے کہ ایک مسافر۔
	حقیقت کے بیان میں۔	۲۷۶	عبارت اخبار بالاخیار۔
۲۳۳	پہلی وجہ اذرو سے طریقت کے۔	۲۷۷	عبارت مخزن الانوار ترجمہ گنج الاسرار۔
۲۳۴	سوال و جواب۔	۲۷۸	خاتمہ سان قول فیصل کا باب سماع میں۔
۲۳۵	مراقبہ و طرح پر ہے۔	۲۷۹	عبارت مدارج النبوۃ۔
۲۳۶	مراقبہ المراقبہ۔	۲۸۰	قول صاحب امتیاع رحمہ اللہ۔
۲۳۷	نظم حکایت محمود آواز۔	۲۸۱	قول محدث دہلوی رحمہ اللہ۔
۲۳۸	دوسری وجہ اذرو سے شریعت کے۔	۲۸۲	ایسا قول محدث دہلوی رحمہ اللہ۔
۲۳۹	مترجم کتاب ہے کہ۔	۲۸۳	بیان حدی اور غنا کا تنبیہ میں۔
۲۴۰	سوال و جواب۔	۲۸۴	عبارت مکتوبات محدث دہلوی رحمہ اللہ۔
۲۴۱	باب تیرہ سو ان راگ اور باجون وغیرہ	۲۸۵	مگر یہ اجتماع خاص ساتھ ایک کیفیت
	سننے کی جزائی کے بیان میں۔	۲۸۶	مخصوص کے ہے۔
	پہلی وجہ ممانعت کی۔		



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي يحيي ويميت وترفع البلاء عن البستان ويبعثهم تنعم
العناد لم يصبغ اللسان يثني عليه الحان اصناف الخلائق من الانس
والحيوان ويصفه اصوات المكنات حتى الثبات والجمادات بالسر والعلانية
كان يفتق اوراق الاشجار جلاجل فوق لشاء الرحمن ودوى الماء
الجارى طنايبا وصف الديان وجوب الرياح اقصاب فجيء المنان
فسبحان المذوق المحمود في كل زمان ولنعمة المنعوت الموصوف بالخال
والقال من كل لسان وتزول ان من شيء الا يسبح بحمده على هذا الدعوى
من اوضح البرهان والصلوة والسلام على سيد الانس والجان الملقون

مِنَ الرَّجْوِ وَلَا يُمَكِّنُ الَّذِي قَالَ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا
 آتَى عَلَى مَعْنَى الَّذِي حَقَّقَهُ عُلَمَاءُ الزَّمَانِ وَقَالَ لَا بِي مُوسَى لَا شَعْرِي
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ سَمِعَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ يُخَسِّدُ
 الصَّوْتِ وَاللَّحْمَانِ لَقَدْ أُعْطِيََتْ مِنْ مَآظِمٍ مَنَاقِبُ أَمْزِالٍ دَاوُدَ وَالِدِ
 سُلَيْمَانَ يَسِيدِ نَافِثِينَ وَعَلَى إِلَهٍ وَأَمْعِيهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا مَرَّةً الْكَاهِنُ
 وَلَا مَرَّ مَانُ

اما بعد جو کہ مسئلہ سماع کا ایک ایسا بزمیہ ہے کہ خلفا عن سلفِ امین نے اس پر
 کثیرا کتاب ہے اور اقوال علماء اور فقہاء کے نہایت مختلف واقع ہیں درینو لاہیر
 باتو قریب سند مارت رونق و ساوہ ریاست تہمت پناہ والا شکوہ جلالت
 دستگاہ حق پر وہ طراز قبائے مملکت نگار خلعت سلطنت رئیس باذل فرمان فرما
 دریا دل رافت غربا رحمت فقرا امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم
 علی خان حبیب آباد و صولت جنگ زاد عمر و دولہ و ورام شمتہ و شوکتہ کا گوشہ الفتاح
 اس مسئلہ کی تحقیق کا دریافت ہوا بنا علیہ خاطر فائز کا سار خلافت نے عمر بہت کا
 فراہمی تحقیقات اور جمع کرنے روایات کا جست کیا کیونکہ جب روایات شتہ کتب متفرق
 سے ایک جگہ جمع ہو کر صورت کتاب کی پابونگی تو ضرور اور لا بد افادہ عام اور
 افادہ تام بخشین گی اور احتیاج تلاش کتب اور دیکھنے مقامات مختلف سے مستغنی
 کرینگے فالحمد للہ ثم الحمد للہ علی حسن توفیقہ کہ چند ایام میں بعد ویدہ بیزی
 و عرق ریزی کے تحریر تحقیقات اور فراہمی روایات سے فرصت پائی جو ارادہ کہ
 ممکن قوۃ میں تھا وہ با حسن الوجہ منصفہ فعل میں آیا اور ترتیب تحقیقات نے یہ

اسلوب پایا کہ اول میں ایک مختصر مرقعہ مختصر مرتب کیا کہ اوس میں بیان مامیت اور
 حقیقت اور تعریف غنا اور راگ کا ہے کہ جس سے فی الجملہ غنا کو غیر غنا سے اور راگ
 کو غیر راگ سے اور خوش آوازی سب بلکہ سنون کو خوش آوازی ناجائز اور
 ممنوع سے فرق اور جدا کر سکین اور سمجھیں کہ وہ درست ہے اور یہ نادرست اور
 بعدہ چار باب مقرر کئے پاپ اول میں تحقیقات مفسرین کو درج کیا اور پاپ
 دوم میں تحقیقات محدثین کو تحریر کیا اور پاپ سوم میں روایات فقہاء کو
 لکھا اور پاپ چہارم میں اقوال یہ فیہ کرام کو رکھا اور آخرین ایک خانہ
 اور مکمل بطرز قول فیصل کے لائق کیا اور اتنے ہی پر بخون درازی و طول کے
 اتمام کیا ورنہ بحدیث عنایت نقالے میدان تحریر فراخ بے اندازہ اور کتب معتبرہ
 معتدہ موجود اور کشادہ ہیں اسید کہ حلیہ قبول الہی کا پاؤں اور زانو آخرت اور
 ذخیرہ عقبی فقیر کا ہوا اور باعث ہدایت اور سبب رفع گمراہی اور ضلالت کا ٹھہرے
 راہ نصیب بچاؤے اور حجاب غفلت کے اوٹھاؤے صواب کو خطا سے اور طاعت
 کو معصیت سے جدا کر دے طاعات پر توجہ اور اقبال اور معاصی سے اجتناب اور
 اعراض بخشنے کیونکہ گناہ گاری اور عصیان شکاری بھی اگرچہ آفت تو ہے باسے
 اسکو صواب جانکر موجب ثواب سمجھنا بیکر آفت ہے گناہ کو گناہ جاننا اور اسکا کرنا
 گناہ ہی ہے مگر گناہ کو ثواب سمجھنا حرام کو حلال جانتا ہے کہ وہ مثل اپنے عکس کے
 کفر ہے خداوند کریم مشاہدہ اور معائنہ کر دے کہ مقصود خدا پرستی ہے غنا پرستی
 نہیں خدا پرست کو موافق حاجت اور وقت ضرورت کے ہر چیز کی آواز بجاے
 غنا اور راگ کے ہوگی چنانچہ اسی کی طرف حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ اشارہ فرماتے ہیں

کسانیکہ ایزد پرستی کنند | بر آواز دولابستی کنند

اور غنا پرست کبھی دریا سے ضلالت اور بطالت میں غوطہ کھاتے ہیں کبھی بحر کفر اور
زندہ میں غرق ہوتے ہیں اس واسطے کہ اول تو وہ مہاس میدان کے ہیں ہی
نہیں کہ غنا اور ان کے مقام کے لایق اور مناسب ہو اور دوسرے یہ کہ بہ حیثیت اور
بتمام وجود وہ اشارات اور معانی عبارات کی تاویل نہ سمجھنے سے کافر و زندقہ بنتے
ہیں مثلاً جو معنی کہ جناب باری عزہ کی ذات اور صفات کے مناسب نمونہ اور
نندہ اکیطرف منسوب کرنا یا جو امور کہ مخصوص جناب الہی تعالیٰ کے ہیں ان کا
مصادیق مخلوق کو ٹھیکرنا کفر ہے اور معارف الہی اور حقایق نامتناہی کا کیا ایسا
کوچہ ہے کہ ہر انسانی اعلیٰ یا سانی جیسے چاہے خاطر خواہ اس میں قدم رکھے اور مقصود
کو پہونچے حاشا و کلا اللہ دارالغافل ہے

اما لخیام فانھا لخیامہم | واری نساعوا لخیامنا انھا

ففسل اللہ العصاة والعافیة من شر کل شیطان ماسد ہمارے اس زمانہ
کے بعض نادانوں کی تقاریر اور اقوال اور کچھ گروہ متصوفہ بی علم کے کردار اور
انفال حوام کا لانعام بے مایہ کے رہن ہیں کہ ان کے دین اور دنیا کی راہ مارتے
ہیں اس قدر تو مسلم ہے کہ اصل میں اس سلسلہ میں اختلاف ہے مگر فی زمانہ ہذا ابتلا
اور حسد رکھ اتفاق یا اختلاف سے تحقیق کو پہونچا یا ہے اور جو شرط اور قیود
کہ تحقیق کے ہیں وہ تو کمان کے کمان رہے اور بالکلیہ متروک ہو گئے بلکہ اب تو
ایسی گرفتاری بلا ہے کہ جواز اور اباحت تو بجائے خود بیان صرف حرام قطعی کا
از کتاب کرتے ہیں اور اوپر طرہ یہ کہ ایسی باتیں عبادات اور ثواب کے موجبات

سمجھتے ہیں اور خاصاً خدا اور شاخ کبار قدرا کو مثل اپنے مرتکب یا یہ غنا اور سماع منع
 حرام کا ٹھہرتے ہیں کیونکہ یہ آلات مطربہ اور ساز ہائے محرمہ اولیاء اللہ کے کب سنے
 میں اور یہ غنیاں اور اجنبیات فواحشہ کہ جنکی صورت دیکھنا اور جنکی آواز سنیے کر
 کے بھی سننا حرام قطعاً ہے اہل اللہ کی مجالس محافل میں کب جا سکی ہیں اہل اللہ
 نے اگر سماع غنا جیسا کچھ کہ کیا بھی ہے تو غلبہ حال اور سرگرمی میں کیا ہے اب غلبہ حال
 اور استغراق اور سرگرمی کے عین تفافوت رہ از کجاست تا بجا پاد فغوذ
 یا اللہ من شرور النفسا ومن سیئات اعمالنا من یهدی اللہ فلا مضل لہ و
 من یضللہ فلا ہادی اللہ الغرض بعد اتمام روایات اور اختتام تحقیقات کے
 اس مجموعہ مجموعہ کا نام **تحفۃ الامیر فی بیان السماع والمزامیر** کیا
 اور اسکو تحفہ اور ہدیہ نواب والا جناب کو پیش کیا واللہ المستعان ومنہ
 التوفیق الی الا حسن اللہ اعلمنا الحق حقاً و امرنا بالباطل
 باطلا و امرنا بقرآننا اجتنابہ اور یہ فہرست ہے آسامی اون کتب کی کہ جن سے
 یہ مجموعہ جمع کیا گیا ہے مقدمہ میں کتاب احیاء العلوم اور مجمع البحار
 اور تحفۃ الطالبین سے عبارت نقل ہے اور باب اول میں یہ ہیں
 تفاسیر فصلہ ذیل میں جسے اخذ کیا گیا ہے تفسیر مدارک تفسیر مہیاں تفسیر
 سینی تفسیر احمدی تفسیر آیات الاحکام تفسیر معالم التنزیل تفسیر
 درمنثور تفسیر مظہری باقی اور بعض تفاسیر کی عبارت بعینہ منقول نہوی گو
 یا تو انکی عبارت بحسنہ مطابق انکے تھی یا یہ سلسلہ انہیں مختصر اور محل مذکور تھا اور
 زیادہ تفصیل نہیں رکھتا تھا البتہ جو نظر سے گذری تھیں نام اونکے آخر باب التفسیر میں

نہج کئے ہیں چاہیں تو اوٹھیں دیکھ لیں اور باب دوم میں یہ کتب حدیث شریف میں
 ہیں کہ جنکی عبارت ورج ہوئی حج ترمذی شرح بخاری شرح مسلم اور باب سوم
 میں ان چند کتب فقہ سے اتفاق نقل عبارت کا ہوا در مختار کنز الدقائق مختار
 در المختار غایۃ الاوطار عنایہ قاضی خان اختیار شرح مختار فتاویٰ سے جزیہ اور
 باب چارم میں یہ کتب صوفیہ کرام کی موجود تھیں جن سے ترجمہ لکھا مذاق الیہ
 ترجمہ احیاء علوم الدین رسالہ قشریہ مقصد اجل ترجمہ عین العلم کشف المحجوب
 سنی اور اخبار الاخیار اور گنج الاسرار خواجہ بزرگ اجمیری مدفن رحمہ اللہ
 علیہ اور خاتمہ کتاب کو جو بجائے قول فیصل معاملہ سماع میں ہے مدارج النبوة اور
 مکتوبات محدث دہلوی سے تحریر کیا ہے

مقدمین بیان ماہیت و تعریف کا

غنا یعنی راگ مستنا ہے آواز خوش اور موزون کا جسکے معنی سمجھ میں آویں اور
 دلیکو حرکت دین تو اس تعریف میں وصف عام آواز خوش ہے پہرا دیکھی ہی دوشین
 ہیں ایک موزون اور ایک غیر موزون اور موزون بھی دو قسم ہے ایک وہ کہ
 سمجھ میں آوے جیسے اشعار ہوتے ہیں اور ایک وہ کہ سمجھ میں نہ آوے جیسے جلاوات
 اور حیوانات کی آوازیں ہیں یہ تعریف اور تفصیل اور مثالیں اور سب کے
 حکم جائز اور ناجائز سے احیاء العلوم میں ہے اس کتاب میں بھی اپنے موقع
 پر منقول ہے اور کتاب مجمع البحار میں تحقیق معانی لفظ غنا میں لکھا ہے نہایت جزئی
 سے من یتقن بالقرآن فلبس منہا یعنی جو کوئی کہ استنسا اور لے پر دلہی حاصل

نکرے ساتھ قرآن مجید کے غیر اوسکے سے اور کہا گیا ہے کہ غنا کے معنی جہر کے ہیں یعنی جو کوئی کہ بلند آواز نکرے ساتھ قرآن مجید کے اور دوسری حدیث ما آذن اللہ لشیعی الخ میں جو لفظ بتغنی بالقرآن کا مذکور ہے اوسکے معنی جہر کے لئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ تفسیر ہے استغنا اور ہے پرواہی کی اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اسکی تفسیر کی ہے ساتھ تحسین قرأت اور سپہ باریک اوسکی کے اور اسکی شاہد ہے یہ حدیث کہ فرینو القرآن باصواتکھ اور ہر آواز کہ بلند ہو وہ غنا ہے نزدیک عرب کے اور کہا گیا ہے کہ عرب لوگ راگ گایا کرتے تھے ساتھ رکبانی کے جبکہ سوار ہوا کرتے تھے یا بیٹھا کرتے تھے میدانون میں اور اپنے اکثر حالات میں پس دوسرے کھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ ہووے اول مبادرت اونکی ساتھ قرآن مجید کے بجائے راگ رکبانی کے کہا ابن عیینہ نے کہ استغنی ہو ساتھ اوسکے لوگوں سے اور کہا گیا ہے کہ استغنی ہو غیر اوسکے سے احادیث اور کتب سے اور انکا کر کیا ہے بعض نے اسکا بسبب تفسیر جہر کے کر بانی شرح بخاری میں ہے کہ جہر کرے یعنی ساتھ تحسین آواز اور تحزین یعنی دردناک کرنے اوسکی کے اور یہ تحسین اور تحزین مستحب ہے جب تک کہ حد قرآن سے خارج نکرے کہا امام نووی شارح مسلم نے بتغنی یعنی اپہا کرے آواز اپنی کو ساتھ تریئل اور جہر اور تحزین کے لیکن الحان پس وہ پڑہنا ہے بطور علم موسیقی کے ساتھ فقہاء اوزان مقررہ کے جو صفت غنا میں ہے اور طبیبی شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ لغو بتغنی بالقرآن میں احتمال ہے کہ اسکے معنی غنا کے ہوں اور یا معنی استغنا کے ہوں اور ترجیح ہے معنی استغنا کو کہ نہیں ہے ہم سے یعنی ہمارے اہل طریق

اور یہ وعید ہے اور بلا تلاف قاری بغیر تحسین آواز کے بھی ثواب پاویگا پس
 مستحق وعید کا کیسے ہوا اور نہایہ میں ہے کہ دو لونڈیاں گارہی تھیں گیت رکو
 بعاش کے یعنی اشعار اس روز کے پڑھتی تھیں اور وہ ایک لڑائی انصار کا
 نام ہے اور یہ مراد نہیں کہ وہ غنا اور راگ مشہور تھا جو اہل لہو و لعب میں
 ہوتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی ہے غنا اعراب کو بخوش
 آواز حدی کے ہے اور کرمانی شرح بخاری میں ہے لیستہ غنیتین یعنی راگ
 گانا و نکی عادت تھی یعنی شش اور گانیوالیوں کے شوق اور بہار نے اور تعریف
 فواحش اور تشبیب جمال کے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ راگ منتر ہے زنا کا اور نہ اول
 قسم کی گانیوالیوں میں تھیں کہ ایسا گانا گاویں کہ حسین کھینچنا آواز کا اور گٹکاری
 اور ٹوڑ جوڑ اور شکر کرنا ساکن کا وغیرہ لک ہوں اور نہ گانے کو کسب ٹھیرا
 ہوا اور اجازت دینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غنا ہے حرب کو وہ فقط شعر خوانی
 اور حدی ہے طبیبی میں ہے کہ وہ جو احداث کیا ہے مقصود نے سماع مع ساز کو
 پس کچھ خلاف نہیں اسکی حرمت میں اور تحقیق کہ غالب ہے یہ اوپر اکثر ایسوں کے
 جو منسوب ہیں طرف خیر کے اور نابینا ہیں وہ اسکی حرمت سے یہاں تک کہ ظاہر
 ہوتے ہیں اکثر پر امتثال مجنون کے سے شل رقص کے ساتھ حرکات متطابقہ
 اور تقطیعات متلاحقہ کے اور گمان کرتے ہیں وہ کہ یہ امور نیکی اور برکی ہیں
 اور حالانکہ یہ زندہ ہیں یہاں تک عبارت یا خلاصہ کتاب جمع البھار کا ہوا حضرت
 غوث الاعظم قدس سرہ نے کتاب غنیۃ الطالبین میں باب بیان آواز و ن ہیں
 اور بیان کراہت قرارۃ بالحنان میں لکھا ہے کہ اکثر الحان میں نکالنا کلام کا ہوتا

اوسکے طریقہ سے اور گرا دیں اور ہمہ کا ہوتا ہے اوسکے مقام سے اور مد کرنا
مقصود کا اور قصہ کرنا مد کا اور او خام اور ور ہم کرنا ہوتا ہے حروف کا الخ تو یہ
تشریف ہے الحان کی جو قرات قرآنی میں مکر وہ ہے اس سے حقیقت راگ معلوم
اور قیاس کر لیں :

باب پہلا اس تحقیق کی کہ میں جو از بان فارسی میں متفق غنا
و کامیابی ہا میں لکھی ہو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْكُرُ لِي كَهُو الْعَذَابِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ يَغْيِرْ عَلَيْهِ وَيَشْغِدْ
تُحْزِنُوا أَمْ أَكُنْتُ لَهُمْ غَدَابًا مِّمَّنْ يَمُوتُ يَوْمَئِذٍ إِذْ أَتَاَهُمُ الْعَذَابُ لَيْسَ لَهُمْ مُسْتَكْبِرًا
كَأَن لَّهُمْ سَمْعًا كَانَ لَدُنْهُ أَنْ يَأْتِيَهُ الْقُرْآنُ وَقَرَأَهُ قَبْلُ فَكَذَّبَهُ بِآيَاتِهِ هَٰذَا هِيَ آيَةُ
شَرِيفِ الْكُتُبِ پاره کے دوسرے ریح اور سورہ لقمان کے اول رکوع اور شرح
میں ہے اور یہ اصل دلیل اور حجت ہے حرمت غنا اور راگ میں اور علی اختلاف
الاقوال والروایات جیسا کہ مذکور ہو گا نزول اسکا غنا اور راگ میں ہے چنانچہ
تفسیر مدارک میں ہے کہ سبب نزول اس آیت کا نظریں اسحارث ہے کہ وہ خرید
کرتا تھا کتابا را خیارا کا سرہ یعنی بادشاہان فارس کے اور کہتا تھا کہ تحقیق
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہیں کچھ تھے قوم عاد اور ثمود کے
اور میں مذکور کرتا ہوں بائین ملوک فارس کی سو غربت اور بیل کرتے تھے کہ
اوسکی بات کی طرف اور ترک کرتے تھے آسمان قرآن مجید کا اولو کہتے ہیں ہر باطل کو

اور باطل کے معنی عرف عرب میں مینا مذہ کے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ اَلْاَعْيُ الْاَعْيُ
 قَسَمٌ لِّكَ يَكْفِيْنِي اور لہو احمدیث کے معنی مثل قصد اور کہانی بے اصل اور غنا کے ہیں اور
 تھے حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہ بقسم فرماتے تھے کہ وہ یعنی
 لہو احمدیث غنا اور راگ ہے اور کہا گیا کہ غنا فاسد کرتا ہے قلب کو اور پریشانی
 کرتا ہے مال کو اور غضبناک کرتا ہے پروردگار کو اور منقول ہے جناب نبی صلی
 علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سے کہ نہیں ہے کوئی آدمی کہ بلند کرے آواز اپنی ساتھ
 راگ کے مگر بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ دوشیطانون کو کہ ایک دہانے کند ہے پر ہوتا
 ہے اور ویرا بائیں پر اور دوشیطان اسکو مارتے ہیں اپنے پاؤں سے یعنی
 لا توں سے جب تک یہ خاموش ہو یعنی راگ سے انتہی مافی المدا رک اور تفسیر
 بیان میں اسی آیت کی تفسید میں جو اول کے آیت سے کہی ہے لکھا ہے کہ جب کہ
 وصف فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کا اس طرح پر کہ شتمل ہے اور
 حکم کے پس جو کوئی تمسک اور و ستاویز کرے ساتھ اسکے تو وہ حکیم ہے اور
 جو کوئی کہ اعراض اور روگردانی کرے اس سے تو وہ سفیہ ہو قوف ہے پس
 ذکر فرمایا بطور تعجب کے کہ وَمِنْ النَّاسِ مَنِ يَسْتَرْحِي لِقَوْلِ الْاَعْيُ الْاَعْيُ مَرُو
 ہے حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے کہ وہ یعنی لہو احمدیث غنا ہر قسم
 ہے اس خداوند پاک کی کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق سجز اسکے اور تکرار کیا
 یہ مضمون قسم کا تین بار پس بنا برین قول لفظ شتری جو آیت شریف میں واقع
 ہے بمعنی محبت اور اختیار کے ہے یا یہ کہ نزول اس آیت شریف کا در باب اہل
 شخص کے ہے کہ وہ خرید کر تا تھا کتابا سے اخبار سلاطین عجم کے کہ وہ سنا تا تھا فرشتے

اور کتا تھا کہ یہ بہترین کلام ہے انتہی مافی البیان اور تفسیر حنی بن ہے
 کہ نصر بن حارث واسطے تجارت کے طرف فارس کے گیا تھا وہاں سے قفقہ
 رستم اور اسفندیار کا خرید کے لایا تھا اور قریش کی مجالس و محافل میں جا کر
 اس طرح پرانے کان میں پہنچاتا تھا اور سناتا تھا کہ تمام قریش اس کے شیفہ
 اور فریقہ ہوتے تھے اور یہ اسپرلات اور شیخی مارتا تھا کہ اگر حجر صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم قفقہ عاد اور ثمود اور عظمت مملکت سلیمان اور داؤد سے
 خبر دیتے ہیں تو میں وسعت سلطنت اور کثرت بہت ملوک و عجم سے کلام کرتا ہوں
 پس حق تبارک و تعالیٰ نے یہ آیہ نازل فرمائی وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ يَّكْثُرُ
 یَعْنٰی اور بعض لوگ ہیں ایسے کہ خرید کرتے ہیں کھو والحدیث کلام لہو اور بازی
 کو اور کہا ہے کہ کلام فریب دینے والے اور مشغول کرینوالے کو یعنی اختیار کرتا
 ہے کہانی بے اعتبار کو یَقْضِیَ لَکَ سَبْعِیۡنَ اَلْفَ مَکْرَہٍ تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو راہ خدا و
 تعالیٰ سے یعنی دین او سکے سے باز رکھتا ہے کہ وہ سننا اور استماع قرآن
 مجید کا بے بغیرِ علم ساتھ بے دانشی اور بے دلیل کے قَبْحُہَا مَکْرَہٌ وَا
 اور ٹھہرا ہے آیات قرآنی کو ٹھہرا اور خیرہ ان لوگوں سے کوئی شخص ہے کہ
 خرید کرتا ہے بات کو واسطے کھیل کے اور بعض نے کہ ہیں معنی او سکے یعنی لوگوں
 کی بات فریب دینے والی اور مشغول کرینوالی تو مدام اس صورت میں یہ ہوگی
 کہ اختیار کرتا ہے کہانی بے اعتبار کو تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو راہ خدا وند تعالیٰ
 سے یعنی دین او سکے سے یا باز رکھنے سننے قراءت سے بدون کسی دانش اور
 دلیل کے اور اختیار کرتا ہے راہ خدا وند تعالیٰ کو ٹھہرا اور تسخروا کثرت میں

گروہ لَقِمْ عَذَابُ قَوْمٍ مِمَّنْ فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا مِمَّنْ فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا
 آیات کریمہ اللہ وہ عذاب قید اور قتل ہے دنیا میں اور عذاب اور رسوائی ہے آخرت
 میں اور کیا ہے کہ نزول آیت شریفہ کا اوس شخص کی شان میں ہے کہ وہ فرید
 تھا جباریات مغنیہ یعنی چھو کر یاں گانہ الیون کو اور لوگوں کو بے سبب آواز اور
 الحان اونکی کے سننے کلام حق سے باز رکھتا تھا وَإِذَا نُنَادِيَهُمْ أَسْمِعُوا لَكُمْ لَئِيْلَ الْكَافِرِ
 جادوں اوس شخص پر کہ جسے لہو اویث کو فرید اور اختیار کیا ہے ایشنا ہمارے
 کلام کی آیتیں وَاللّٰهُ مُتَكَبِّرٌ تَوْمُوْنُہ پھیر لیتا ہے اسطرح پر کہ گویا گردن کش
 اور سکر ہے یعنی التفات طرف اوسکے نہیں کرتا کَانَ لَكُمْ مَعْقُودًا گویا کہ سنا
 ہی نہیں ہے اوسکو کَانَ فِيْ اُذُنَيْکُمْ وَفَرَّاهُ گویا کہ دونوں کانوں میں
 اوسکے گرانی اور بہا رہا ہے قَبِيْرٌۢ هٗۤ اَعْدَاۤءُ اِلَیْہِۭۤ اٰیۡتِہٖۤ اَعْلَامُ کرا اور خبر ہے
 اوسکو اور بجائے بشارت ڈرا اوسکو ساتھ عذاب دروناک کے انتہی مافی الاصلی
 اور مولوی جیون بدایونی نے جو مصنف تفسیر احمدی اور نور الانوار کے اور
 استاد عالمگیر و رنگ زیب بادشاہ دہلی کے ہیں اسی آیت شریفہ سے استدلال
 کر کے اثبات حرمت غنا کا کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں تفسیر احمدی میں کہچ
 بیان مسئلہ غنا و زراک کے یہ آیت شریفہ ہے کہ وَفِي الْمَنَاسِكِ الْمَحْجَرِ
 کہ مسئلہ غنا و زراک کا بڑے مسائل مختلف فیہ سے ہے اور تحقیق معارض
 اور مخالف ہیں آیات اور احادیث جو دلالت کرتی ہیں اور پرا بحت اور
 حرمت اوسکی کے اور کثرت سے ہیں اس میں اقوال علما کے اور اراصلحا کے
 اور ہم سناتے ہیں ٹھکو اول وہ مجتہدین جو آپس میں تعارض کرتی ہیں ہر ہم

ذکر کرینگے وہ جو حقیق اور سزاوار ہے پس کہتے ہیں ہم کہ منجملہ آیات سے جو دلالت
 اوپر حرمت کے کرتی ہیں یہ آیت مذکورہ ہے اور تحقیق کہ وہ نازل ہوئی ہے
 نضر بن حارث کے حق میں کہ خرید کرتا تھا وہ کتابیں اہل عجم کی اور سناتا تھا
 قریش کو اور کہتا تھا کہ اگر حجر صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم بائین سناتے
 ہیں تم کو عدا و دشمنی کی سو میں بائین سناتا ہوں تم کو رستم اور اسفندیار اور
 بادشاہان عجم کی اور کہا گیا ہے کہ خرید کرتا تھا چھوکر یاں گانیو الیان اور
 آمادہ کرتا تھا اونکو اوپر معاشرت اون اشخاص کی کہ جو ارادہ کرتے تھے اسلام
 کا اور کہتا تھا کہ یہ بہتر ہے اوس سے کہ بلاتے ہیں تم کو طرف اوسکے حجر صلی اللہ
 علیہ وآلہ و صحابہ وسلم چنانچہ تفسیر کشاف اور بیضاوی میں ہے اور روایت
 امام زاہد رحمۃ اللہ میں ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے و بارہ ولید بن مغیرہ
 کے فقط اور بعد بیان حرمت اور قرات کے وجہ استدلال میں اوپر اثبات
 حرمت کے فرماتے ہیں کہ بجز اسکے نہیں کہ کہا ہم نے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے
 اوپر حرمت غنا کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے تحقیق نوم اور ربہ الی
 بیان فرمائی اوس شخص کی کہ جو مشغول ہو ساتھ لہو اکھریث کے اور وعید
 کی اوسکو ساتھ عذاب ہمیں کے اور لہو اکھریث اگر چہ ظاہر اکھی جاتی ہے
 ہر اوس چیز کو جو بیفائدہ اور لایعنی ہو مثل کہانیوں بے اصل اور افسانوں
 غیر معتبر اور مضحکہ ٹھٹھے بازی اور کلام فضول کے چنانچہ یہی ہے اسے اکثر مفسرین
 کی اور اسی کے موافق ہے پہلی روایت شان نزول کی مگر یہ کہ ذکر کیا ہے
 فتاویٰ حمادیہ اور سیطرح عوارف المعارف وغیرہ میں کہ تحقیق حضرت ابن

عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ تقسیم فرماتے تھے کہ تحقیق ہم نے سنا ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے کہ مراد اس سے یعنی اور
راگ ہے اور مطابق ہے اسکے روایت دوسری شان نزول کی پس اس میں
دلیل اور حجت ہے حرمت غنا پر اور نخل و لائل و قرآنیہ سے حرمت غنا پر ایک
یہ آیت ہے کہ جو آخر سورہ نجم پارہ قال فما خطبکم میں واقع ہے کہ وَاَنْتُمْ
سَاهِدُونَ ۵ یعنی درمیا لیکہ تم غفلت میں ہو یا بازی کرتے ہو یا کھاتے ہو
پس ذکر کیا ہے تفسیر بریناوی میں کہ مراد اس سے غنا ہے اور کتاب عوارف المعارف
میں ہے کہ تحقیق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مراد اس سے
یعنی اور گناہ ہے و نخل آیات و آلہ کے حرمت غنا پر یہ آیت ہے جو سورہ بنی اسرائیل
پارہ سہمان الذی میں واقع ہے کہ وَاَسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْهُمْ
يَصْوَثَ یعنی بہکا جسکو بہکا سکے تو اونہیں سے ساتھ آواز اپنی کے پس تحقیق
ذکر کیا ہے فتاویٰ حامدیہ اور عوارف المعارف میں یہ کہ تحقیق کہا مجاہد
رضی اللہ عنہ نے کہ یہ دلیل ہے حرمت غنا پر اس واسطے کہ یہ قول استفز
خطاب ہے ابلیس ملعون کو اور معنی یہ ہیں کہ حرکت دے جسیر کہ تو طاقت رکھ
بنی آدم سے ساتھ اپنی آواز کے اور وہ آواز غنا اور مزامیر اور دف وغیرہ
کے ہے سو یہ تین آیتیں دلیل ہیں حرمت غنا میں مطلق لیکن احادیث
صحاح معتبر جو دلالت رکھتی ہیں حرمت پر زیادہ ہیں اس سے کہ اولیٰ کا
حصہ اور احصاء کیا جاوے اور اکثر وہ مذکور ہیں کتاب عوارف المعارف
میں اور کتاب ہائے فقہ حنفیہ اور پیرین اولیٰ سے نخلہ اونکے وہ ہے جو منقول ہے

کہ جبکہ وفات پائی طاہر ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
 تو روئے دیدہ مبارک آپ کے پس عرض کیا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
 نے کہ یا رسول اللہ علیک السلام کیا نہیں آپ نے منع فرمایا ہے تحقیق یہ کہ روئے
 سے پس ارشاد کیا آپ نے کہ تحقیق میں منع کیا ہے تم کو دو طرح کی آواز فاجر اور
 احمق سے کہ ایک اونٹین آواز نوحہ ہے اور دوسری آواز غنا کی ہے اور
 فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ ہے ابلیس
 اول اونٹین کا کہ جسے نوحہ کیا اور اول اونٹین کا کہ جسے راگ گایا اور فرمایا
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تغنی یعنی راگ گانا حرام ہے
 اور اوس سے لذت پانا کفر ہے اور اونٹین ابٹھنا فسق اور معصیت ہے اور
 فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی آدمی
 کہ بلند کرے آواز اپنی ساتھ راگ کے مگر یہ کہ بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ او سپردو
 شیطان کہ ایک اونٹین کا اسکے ایک کندہ ہے پر ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے
 کندہ ہے پر اور یہ ہمیشہ مارتے ہیں اوسکو اپنی لاتوں سے یہاں تک کہ یہ خود فنا ہو
 ہو جاوے اور یہ تمام جہتیں دلیل ہیں حرمت مطلقہ کی اور لیکن وہ مجتہدین
 جو دلالت کرتی ہیں اباحت اور جو از غنا پر پس مذکور ہیں عوارف المعارف
 میں ہیں منجملہ آیات سے ایک قول اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے کہ وَإِذَا سَمِعُوا
 مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرْتَلُوهُمْ كَتَفِيفِينَ مِنَ الدَّامِعِ فَأَمَّا تَرْتَلُوهُ
 یعنی اور جب سنتے ہیں جو کچھ اوتا راگیا ہے طرف رسول کے دیکھتا ہے تو ان کو
 اون کی کو کہ بہتی ہیں آنسوؤں سے اوس چیز سے کہ بچانا ہے اونہوں نے جس سے

اور یہ قول حق تبارک و تعالیٰ کا ہے قَبِيْرٌ وَكَذٰلِكَ الَّذِيْنَ يَسْتَعِيْذُوْنَ بِالْقَوْلِ
 قَبِيْرٌ اَكْثَرُهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَتْلُوْنَ اٰیٰتِ الْكِتٰبِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَرْفَعُوْنَ
 كُوفٍ يَرْوِيْ كَرْتِیْنِ بَیْنِ بَیْتِ اَوْسِ كِیْ اَوْرَبِہِ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَتَقْدَسُ
 كَمَا هُوَ كَقَسْمِہِ مِنْہُ جَلُوْدُ الَّذِيْ يَخْتُوْنَ رَاہِمُ ثُمَّ تَلٰی اَنْفُسُہُمْ
 وَقَالُوْا اِنَّہُمْ اِلٰہٌ كَرِیْمٌ اَللّٰہُ یَتْنٰی بَالِ كُفْرِے ہُو جاتے ہین اوس سے کہاں پر
 اُون کو کون کے کہ ڈرتے ہین پر دروگارا اپنے سے پر نرم ہو جاتے ہین چڑے
 اونسے اور دل اونسے طرف یاد خدا کے پس یہ آیتیں دلالت کرتی ہین اویہ
 سننے قول کے اور گریہ کرنے اور رونے کے اوسین اور اوپر رونے کے
 ہونیکے اوس سے اور مخفی نہیں ہے ضعف اوس کا کہنا صاحب عوارث نے
 کہ یہ تمام آیات ہین کہ مذکور ہوئین نہیں انکار کیا جاتا ہے اوسین اور یہ
 اختلاف ہے بلکہ اختلاف سننے اشعار میں ہے ساتھ اسحاق کے اور تحقیق کہ
 بہت ہین اسین اقوال اور مغائر ہین احوال اور منجملہ احادیث سے جو دلالت
 کرتی ہین اباحت اور حجاز پر ایک یہ حدیث ہے اپنی اسناد سے حضرت صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ تحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف
 لائے جناب صدیق کے نزدیک اور نزدیک جناب صدیق رضی اللہ عنہ کے
 دو چھوکر بیان نہیں کہ گالتی تھین اور وف بجاتی تھین اور جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم لپٹے پڑے تھے اپنے کپڑے میں پس ڈانٹا
 اور گھر کا اُون چھوکر یون کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پس کھولا
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مونہ مبارک اور

فرمایا کہ چھوڑ دو انکو تم لے ابو بکر اس واسطے کہ یہہ ایام عید اور خوشی کے ہیں اور اوسے
کتاب میں ہے کہ روایت کیا ہے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تھی میرے
نزدیک چھو کر ہی کہ تعنی کرتی تھی یعنی رگ گاتی تھی پس داخل ہوئے اور تشریف
لائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور حالانکہ وہ بحال خود
تھی یعنی جیسے گاتی تھی اوس طرح گاتی رہی پھر داخل ہوئے اور آئے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ سو بہاگ گئی وہ چو کر ہی پس بیٹھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم تو عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ کس چیز اور کس سبب نے
ہنسٹا یا آپکو یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ پس بیان کیا اپنے اوس قصہ جاریہ کو
تو عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں ہرگز چھوڑوں گا جب تک کہ سن لوں
وہ جو سنا ہے رسول خدا نے یعنی جو آپ نے سنا ہے وہ میں ضرور سنوں گا پس کم
کیا اوسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سوسنا یا اوس نے
انکو اور بھی اوسے کتاب میں ہے کہ کہا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ دیکھا
بیٹے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کہ چھپا لیا مجھ کو آپ نے
اپنی چادر مبارک سے اور میں دیکھتی تھی طرف اہل حبشہ کے کہ جو کھیل تماشاکر رہے
تھے مسجد شریف میں یہاں تک کہ میں دیکھ کر تک گئی اور سیر ہو گئی اور بھی اوسے کتاب
میں ہے ساتھ اسناد تمام کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تیرے ہم نزدیک
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کہ ناگاہ نازل ہوئے حضرت
جبریل علیہ السلام کہ کہا یا رسول اللہ علیک السلام تحقیق کہ فقر آپ کی بات کے داخل ہوئے جنت میں قبل اغنیاء کے
مقدار آدمی روز کے کہ وہ مقدار نصف روز برابر پانسو برس کے ہے پس خوشی ہوئی

خلیجان ہے کہ یہ حدیث غیر صحیح ہے اور نہین پاتا میں اس میں ذوق اجتماع جناب
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کا مع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
 کے اور میں یعنی صوفیہ کرام رحمہم اللہ کہ اعتما کرتے ہیں اور سکا اس پر کہ پہنچا ہے کہ
 اس حدیث میں اور انکار کرتا ہے دل قبول کرنے اس حدیث کے سے واللہ اعلم
 و احکم بذلک کہ جناب مولانا مصنف تفسیر احمدی رحمہ اللہ نے کہ یہاں تک بعیدہ عباد
 کتاب عوارف المعارف کی ہے سو یہ تمام مجتہدین سب دلالت کرتی ہیں اباحت اور
 جواز غنا پر اس واسطے کہ ادنیٰ درجہ فضل اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 و اصحابہ وسلم کا یہ ہے کہ مباح ہو پس تعارض واقع ہوا اخبار والہ میں اباحت
 اور حرمت پر اور تاریخ صدور ان احادیث کی کہ جو سبب ترجیح کی ہے جہول غیر
 معلوم ہے پس جبکہ نظر کی دو قواعد اور ضوابط اصول پر تو واجب کی اور سے حرمت
 اسکی ایک قاعدہ اصول کا یہ ہے کہ جب معارض ہوں ولیہ میں اباحت اور حرمت
 کی تو عمل کرنا دلیل حرمت پر اولیٰ ہے اور دوسرے قاعدہ یہ ہے کہ جب واقع ہو تعارض
 درمیان دو سختوں کے تو واجب ہو تا ہے وہاں باز گشت کرنا ظن قول صحابی
 کے اور یہاں قول صحابی کا دلالت کرتا ہے حرمت پر مطلق چنانچہ فرمایا حضرت عثمان
 بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں غنا کیا میں اور نہ تمنا کی میں یعنی غنا کی اور
 نہ مس کیا میں اپنے ذکر کو سیکھا تہ سے جبکہ کہ بیعت کی ہے میں جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور کہا عبد اللہ بن سعود رضی اللہ عنہ نے کہ غنا اور
 ہے اور پیدا کرتا ہے اتفاق کو دل میں اور مروی ہے کہ تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہما
 گذرے ایک قوم اہل احرام پر اور حالانکہ ان میں ایک شخص تھا کہ تعنی کرتا تھا پس

فرمایا یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ خبر خدا تعالیٰ نہ سننے واسطے تمہارے
 یہ دوبار کہا اور تمہیں تابعین اور تبع تابعین یعنی اللہ منہم سی قائل اسکی حرمت کے چنگ
 کہا ہے بعض نے کہ بچہ تم غنا سے اسواسطے کہ غنا زیادتی کرتا ہے شہوت میں اور ڈبا
 دیتا غرور کو اور تحقیق کہ یہ قائم مقام ہے شراب کا اور کرتا ہے سکر اور کما غفیل
 من عیاض رحمہ اللہ نے کہ غنا منتر ہے زنا کا اور مروی ہے عنی کہ رحمہ اللہ سے کہ
 غنا فاسد کر نیوالا ہے دل کا اور غصہ میں لایو والا ہے رب کا اور چارون ائمہ کرام
 رحمہم اللہ انکار کرتے تھے اسکا اسیطرح مذکور ہے عوارن میں چنانچہ کہا کہ تحقیق منقول
 ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے کہ اپنے کتاب القضا میں کہا ہے کہ غنا ایک ابو کفر
 ہے کہ شاہد ہے ساتھ باطل کے اور کہا کہ جو شخص کہ کثرت کرے اسکی تو وہ نفسہ
 مردود الشہادت ہے اور نزدیک حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے ہے کہ اگر خرید کی
 کسی شخص نے چھو کر سو پایا او سکون غنیہ میں پہونچتا ہے اور شخص کو پیر دنیا او کما
 بسبب اس حیب کے اور اسیطرح ہے مذہب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا
 کہ تحقیق سنار گ کا بنگلہ گناہوں کے ہے اور نہیں مباح رکھا او سکون اگر ایک عمت
 قلیل نے فقہاء اور انہیں ہی جسے کہ مباح رکھا ہے نہیں تجویز کیا اعلان اور ظنا
 او سکما ساجد اور اکنتہ شریفہ میں یہاں تک کلام او نکا ہے اور بھی مشہور ہے کہ
 تحقیق حضرت امام صاحب بلوائے گئے ایک روز ولیمہ میں سو پایا وہاں آپ نے
 لعب اور غنا اور تمہیں آپ جب تک غیر مقتدا پس صبر کیا اپنے اوپر اور جبکہ سوال
 کیا گیا آپ سے اسکا بعد اسکے تو فرمایا کہ ابتلا اور آزمائش کیا گیا تھا میں ہاتھ
 اسکے ایک بار سو صبر کیا میں پس یہ فرمانا آپ کا کہ میں ابتلا اور آزمائش کیا گیا تھا

دلیل ہے اور پر حرمت کے مطابق کیونکہ ابتلا نہیں ہوتی مگر ساتھ حرام کے اور اس پر
 اتفاق کیا ہے اسکی حرمت پر مطلق اکثر مجتہدوں نے یہاں تک کہ پہونچا ہے شمار اور
 بہتر یا چہتر مجتہدوں تک کہ جمع کئے ہیں مینے تمام اقوال اونکے ایک رسالہ اپنے
 میں پس جو کوئی کہ چاہے آگاہی اور سپر تو رجوع کرے طرف اوسکے اور علماء اگر ائمہ
 غرا کے اکثر متفق ہیں اور مطلق حرمت کے پر فرق کیا ہے ایک فرقہ نے ساتھ وجہ
 تطبیق کے پس ذکر کیا ہے شیخ الشیوخ رحمہ اللہ نے کتاب عوارف المعارف میں کہ
 لیکن وہ اور شانہ پس اگر چہ موافق مذہب شافعی رحمہ اللہ کے اس میں فراخی
 مگر اولیٰ اور بہتر ترک کرنا اوسکا ہے اور ماسوا اسکے پس اگر ہوں قصائد ذکر جنت
 اور نار کے اور شوق انگیز ہوں طرف دارالقرار کے اور ذکر اوصاف نعمتوں ہلکا
 جبار کے اور ذکر عبادات اور ترغیب خیرات کے تو کوئی اور سبیل نہیں ہے طرف
 انکار کے اور اسی قسم سے ہیں قصائد غازیوں اور حاجیوں کے بیچ وصف غرا اور
 حج کے اور قسم کے کہ اوٹھا وین عزم غازی کو اور شوق حجاج کو اور اگر ہوں
 یعنی قصائد ذکر قد اور خدا اور اوصاف عورات میں تو لائق نہیں ہے ارباب
 دیانت کو جمع ہونا واسطے اس قسم کے امور کے اور اگر ہوں یعنی قصائد ذکر ہجرت
 وصل اور قطع اور قرب میں یعنی اسی قسم کی باتیں اور عین مذکور ہوں کہ جبکا حمل کرنا
 نزدیک ہوا اور پرمو حق سبحانہ کے تلون احوال مریدین اور دخول آفات کے
 اور طالبتین کے پس جسے کہ سنا اوسکو اور پیدا ہوئی اوسے مذہمت اور پافات
 کے پاتازہ ہوا اوسکو عزم و پراکیندہ کے تو کیونکر انکار ہو ایسے سماع کا یہاں تک کلام
 اونکا ہے اور ذکر کی ہے دوسروں نے وجہ دوسری کہ مطابق ہے اسکی پس جائز

رکھا ہے اور کوبعض نے واسطے اہل کے اور منجملہ انکے ہیں حضرت حجۃ الاسلام امام
 مدغزالی رحمہ اللہ علیہ اور تفسیر کیا ہے اہل کو ساتھ اسکے کہ دل اور سکا زندہ
 اور نفس اور کامر وہ اور نمودہ شخص صاحب ہوا کا اور مصروف مکرے یعنی
 غنا کہ طرف خلاف حق کے اور شرط کیا ہے یہ کہ ہووے معنی ہی اہل اور نمودہ
 نیت اور سکی لینے اجرت پر اور نہ کرے غنا واسطے ریا اور سمجھ کے یعنی واسطے دکھانا
 اور سنانے کے نہ کرتا ہوا اور نہ موجود ہو مجلس سماع میں نا اہل اور شل اسکے اور اسے
 بنیں اکثر ستاخرین اور ساتھ اسی کے ہم اخذ کرتے ہیں اس واسطے کہ چکو شاہد ہو
 یہ کہ یہ فاش اور جام ہے ایک گروہ عارفین باللہ اور دوستان جناب سولہ
 فی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور متبعین شرع اطہر اور احکام اسکے ہیں اور وہ
 لوگ اہل کرامات ظاہرہ اور خوارق سادات بابرہ کے ہیں اور یہ لوگ ہیں مخلوق
 اور کثرت کرنے والے سماع خنا کے اور شتاق ہوتے ہیں ساتھ اسکے طرف تجلیات
 حق سبحانہ و تعالیٰ کے اور تین کہ جانتے ہیں اسکو عبادت اعظم اور عباد اکبر اور
 کہیں نہ موجود ہوا انکی وقت سماع میں ذمے کافر اور نہ مسلم فاسق اور نہ زکا کبیر
 اور نہ عورت اور قائم کرتے ہیں آداب سماع کے مثل آداب تمام عبادت کے تو سماع
 اور جہانز بنے واسطے ایسے لوگوں کے خاص کر اور وہ جو رسم کیا ہے اسکے
 ہمارے اہل زمانہ نے کہ تیاری کیا کرتے ہیں مجلسوں کی اور اس کا کیا کرتے ہیں
 اور فواش کا اور جمع کرتے ہیں فاسقون اور بے ریشون کو اور
 ان اوہین مغنیوں اور طوائف کو اور بستے ہیں انسے راگ اور لذت پاتے ہیں
 ساتھ اسکے اکثر ہوائے نفسانی اور خرافات شیطانی ہے اور ترفین کرتے ہیں مغنہ

اور گویوں کی ساتھ عطاے عظیم کے اور شکر کرتے ہیں اور انکا ساتھ احسان عظیم کے پس یہ بلا شک گناہ کبیرہ ہے اور حلال جاننا اسکا کفر قطعی اور یقینی ہے اسکا کہ انکے حق میں یہ عین الہو احدیث ہے بخلاف اولیاء الہی تعالیٰ کے کہ انکے حق میں الہو احدیث باقی نہیں ہے بلکہ ہے یہ وسیلہ انکے رفع درجات اور حصول کمالات کا اور شاید کہ حکمت اور اشارہ طرف اسی فرق کے ہے کہ حق تعالیٰ و تقدیر نے اس مقام پر الہو احدیث کا ذکر فرمایا نہ لفظ تعنی کا اور اسبطح پر من تبعضیہ اور لام غایہ کا ذکر فرمایا اور اس واسطے جائز نہیں ہے کہ فتویٰ دیا جاوے ساتھ جو آغنا کے واسطے اہل کے فی زمانہ کیونکہ فساد زمانہ کا یہاں تک پہنچا ہے کہ دعویٰ کرتا ہے ہر شخص اہلیۃ کا بلکہ ہمارا قول جواز کا واسطے اہل کے بعد صدور اسکی کے ہے یعنی غنا کے اجلاے عظام اور اولیاء کرام سے اس واسطے کہ لازم نہ آوے اونے از تکاب ذنوب اور آتمام کا اور عا شائش اس سے علاوہ اسکے یہ ہے کہ اکثر اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم نہیں مبتلا ہوتے ہیں ساتھ اسکے اور نہ اسکو بہتر سمجھیں اور تحقیق صحیح ہے یہ بات کہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے توبہ کی سماع سے اپنے زمانہ میں باوجود اس معرفت اور حال کے پرانے غیر کا کیا حال ہے پس اولیٰ ترک کرنا راگ کا ہے بسبب تمہت اور عناد کے اور نہایت کا اور غایت مافی البیان یہ بات ہے کہ اگر نیت نیک اور صالح ہو اور سنے ایسی نیت سے یا خود کا وے بسبب دفع وشت کے تو ایسا شخص اپنے معاملہ میں جو بین العبد والرب مناتب نہوگا یہ جو کہہ کہتے ہیں لکھا ہے تحقیق غنا سے بجز اسکے نہیں کہ لکھا ہے جہنم قطع نظر تعصب اور طغیان سے بغیر افراط اور تفريط کے واللہ اعلم تمام ہوا ترجمہ تفسیر احمدی کا ۱۰

فقیر محمد رزید اعظمی نے کتاب کے یہ ترجمہ اصل تفسیر حمادی عن علی کا ہے کہ اس کے
مصنف ملا جیون صاحب نے تحقیق کافی شافی لکھی ہے جو تفسیر علیہ اور تفسیر آیات الاحکام
اگر یہ ترجمہ بعینہ اسی تفسیر حمادی کا ہے جو مولوی حافظ عبدالمعلی صاحب مکرانی نے
کیا ہے لیکن جو کہ اوٹیں کچھ فوائد زیادہ احاطہ کئے ہیں اور ترتیب بھی بطور اول
کتاب فقہ کے کردی ہے لہذا اس کو ایک نسخہ جدا گانہ سمجھ کر اس کی عبارت مجتہدہ نقل کرتا
ہوں کہ علی اسے تقدیر خالی از فائدہ اور تحقیق اور تائید سے نہیں ہے اور وہ
یہ ہے **وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي الْحَبْلَ** یعنی اور ایک لوگ ہیں کہ خریداریں کیل کی
باتوں کے مابین اورین اللہ کی راہ سے بن گئے اور ٹھیلوین او سکونسی
بعضے کہتے ہیں کہ نقرین احارث اعاجم کی کتابین خرید کر کے لوگوں کو اس کا حال
بیان کرتا تھا اور کتابتھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم عادی اور خود کے
قصے کہتے ہیں اورین رستم اور اسفند یار اور اس کا سہ کا قصہ کہتا ہوں اور
بعضوں نے کہا ہے کہ لوکیان کا نیوالی مولیٰ تھیں جو اسلام کا راہ کرنا
تو اس سے کتابتھا کہ یہ اسلام سے بہتر ہیں اور انہو حدیث اگرچہ عام ہے کہ
لَا يَنْبَغِي كُوبِيَسَ بے اصل بات اور بے اعتبار قصہ پر فتاویٰ حمادیہ اور عوارف
اسے ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ بقرہ کہتے تھے کہ ہمے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ اس سے راگ مراد ہے اور نزول کی
دوسری روایت بھی موافق ہے اس سے دلیل ہے کہ راگ حرام ہے اور سورہ کرم
مِنْ قُرْآنِكَ وَانْتَهَرَ كَيْدَ قَوْمِكَ قَاضِي بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد
کہ تم راگ گاتے ہو اور عوارف مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بقرہ

کہ اس سے مراد راک ہے اور سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ مَنْ اسْتَطَعْتَ
 قَتَادِی حمادیہ اور عوارف بن مجاہد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ صوت سے صوت یعنی
 اور مزامیر وغیرہ مراد ہے یہ تین آیتیں دلیل ہیں کہ راک مطلقاً حرام ہے اور تخریر
 صحیح معتبر اسکی حرمت پر بہت ہیں اور بعضی آیتیں جیسے وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ
 إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حِمَاحًا ۚ فَوَالْحَقِّ ط اور
 فَسَيَرَىٰ عِبَادِيَ الَّذِينَ لَمْ يُشْكِرُوا لِيْلَهُمْ الْقَوْلُ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ط اور تَقْشِطُهُمْ
 مِنْهُ مُجَادًا ۚ الَّذِينَ يَحْكُمُونَ بِآيَاتِهِمْ ثَمَّ يَلْعَنُ مُجَادًا ۚ هُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ
 ذِكْرِ اللَّهِ ط دلیل ہے اسپر کہ قول کو سکر بکا اور اقشیر ہوتا ہے اس راک
 کے مباح ہونے کی بعضوں نے دلیل پکڑی ہے اور بعضی حدیثیں بھی اسی قبل
 کی ہیں بہر حال آیتیں اور حدیثیں راک کی حرمت اور اباحت میں متعارض ہیں
 امر حق کی تحقیق کرنی ضرور ہے وہ اصول کے دو ضابطہ سے حاصل ہوتی ہے
 ایک کہ جبہ بیج اور محرم دونوں متعارض ہوں اور وقت محرم پر عمل اولیٰ ہے
 اور دوسرہ یہ کہ جب دو حدیثوں میں تعارض ہو تو ضرور ہے کہ صحابہ رضی اللہ
 عنہم کے قول کی طرف رجوع کریں اور یہاں حدیثوں میں تعارض ہے اور صحابہ
 رضی اللہ عنہم کے قول راک کی حرمت پر ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ
 غنا ولین نفاق اوگاتا ہے اور فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ راک
 افسوں ہے زنا کا اور ضحاک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ راک ولین فساد و التاہم
 اور خدا نافرست ہوتا ہے اور احمد اربعہ نے بھی انکار کیا ہے عوارف بن شافعی
 رحمہ اللہ سے کہ راک لہو کر وہ ہے باطل کے مشابہ جو اسکی کثرت کرے وہ سفیہ ہے

یہ بیان کرتے ہیں خبر عدا اور ثمود کی اور میں بیان کرتا ہوں تم سے اخبار
نہ اور اسفندیار اور اکاسرہ کے پس خوشی رکھتے اور رغبت کرتے تھے قریش طون
ان باتوں کے اور ترک کرتے تھے سنا قرآن مجید کا تو نازل کی اللہ تعالیٰ
یہ آیت کہ اما بعد رحمۃ اللہ نے یعنی خریدتا چوکریں مغنیہ کا اور وجہ کلام
اس تاویل پر یہ ہے کہ خرید کرے صاحب لہو احادیث یا ذات لہو احادیث کو
امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنے قاعدہ پر کہ تفسیر میں ہی داب اوکا ہے اس تاویل
کو مدلل بحدیث کیا اور ساتھ سند مسلسل کے یہ حدیث ذکر کی کہ فرمایا جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ نہیں حلال ہے تعلیم کرنا مغنیات کو اور
نہ بیچنا اونکا اور زرقمیت اونکی کا حرام ہے اور اسی کی شل بین نازل ہوئی ہے
یہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنُ الْيَسَّرُ الْحَالَ اور کہا کہ نہیں ہے کوئی شخص کہ بلند
کرے آواز اپنی ساتھ راگ کے مگر کہ ہونچا تاہو اللہ تعالیٰ او سپرد و شیطان کہ ایک
اس کند ہے پر ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے کند ہے پریس وہ مارتے ہیں او سکے
لا تین جب تک کہ وہ خاموش ہو یعنی گانے سے اور دوسرے سند یہ حدیث ذکر کی کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا زرقمیت گئے اور زرکب
نما رہ سے اور مروی ہے مکحول رحمہ اللہ سے کہ جو کوئی کہ خرید کرے چوکری خرابہ
یعنی گانے بجانے والی کہ رکے او کو بسبب گانے بجائیکے پاس اپنے سوا اگر وہ شخص
مرے تو میں او سپر نماز نہ پڑھوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے فرمایا ہے وَمِنَ
النَّاسِ مَنُ يَشْتَرِي الْحَالَ اور مروی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ
بن عباس اور حسن اور عمرہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے کہا انہوں نے

کہ لو اس حدیث کے معنی غنا اور راگ کے ہیں اور یہ آیت شریف اسی باب میں نازل
 ہوئی ہے اور مراد اس سے کہ خرید کرے لو اس حدیث کو یہ ہے کہ بدل کرے اور غنا
 کرے راگ اور مراد امیر اور معارف کو قرآن مجید پڑھا اور کہا ابوالسہبائی بکری نے
 رحمہ اللہ کہ میں نے سوال کیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا تواتر
 نے فرمایا کہ وہ راگ ہے اور قسم کہانی تین بار کہ **وَاللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** اور
 کہا امام ابراہیم نجفی رحمہ نے کہ راگ اوگاتا ہے اور پیدا کرتا ہے نفاق کو دلیمن
 اور تھے اصحاب ہمارے کہ روکتے تھے مومنہ کو چون کے اور پہاڑتے تھے دفونگو
 یعنی ممانعت کا ایسا اہتمام تھا کہ ناکہ بندھی گئی اور کو چونکی کر کے دف پہاڑتے
 تھے اور کہا گیا ہے کہ راگ کرنا منتر ہے زنا کا اور کہا ابن جریج نے کہ راگ طبلہ
 بجانا ہے اور مروی ہے صحا کہ وہ راگ کرتا شرک ہے اور کہا قتادہ نے
 کہ راگ ہر لہو و لعل ہے تمام ہوئی عبارت تفسیر معالم التنزیل کی اور تفسیر درمنثور
 جو تصنیف ہے امام الاہل قدوہ اکمل فاضل کامل کا علی فاضل محقق یگانہ منور کا
 فرزانہ جناب مولانا اولانا جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی اور اس تفسیر دہلی پر
 میں اکثر تفسیر بالحدیث کا طرز ہے اور بسا مقامات کو سند اور مدلل اور محقق باحدیث
 کیا ہے علی انخصوص اس مقام اور آیت کو بہت احادیث اور بہت طرق سے تحقیق
 کیا ہے فخرہ اللہ تعالیٰ خیر الخیر اور فقیر عبارت تفسیر کی بعینہ تمام و کمال نقل
 کرتا ہے کہ کلام امام رحمہ اللہ سے تبرک ہی حاصل ہوا اور جو نتیجہ اور حاصل اور ہون
 نے نکالا ہے اوپر ہی آگاہی حاصل ہو عبارت تفسیر درمنثور کی یہ ہے قولہ **وَمِنْ**
وَمِنْ النَّاسِ مَن یَّکْذِبُ عَلَیْ رُءُوسِهِمْ روایت کیا ہے بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قول آتھی میں وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي
لُكُؤَ الْحَدِيثِ الْكَافِيَةَ یعنی باطل الحدیث اور یہ حال نصر بن حارث بن علقمہ کا
کہ خرید کر لیتا تھا وہ باتین احادیث کی اور ساختہ چیزیں اونکی اونکے زمانہ میں اور
تھا وہ کہ لکھتا تھا کتابیں یعنی خطوط جبرہ اور شام سے یعنی طرف قریش کے اور
تکذیب کرتا تھا قرآن مجید کی اور اعراض کیا اور روگردانی کی اسے کلام اللہ
مجید سے اور نہ ایمان لایا وہ اوسپر اور روایت کیا ہے ابن جریر اور ابن ابی
حاتم نے قتادہ رحمہ اللہ سے اس قول میں وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لُكُؤَ الْحَدِيثِ
الْمُذْمُومِ یعنی خرید کر لیتا اور مستحب جاننا اوسکا اور کافی ہے آدمی کو مگر ابی میں یہ کہ
اختیار کرے حدیث باطل کو حدیث حق پر اور یہ قول کہ يَتَّخِذُهَا هُزْؤًا کہا کہ
ٹھٹھا کرتا تھا اوسکا اور تکذیب کرتا تھا اوسکی اور روایت کیا فرمائی اور ابن
جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے مجاہد رحمہ اللہ
سے اس قول میں کہ وَيَتَّخِذُهَا هُزْؤًا کہا کہ راہ خدا کو ٹھٹھا کرے راہ ٹھٹھے کے اور روایت
کیا فرمائی اور ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی
عنہ سے اس قول آتھی میں کہ وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لُكُؤَ الْحَدِيثِ الْكَافِيَةَ کہا کہ
باطل الحدیث کہ وہ غنا اور ثل اوسکے ہے لِيُفْضَلَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ کہا کہ قراءۃ قرآن
مجید اور ذکر آتھی تعالیٰ نازل ہوئی یہ آیت ایک شخص کے حق میں قریش سے
جو خرید کر لیتا تھا جو کریمان گانویہ ایمان اور روایت کیا جریر نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے اس قول آتھی میں کہ وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي الْخُفَا کہا کہ فرمایا کہ
یہ نازل ہوئی نصر بن حارث میں کہ خرید کی تھیں اوسنے جو کریمان اور تھا

کہ نہیں سنتا تھا کیونکہ آراء وہ کرتا تھا اسلام کا مگر کہ لیجاتا تھا اوسکے پاس جہنم کے
 اور کہنا تھا کہ کھلاؤ اور چلاؤ اور کھانا سناؤ اسکو کہ یہ بہتر ہے اوس سے
 کہ پکارتے ہیں طرف اوسکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحباہ وسلم
 صلوة اور صیام اور قتال جہاد سے پس نازل ہوئی یہ آیہ اور روایت کیا
 سعید بن منصور اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ
 نے بیان ذم ملاہی میں اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور
 طبرانی نے اور ابن مردودہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابواہار سے جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے کہا کہ فرمایا است جو تم قینات کو اور نہ
 خرید کرو تم انکو اور نہ تعلیم کرو انکو اور نہیں بھلائی انکی تجارت میں اور
 نہ قیمت انکی کا حرام ہے اور اسی کی مثل میں نازل ہوئی ہے یہ آیہ و مِّنَ
 النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے بیان
 ذم ملاہی میں اور ابن مردودہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے کہ تحقیق
 اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے راگ گانیوالی کو اور اوسکے فروخت اور نہ
 قیمت کو اور تعلیم کو اور اوسکے فائدہ لینے کو چہر ٹیپ جی یہ آیہ و مِّنَ النَّاسِ
 مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ اور روایت کیا ہے بخاری نے ابی ہریرہ اور
 ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر اور ابن مردودہ اور بیہقی نے
 اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے و مِّنَ النَّاسِ مَن
 يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ کہا کہ وہ راگ اور مانند اسکے ہے اور روایت کیا

ابن جریر اور ابن منذر اور ابن فرویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ كما کہ وہ خریدنا راگ گانیوالیوں
 کا ہے اور روایت کیا ابن عساکر نے مکحول سے اس قول میں وَمِنْ النَّاسِ مَن
 يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ كما کہ چوکریاں گانیوالیاں اور روایت کیا ابن ابی
 شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے اور تصحیح کیا اسکو
 بیہقی نے شعب الایمان میں ابوالصہبا سے کہا کہ سوال کیا میں عبد اللہ بن مسعود
 اس قول الہی تعالیٰ کا وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ كما کہ وہ
 واللہ راگ ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے شیب بن یسار
 سے کہا کہ سوال کیا میں عکرمہ رضی اللہ عنہ سے لہو الحدیث کا تو کہا او نہون نے کہ
 وہ راگ ہے اور روایت کیا فریابی اور سعید بن منصور اور ابن ابی الدنیا
 و ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ كما کہ وہ
 راگ ہے اور سیالعب اور ابوہ ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے طریقہ شیبہ
 ابن ابی ثابت سے ابراہیم سے وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ كما کہ
 وہ راگ ہے اور کہا مجاہد نے کہ وہ لہو حدیث ہے اور روایت کیا ابن ابی حاتم
 نے عطاسہ خراسانی سے وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ كما کہ وہ راگ
 اور باطل ہے اور روایت کیا ابن عساکر نے مکحول سے اس قول الہی میں وَمِنْ
 النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخ كما کہ چوکریاں گانیوالیاں ہیں اور روایت
 کیا ابن ابی حاتم نے حسن سے کہا کہ نازل ہوئی یہ آیت وَمِنْ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي
 الْخ غنا اور مزامیر یعنی راگ اور باجے کے مقدمہ میں اور روایت کیا ابن ابی الدنیا

اور یحییٰ نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ راگ اوگاتا ہے
نفاق کو دلیں جیسے کہ اوگاتا ہے پانی کبیتی کو اور اوگاتا ہے ذکر الہی تعالیٰ کا
ایمان کو دلیں جیسے کہ اوگاتا ہے پانی کبیتی کو اور روایت کیا ابن ابی الدنیا
نے ابراہیم سے کہا کہ کہتے ہیں کہ راگ اوگاتا ہے نفاق کو دلیں اور روایت
کیا ابن ابی الدنیا اور یحییٰ نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ راگ
اوگاتا ہے نفاق کو دلیں جیسے کہ اوگاتا ہے پانی ترکاری کو اور روایت
کیا ابن ابی الدنیا اور یحییٰ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے کہا کہ جب سوار ہوتا ہے آدمی گھوڑے پر اور بسم اللہ نہیں پڑھتا تو جیسے
سوار ہوتا ہے شیطان پر کہتا ہے اوسکو کہ راگ گاسو وہ اگر نہیں جانتا ہے تو
کہتا ہے اوسکو کہ مکلف ہے اور جھوٹہ کو اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور
طبرانی اور ابن مردودہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اڑھاتا اور نہیں بلند کرتا کوئی آواز
اپنی ساتھ راگ کے مگر کہہو سچا تا ہے اللہ تعالیٰ طرف اوسکے و شیطان کہ
بیشے ہیں وہ دونوں اوسکے دونوں کند ہو نہ کہ مارتے ہیں اوسکو اپنی اڑیوں
سے اوسکے سینہ پر جب تک کہ وہ خاموش اور ساکت ہو اور روایت کیا ابن
ابی الدنیا نے قاسم بن محمد سے کہ اونسے سوال کیا گیا راگ سے کہا کہ میں منع
کرتا ہوں تمکو اوس سے اور کہوہ رکھتا ہوں اوسکو تیرے لئے پس کہا ساکن
نے کہ کیا وہ حرام ہے کہا کہ دیکھ اے بھتیجے جبکہ جدا کر دیا اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل

تو کس میں رکھا جاوے گا راک اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان سے کہا کہ لعنت کی گئی ہے راک گانیوالی پر اور اوپر کہ جسکے واسطے راک گایا جاوے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ابو عثمان کثیری سے فضیل بن عیاض سے کہا کہ راک کرنا منہر ہے زنا کا اور روایت کیا ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ابو عثمان لیثی سے کہا کہ یزید بن الولید العافض نے بے بنی اسیدہ جو تم غنا اور راک سے پس تحقیق کہ وہ کم کرتا ہے حیا کو اور زیادہ کرتا ہے شہوت کو اور گراتا ہے اور دور کرتا ہے مروت کو اور تحقیق کہ وہ قائم مقام ہے شراب کے اور کرتا ہے راک وہ جو کرتا ہے نشہ اور اگر خواہ مخواہ راک کرو تو سچا و تم مستورات کو کیونکہ راک داعی اور باعث ہے زنا کا اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے ابو حفص اموی نے عمر بن عبداللہ سے ایک نامہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا نام سہل کے جو استاد انکے بیٹوں کے ہیں اس نامہ میں اگرچہ تمام نصائح عمدہ ہیں مگر یہاں بہ نسبت مقام کے فقط راک کے الفاظ کا ترجمہ مرقوم ہوتا ہے وہ ہوتا ہے کہ چاہے کہ ہو اول مستحق اور جسکے کا جو مجملہ تعلیم کے ہے یہ کہ بغض کریں ملاہی اور آلات لہو سے کہ شروع اول کا شیطان سے ہے اور انجام او سکافضی الہی کا ہے اس واسطے کہ یہود نچا ہے جہنم کو ثقات اہل علم سے یہ کہ حاضر ہونا راک میں اور سننا باجوں کا منجملہ اوسکے ہے کہ اوگاہے نفاق کو دلیمن جیسے کہ اوگاہے گہاس کو پانی آخر نامہ تک اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے راض بن حفص مدنی سے کہا کہ چار شخص ہیں کہ نہیں نظر کرے گا طرف اوکے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے جاوے کر نیوالے اور نوہ کرنے والے اور راک کر نیوالے اور وہ عورت جو مشغول ہو عورت سے اور کہا کہ جو کوئی کہ یاوے

اوس زمانہ کو تو اولیٰ اوسکو طول حزن ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے
 علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ غنیم پاک رہیگی وہ امت کہ جبین برہبط ہو آند
 روایت کیا ابن ابی الدنیا نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوا اسکے نہیں کہ منع کیا گیا ہوں
 رو آواز سے جو کہ حق میں ڈالتی ہیں اور فحور میں ایک اذنین سے آواز
 نغمہ کے کہو و لعب اور مزایہ شیطان کی ہے اور دوسری آواز وقت عیبتہ
 پر یہ شیش گریبان کی اور نوحہ شیطانی کی ہے اور روایت کیا ابن ابی الدنیا
 رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دو آواز طعون ہیں مزمار وقت نغمہ کے اور رنہ
 کہ اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے
 کہا کہ خبیث ترین کیوں کا کسب دمارہ کا ہے اور روایت کیا ہے ابن ابی الدنیا
 ورمیتی نے نافع سے کہا کہ میں جاتا تھا ہمراہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے رستہ
 پس سنی اونہوں نے آواز ایک چرواہے کی سوز کہ لین اؤنگلیان اپنے دونوں
 قانون میں پہر چلا ہو گئے اوس رستہ سے اور کہتے جاتے تھے لے نافع کیا مستجاب
 ہو کہا میں نہیں پس بحالا دونوں اؤنگلیوں کو دونوں قانون سے اور کہا
 یہ چرید کیا ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب وسلم کو کہ
 کیا تھا اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اؤنگلیوں
 کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب وسلم سے کہ فرماتے تھے اس آیت میں کہ
 رَبِّكَ النَّاسُ مِنْكُمْ ذُرِّيٌّ يَصْطَرِّقُونَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَالْخَيْبِثُ يُعْنِي بِحُزْنِكَ نَحْنُ
 لعب اور باطل کو اور روایت کیا حاکم نے کنی میں عطا سے خراسانی سے کہا کہ

نازل ہوئی ہے یہ آیت یعنی وَمِنَ النَّاسِ الّٰہِ غَنَا اور باطل اور مزامیر کے حق
 میں اور روایت کیا آدم اور ابن جریر اور بیہقی نے اپنی سنن میں مجاہد سے
 اس آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ یَّشْتَرِیْ لَہٗوَ الْہَدٰیثِ الّٰہِ میں کہا کہ یہ خرید کرنا ہے
 مرد گانیوالے اور عورت گانیوالی کا عوض مال کثیر کے اور سننا اور سکا اور مثل
 اسکے باطل سے اور روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود
 رضی اللہ عنہ سے اس قول الّٰہِ تَعَالٰی وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ یَّشْتَرِیْ لَہٗوَ الْہَدٰیثِ
 کہا کہ یہ وہ شخص ہے کہ خرید کرے چھو کر یاں کہ راگ کا دین رات کو اور دن کو
 تمام ہوئی عبارت تفسیر در ششور کی جناب مستطاب عالم علوم ربانی وانا سے ہو
 فرقانی ذی المتالی والمفاخر صاحب باطن وظاہر مفتی زمانہ فاضل گجرات مولانا
 قاضی ثناء اللہ صاحب ہانی پتی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر نظہری میں تحریر فرماتے ہیں
 کہ روایت کیا ہے ترمذی وغیرہ نے ابو امامہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے مت فروخت کرو تم لو ٹڈیوں گانیوالیوں
 کو اور نہ خریدو اور نہ سکھاؤ اور نہ کوئی بہتری نہیں ہے انکی تجارت
 میں اور زرقیت انکی کا حرام ہے اور مثل اسی کے میں نازل ہوئی ہے یہ آیت
 وَمِنَ النَّاسِ مَنۢ یَّشْتَرِیْ لَہٗوَ الْہَدٰیثِ الّٰہِ اور روایت کیا ہے جبریل نے حضرت
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خرید کی تھیں نظرن حارث نے چھو کر یاں یعنی
 گانیوالیان پس تھا وہ کہ نہ سننا تھا کیونکہ جو ارادہ کرتا تھا مسلمان ہونے کا
 مگر کہ جاتا تھا اس کے نزدیک مع چھو کر یوں کے اور کہتا تھا کہ کہلاؤ اور پہلاؤ اور
 گانا سناؤ اسکو کہ یہ بہتر ہے اس سے کہ ہلاتے ہیں تھکو طرف اس کے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم روئے اور نماز سے اور بہتر ہے اس سے کہ مثال
 کرے تو رو پر و اوٹے یعنی جہاد سے پس نازل ہوئی یہ آیت وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ
 يَشْتَرِي لِكُفَّهِ الْكَفَّةِ يَعْنِي وَهُوَ جَوْلُو كَرَّ اور مشغول کرے سفیر چہیز سے اور وہ
 اہل اور مشغول کرنے کی ایسی باتیں ہیں کہ جسکی اصل نہوا اور ایسی کمائیوں ہیں کہ
 جنہیں اعتبار نہوا اور منہمک کی باتیں اور فضول کٹام ہیں بعد اسکے کہ چھتیس چھتیس
 کے بطور عریضہ کے ہے اور روایت کیا ابن جریر نے بطریق عوفی حضرت ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے ایک شخص کے حق میں قریش سے کہ
 خریدتا تھا چوکریاں گائیو الیاء اور روایت کیا ہے بغوی نے ابوسلمہ سے کہا
 کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نہیں حلال ہے
 تعلیم کرنا چوکریوں گائیو الیوں کا اور زرقیت اونکی کا حرام ہے اور اسی کی مثل
 میں نازل ہوئی ہے یہ آیت وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لِكُفَّهِ الْكَفَّةِ اِله اور نہیں
 کوئی آدمیوں میں سے کہ بلند کرے آواز اپنی ساتھ راگ کے مگر کہ پہنچانا ہے
 کہڑے کرنا ہے اللہ تعالیٰ و شیطان کہ ایک اوس شخص کے اس کندہ پر ہوا ہو اور وہ
 دو کمر کندہ ہے پراور وہ دونوں مارتے ہیں اور سکو اپنی لاقون سے یہاں تک کہ وہ
 خاموش ہو جاوے اور روایت کیا ہے ترمذی وغیرہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ
 سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہتے فروخت کرو تم چوکریاں گائیو الیاء اور نہ خرید
 کرو تم انکا درہ تعلیم کرو تم انکا دینین ہر بدائی اونکی تجارت میں اور زرقیت اونکی کا
 حرام ہے اور اسی کی مثل میں نازل ہوئی یہ آیت وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي
 لِكُفَّهِ الْكَفَّةِ اور کہا بغوی نے اور کہا مقاتل اور کلبی نے نازل ہوئی ہے

انھیں حارث بن کثیر کے کہ سو اگر کرتا تھا اور جاتا تھا جو کہ اور نیز مینا تھا وہاں اخبار اچھ
 کے اور باتیں سناتا تھا وہ قریش کو اور کتا تھا کہ تحقیق جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بائیں
 کرتے ہیں جسے عداوت اور شہوت کی اور میں باتیں سناتا ہوں کہ کو سترم اور سفند یا را اور اخبار کا سہولت پر
 سننے سے وہ باتیں اور سنی اور رک کرتے تھے اسماع قرآن مجید کا پس نازل کی اللہ تعالیٰ نے یہ آہ اور
 اس طرح روایت کیا ہے فی شعب الايمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اور کہا صاحب حدیث یعنی
 چہ کہ بیان گائیو الیام اور سنی آیت کے اس تقدیر پر یہ ہیں کہ خرید کر لے لو کہ یا صاحب حدیث کو یا یہ
 سنی ہیں کہ خرید کر لے لو حدیث کو یعنی بد کہ کرے اسکا اور اختیار کرے راگ اور عز امیر اور معارف
 کو قرآن مجید پر کہا کھولنے جو شخص کہ خرید کر لے چہ کہ خرید کر لے یا بانیوالی کو اور رکے اوکو سبب نما اور گرا
 باجے اوکے کے عیش موت کا تو نہیں نماز پڑھو گا میں اور پھر یعنی جنازہ کی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 قرآن مجید میں کہ قرآن مجید آیت آیت اور مروی ہے حضرت ابن مسعود اور ابن عباس اور حسن اور علیہ
 اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے کہا کہ لو احادیث راگ ہو اور اگر شریف اسی کے باب میں نازل ہوئی ہے
 اور کہا ابوہریرہ بکری نے کہ سوال کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا تو فرمایا اور فرمایا
 نے کہ وہ راگ ہی اور قسم کہانی اسپر اس اللہ تعالیٰ کہ نہیں ہو کو لی سمجھو و بجز اوکے اور کر کیا ان
 الفاظ قسم کو میں بار اور کہا میں جرج نے کہ وہ یعنی لو احادیث طبل پر کتا ہوں میں کہ سورہ ان نص کا
 اگر یہ خاص ہو وہ راگ ہو یا قصص عجیبوں کے میں لیکن لفظ اس نص کے عام ہیں اور اعتبار موم لفظ ہے
 یہ خصوص سبب کا اور یہی سبب کہتا ہے قتادہ رحمہ اللہ نے کہ وہ یعنی لو احادیث پر لو و لعلیہ اور کہا
 ضحا کہ حمہ اللہ نے کہ وہ یعنی لو احادیث شر کہ نہایت مسلمان بنا نامعازف اور مزایہ کا حرام ہے باتفاق
 تمام فقہاء رحمہم اللہ کے مروی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق جناب نبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے منع فرمایا ز قیمت گئے اور کسب زارہ یعنی راگ باجے اور زنا سے روایت کیا ہے کہ کوئی

اس حدیث کا معنی ہے کہ یہ حدیثیں ہیں

ذکر الہی تعالیٰ شانہ کے اور فارغ ہو غیر اللہ سے کہ التفات نہ کرے طرف ماسوی اللہ کے اور
 نہ دے وہ گانیوالا شہوت ران اور ہر کو مشغول خالی اغیار سے اور نہ وقت نماز اور شل اسکی
 توجہ نہ ہو واسطے اسکی سماع بلکہ مستحب بلکہ سماع اور رگ میں یہ خاصیت ہو کہ شعلہ زن ہوتی
 ہو ساتھ اسکی آگ محبت کے جو مرجھائی اور پوشیدہ ہوتی ہے ولین اور یہ وہی چیز ہے
 کہ جو سبب اور موجب ہر حرام ہونے رگ کے بھی ہے عوام الناس میں کیونکہ قلوب عوام کے مشغول
 ہوتے ہیں ساتھ دوستی عورتوں اور لڑکوں کے پس وقت رگ کے بھی محبت مشغول اور
 شعلہ زن ہوتی ہو اور مشغول اور غافل کر ڈالتی ہے یا دلوئے تعالیٰ شانہ سے سو ہو جاتا
 ہو یعنی یہی رگ انکے حق میں لہو احدیث اور پوشخص کہ ہو دل اسکا ساتھ محبت الہی اور
 یا دلوئے مشغول اور فارغ ہو غیر اللہ تعالیٰ سے تو ایسے شخص کے حق میں ہوتا ہو رگ کو
 واسطے شعلہ زنی محبت الہی تعالیٰ شانہ کے اور اسی سبب ہوتا ہے رگ اسکے حق میں مستحب
 اور جواب نصوص کا یہ ہو کہ تحقیق آیت شریفہ ناطق اور گویا ہے ساتھ حرام ہونیکے جبکہ
 کہ رگ حد لہو احدیث میں ہو اور سماع صوفیہ کرام رحمہم اللہ کا او میں سے نہیں ہو اور حدیث
 جو موجب ہیں حرمت رگ کی وہ سب مخصوص البعض ہیں کیونکہ اور احادیث وارد ہیں جو دلالت
 کرتی ہیں اباحت رگ پر پس محمول کیا ہم نے احادیث حرمت رگ کو او سپر کہ جو ہو بقصد لہو کے
 نہ واسطے غرض شروع کے اور بلا نیوالا ہو وہ رگ طرف مافرنانی اور مشق کے یہ

پس چاہئے کہ ہم ذکر کرین احادیث کو اباحت رگ بلکہ اباحت رگ پر بھی

سو بخلا انکے حدیث ربع بنت متوفی عن حفصہ کی ہو کہ انا کہ تشریف لائے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم اور داخل ہوئے جبکہ ایام میری شادی کے تھے پس وقت نماز ہوئے میرے بچہ نے پرچہ کہ

ہم تم پیشہ ہیں یعنی قریب پس گائیں جو ذکر بیان جو ہماری تحنیں کہ سبحانی تہنیں من اور نور سے کرتی
 تہنیں اور پر جو مقتول ہوئے تھے ہاں سے باپ روز جنگ بزرگ کے یہاں تاک کہ ناگاہ اوٹیں پہنچا کر ایک
 کما مصرع و فینا نبی یعلمہ ما فی الغد : پس فرمایا اپنے کہ چوڑ دے تو او سکوا اور
 کہ وہ جو کتنی تھی تو پہلے اس کو روایت کیا اسکو بخاری نے اقدروایت کیا ابن ماجہ نے شمس
 اسکے اور ابن ہر کہ لیکن یہ ہیں مت کہو اسکو کیونکہ نہیں جانتا امور آئندہ کو مگر اللہ تعالیٰ آگاہ
 مروی ہے حضرت صدیقہ جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ شادی کی گئی ایک عورت
 ساتھ ایک شخص انصاری کے پس فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا نہیں جو ہمراہ
 تمہارے لوگو کیونکہ انصاری لوگ ابھی معلوم ہوتی ہے او کو لیور روایت کیا اسکو بخاری نے
 اور یہی مروی ہے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کہ انظار اور اعلان کرو تم اس نکاح کا اور کرو اسکو مسجد میں اور
 بجاؤ کہین ت روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریبہ اور مروی ہے حضرت
 صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم میرے پاس ایک لڑکی انصاری سے کہ شادی کی میں نے
 او کی پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کہ ای عائشہ تم کیا گاتی
 نہیں جو پس تحقیق کہ یہ قبیلہ انصار کا دوست رکھتا ہر راگ کو روایت کیا اسکو ابن حبان نے
 اپنی صحیح میں اور مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نکاح کرایا جناب صدیقہ
 رضی اللہ عنہا نے ایک اپنے رشتہ دار کا انصاری سے پس تشریف لائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم اور فرمایا کہ کیا رخصت کرو پاتنے لڑکی کو عرض کی کہ ہاں پھر فرمایا کہ آیا
 پہنچایا ہے تم نے ساتھ اسکے ایسا کوئی کہ راگ گاؤے عرض کی جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا
 نے کہ نہیں پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کہ تحقیق انصار ایک

ایسی قوم جو کہ انہیں عز و دل ہوتی ہے سو اگر راگ کرتے تم مصرع آئینا کہ آئینا کہ آئینا کہ
وَحَيَاكَ كَيْفَ كَوْنًا یعنی تو خوب تہا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر بن سعید رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ داخل ہوا میں نزدیک قوطہ کعبہ اور ابو سعید و انصاری رضی اللہ عنہم کے ایک لشکر میں اور
ماگاہ لڑکیاں گاہری تھیں پس کہا اپنے کہے و صحابہ و جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
و اصحابہ وسلم کے اور سے اہل غزوہ بدر کے ہوتا ہے یہ یعنی راگ نزدیک تمہارے پس فرمایا
و و نون صحابیوں نے کہ بٹیں اگر چاہے تو اوس ساتھ ہمارے اور اگر چاہے تو چلا جا تحقیق اوجا
وی ہر ہک کھیل کی وقت عرس کے اور مروی ہے حضرت صدیقہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے
کہ تحقیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے نزدیک انکے اور تین نزدیک انکے و لڑکیاں
سنی یعنی بنی عبد شمس کے کہ گانا بجانا کرتی تھیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لپٹے ہوئے تھے اپنے کپڑے میں تھوکر لہراؤ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پس کہو لا جناب نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے موند مبارک اپنا اور کہا کہ چوڑ و واکوٹے ابوبکر کیونکہ یہ ایام عید
کے ہیں اور یہ ایام منی کے ہیں روایت کیا اسکو بخاری نے اور مروی ہے عمر بن شعیبہ انکے
باب سے انکے واداسے کہ تحقیق ایک عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھو
ٹے نذر و منت مالی تھی کہ میں آپ پر و ن بجا و لگی تو فرمایا تو اپنی نذر پوری کر لے روایت کیا
اسکو ابو داؤد نے اور نزدیک ابن ماجہ کے کچھ بعض الفاظ کا فرق ہے اور تحقیق کہ فرمایا جو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کہ نہیں ہے وفا اور پورا کرنا ایسی سنت اور نذر
میں جو نصیبت اور نافرمانی ضامیت لائے کی ہو روایت کیا اسکو مسلم نے اور مروی ہے کہ تحقیق جناب
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم جبکہ تشریف لائے مدینہ منورہ میں اور ثمریہ در میان بنی نجار
کے تو لڑکیاں بنی نجار کی لگیں گانے اور کہنے شروع

یا حبذا احمد امن جاس

نخن جو امر من بنی نجار

روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور امین ہر کہ پس فرمایا جناب نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تحقیق میں تمکو درست رکھتا ہوں اور تم کو
کیا یہ ہوقی نے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہما سے کہ تحقیق جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں تو لگے بچے اور لڑکے اور عورتیں کئے شجر

وجوب الشکر علینا ما دعی اللہ حل

طالع البدر علینا من تنیات الوحاح

اور روایت کیا ہر امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب تشریف لائے جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تو کیلا اہل حبشہ نے اپنی حرا بے یعنی
جوشل پہری گنگون کی تھی پس ظاہر یہ کہ حرام وہ غنا اور راگ ہے جو عامی ہو طرٹ نا فرمانی
اور فسق کے اور مشغول کرے یا دہن تعالیٰ سے اور جو راگ کیا نہ تو وہ حرام نہیں ہے مگر
یہ کہ ثابت نہیں ہے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم سے سننا راگ کا تقریباً الی اللہ اور احراز ثواب کی واسطے اور بسبب اسی کے نہیں اختیار
کیا نہ شبند یہ کرام وغیرہم رحمہم اللہ نے ارتکاب اوسکا اگرچہ اس پر ترکب انکار کے بھی نہیں
ہیں واللہ اعلم تمام ہو ترجمہ عبارت تفسیر مظہری کا ہے اور اسطرح ہے تفسیر خازن اور
تفسیر شیری اور تفسیر غیاثی اور تفسیر محمدی اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر کشاف اور
تفسیر روح البیان اور تفسیر ابوسعود اور تفسیر کبیر اور تفسیر بحر الراج اور تفسیر شرح القرآن
وغیرہ میں مختصر و مطولاً جملاً و مفصلاً کترین نمایاں تحریر روایات اور جامع اوراق
بہ اعمی عنہ مظہر ہے کہ بیان تک فقیہ کو جو کتب تفاسیر میسر آئیں اور نہیں اکثر کا ترجمہ عبارت
تمام و کمال بعینہ نقل کیا اور بعض تفاسیر جو مختصر تھیں اور ادنیٰ بسط سے نہیں لکھا

اور اگر لکھتا تھا تو محمل اور مختصر نہایا بعض میں کوئی لفظ مثل اشارہ کے تہا اس کے نام سے کہتے تھے
 میں مذکور اور مرقوم کرنے تکہ معلوم ہو جاوے کہ اصل مدعا سب کا ایک ہی اور مطلب واحد ہے
 کسی نے تفصیل زیادہ کی ہے اور کسی نے نہیں کی یہ امر دوسرے مگر اصل مطلب کے منافی
 نہیں بلکہ وہ جو کہا گیا ہے کہ اگر درخانہ کسی استحضار سے است کو یا اسی مقام کے مطابق
 اور نہ اس سے کہ مدعا ہر نفس اور محقق نے او اگر دیا ہو خواہ اجمال اور اختصار سے خواہ
 تفصیل اور تطویل سے آپ سمجھنا اور مطلب کا پانا یہ مطالعہ کر نیوالے اور دیکھنے والے
 پر موقوف ہو اگر نظر خطوط یہ تعصب اور جانب داری کے نہیں ہو تو الدین بین والکفر بین
 طریق مستقیم اور راہ روشن ہو اور اگر نظر بوجہی نہیں ہو تو ہر بیانات میں اور جہنا اور قدم قدم
 پر انکشاف پیش آوے گا شعر خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ شاہ اجل شہر

چو بشتوی سخن اہل دل گو کہ نظام است سخن شناس ذہلبر خطا اینجا است

مدعا نفسی کو اشارہ بھی کافی ہو تا ہے کہ جوی اور تعصب امراض لاعلاج ہیں قول حضرت
 سعدی شیرازی علیہ الرحمہ ہمارے مدعا کے مطابق اور حسب حال ہے شعر

مرد باید کہ گیسر داند رگوش اور نوشت ست پندیر دیوار

در مصورت اب ہم نے تحقیق تفاسیر کو اس پر تمام کیا کہ اگر اور بھی کتابیں کہ جو فقیر کو بخیر پہنچیں
 اور میرے آئین ہوتیں تو او کو نہ دیا بھی ہی ہو گا اصل مطلب کسی کا خلاف اسکے نہ دیکھا تو
 اب یہاں سے جس قدر احادیث سے ثبوت عدم ثبوت جواز عدم جواز راگ کا جو معلوم ہوا
 اور ملاوہ ورج اور اراق کیا گیا و الموفق هو الله تعالیٰ وهو المستعان و علیہ السلام

باب دوسرا

اوس تحقیقات کے بیان میں جو جواز عدم جواز یا مکروہ یا حرام

ہونے غنا اور مزایم وغیرہ سے احادیث میں مذکور ہے

جامع الاوراق والروایات ص ۱۸۷ عن الذلات واخلطیات واضح کرتا ہے کہ فقیر کا التزام کتاب ہذا کے سیوہ کرنے میں چار باب پر جو آفاذ کتاب میں مذکور ہے اگرچہ یقینی ہے کہ باب احادیث بھی مثل اور ابواب کے بالاشباع تحریر ہوا اور اخبار اور آثار مفصل زمین لکھے جائیں لیکن کیا کہہ سکتا ہے کہ کتاب دراز ہوتی ہے اور دوسرے بلحاظ اسکے کہ یہی احادیث اور باتحقیق نے اپنی اپنی تفاسیر یا فتویٰ یا رسائل میں مرقوم اور منقول فرمائی ہیں اب پر یہاں بھی علی الیقین اور محاکمہ کر رہا ہونا ہے کیونکہ یہی احادیث اپنے موقع پر تفسیر وغیرہ میں مذکور ہیں تو اس مقام پر صرف چند حدیث بالاختصار تحریر کرنے کا اتفاق ہوا کہ التزام ہی پورا ہو گیا اور باب بھی خالی نہ ہو و عن اللہ المتوفی والاستغناء عن تصحیح ترمذی کی کتاب التفسیر سورہ سبہ میں بسند طویل ابوامامہ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مت فروخت کرو تم قینات یعنی مغنیات کو اور نہ خرید کرو تم او کو اور مت تعلیم کرو او کو اور عین ہو خیر اور ہلائی او کی سو ماگری میں اور زرقمیت او کی کا حرام ہو اور اسی کی مانند میں یہ آیہ نازل ہوئی ہے و من التکاسین من یکتسب فیہا کسبہا و یکتسب فیہا جمع البھارین ہے کہ قینات جمع ہے قینہ کی اور قینہ چوکر ہو تو کہتے ہیں اور اگر کسب استعمال اسکا گائیوالی چوکر یوں میں ہو اتنی اور ہناری شریف کے ابواب العیدین اور ابواب العیدین میں جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کہا تشریف لائے میرے پاس حضرت

تفسیر

مذکور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم ایام مہینہ اور حال یہ کہ میرے نزدیک وہ
 ہر کریانہ لڑکیاں نہیں کہ وہ گارہی نہیں اشعار جنگ بے ثبات کے پس لیٹ گئے آپ بستر
 پر اور پھر لیا موندہ مبارک اپنا پر داخل ہوئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور واثق
 ہر کاٹھے اور فرمایا کہ آیا یہ نہ راگ شیطانی نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 و صحابہ وسلم کے پس موندہ کیا طرف اتنے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ
 وسلم نے اور فرمایا کہ چوڑو و اور جانے دو تم انکو اسے ابو بکر واسطے ہر قوم کے ایک عید ہوتی
 ہے اور یہ ہمارے عید ہے انتہی صحیح مسلم کی کتاب العیدین میں یہ حدیث ساتھ دینی
 اختلاف الفاظ کے واسطے اور امام نووی نے اسکی شرح میں لکھا ہے کہ قولہا و لیست
 ہفتین الخ معنی اسکے یہ ہیں کہ تمہارا گ کا گانا عادت اونکی اور نہ وہ شہور اور مرقہ
 تین ساتھ اسکے اور کہا کہ اختلاف ہر علماء کا راگ میں سو بیاح کہا ہے اسکو ایک جماعت نے
 اہل حجاز سے اور یہی ہر مہینہ امام مالک سے اور حرام کیا ہے اسکو امام ابو حنیفہ اور اہل عراق نے اور
 نہ شہابی میں کہ اہل اوسکی ہر اور یہی شہور ہے نہ یہ امام مالک سے رحمہم اللہ تعالیٰ جمعین اوّل جماعت
 پکاری ہے حجاز کہنے والوں کے ساتھ سی شہ کے اور یہ بدایا ہے دوسرے سنی اسلحہ کہ یہ غنا اور راگ بجز اسکے
 نہیں کہ بیان شجاعت اقبال اور جو غری کا تھا اور مثل اسکی میں کچھ فساد نہیں ہے بخلاف اوس غنا کے
 جو شامل ہے اور پر راگیتہ کرنے نفوس کے فساد اور شر پر اور آوازہ کرنے اسکے کے بطلات اور
 قباحت پر فرمایا قاضی نے بجز اسکے نہیں کہ راگ اونکا یعنی دونوں جاریہ کا اوس قسم سے تھا
 کہ جو اشعار جنگ اور فرستے ساتھ شجاعت کے ہو اور ظفر یابی اور غلیہ کے ہو اور استدر
 نہیں پہچان میں لاتا لڑکیوں کو شر پر اور نہ پڑھنا اونکا اشعار کو اسوجہ پہنچا غنا مختلف
 فیہ ہے ہر اور بجز اسکے نہیں کہ وہ یعنی راگ لڑکیوں کا صرف بلند کرنا آواز کا تھا ساتھ

صحیح
 مسلم

اشعار کے اور اسیدو اسطے فرمایا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ ولینتا ہنستین
یعنی وہ اس قسم سے نہ تھیں کہ راگ گاتین مانند عادت مغنیات کے کہ ہوشوق او ٹٹانے
پر ہوتا ہی آدہ ہوا اور پیش آنے پر فواحش کے اور ذکر یا م جوانی اہل جمال پر اور ایسی
چیزیں کہ حرکت و یوین نفوس کو اور برا نگینہ کرے ہوا اور شہوت رانی کو جیسے کہ کہا گیا
ہے کہ راگ منتر ہے زمانا کا اور یہی نہ تھیں وہ لڑکیاں اس قسم سے کہ مشہور اور معروف
ہوں ساتھ اچھا گانے کے ایسا گانا کہ حسین قحیط یعنی گنگری اور کینچنا آواز کا اور
نکسیر یعنی توڑ اور مرقہ کرنا ساکن کا اور ظاہر کرنا مخفی اور پوشیدہ کا ہو اور اس قسم
سے نہ تھیں کہ گانا اوں کا پیشہ اور کسب ہو کہ عرب لوگ کہتے ہیں شعر خوانی کو راگ تو یہ
راگ منجھا غنا و مختلف فیہ کے نہیں ہے بلکہ یہ مباح ہو اور اجازت لے رکھی ہے حضرات صحا
کرام رضی اللہ عنہم نے غنا و عرب کے کہ جو وہ صرف شعر خوانی اور ترنم ہی اور اجازت دیکر
تھے خدا کی اور کرتے تھے اور سکورو بر و جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کے اس
سببے اباحت اسکی اور مثل اسکی کے معلوم ہوتی ہو اور یہ اور مانند اس کے حرام نہیں ہے
اور نہ خارج کرنا ہو شائد کو یعنی حد شہادت سے اور یہ قول کہ من ہور الشیطان جو
حدیث میں ہے تو مزمور خیمہ اول اور فتح و ونون سے آیا ہو مگر ضمیمہ مشہور تر ہے اور
قاضی نے غیر اسکو ذکر نہیں کیا اور کہا گیا ہو مزار ساتھ کسرہ میم اذل کے بھی اور یہ اصل
میں آواز سیٹی کو کہتے ہیں اور زیر آواز خوش کو کہتے ہیں اور اطلاق کرتے ہیں اسکا
غنا پر ہی اور یہ قول کہ مزمور الشیطان فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تو اس میں یہ ہے کہ مقامات صلحا اور اہل فضیلت کے چاہئے کہ منزعہ اور خالی ہوں ہو اور
لغو وغیرہ سے اگرچہ او میں گناہ نہوا اور یہی اس میں ہے کہ تابع کسی بزرگ اور بڑے کا

فائدہ نفس تو اس میں ہے الخ

باب پسر

اول تحقیق کے ذکر میں جو فقہاء عت کے علم میں تحریر کی ہے

کتاب و مختارین باب الشہادت میں کہا ہے کہ ولا یقبل من یتغی الناس الم یغنی قبل
 نہیں ہر شہادت ایسے شخص کی کہ راگ کا وہ واسطے لوگوں کے آواسطے کہ وہ لوگوں کے
 کبیرہ پر فراہم کرتا ہے یہ ہر ایسے وغیرہ میں ہے اور کلام سعدی افندی کا افادہ دیتا ہے اسکا
 مقید ہو نیکو ساتھ اجرت کے پس تامل کر اس میں اور لیکن جو کوئی کہ راگ کا وہ واسطے
 اپنے نفس کے بسبب وقع کرنے وحشت کے تو ایسا راگ لا باس ہے ہر نزدیک مانہ علماء کے یہ
 عنایہ میں ہے یعنی ایسے راگ میں مضائقہ اور گناہ نہیں اور اسی کی تصحیح کی مینی غیر
 نے اور اگر راگ میں کچھ عطف اور حکمت ہو تو جائز ہے باتفاق سب کے اور بعضوں نے بیان کیا
 ہے راگ کو عرس میں جیسے کہ جائز ہے بجا مانا کا اور میں اور بعضوں نے راگ کو مطلق منایہ
 کہا ہے اور بعضوں نے مکروہ مطلق کہا ہے انتہی اور بحر الرائق میں ہے کہ نہ پہنچتی صحیح اور
 مفتی بہ راگ کے حرام ہونیکا ہے مطلق پس منقطع ہو گیا اختلاف بلکہ ظاہر یہ ہے کہ بدایہ میں
 کہ راگ گانا اور غنا کرنا گناہ کبیرہ ہے اگرچہ واسطے اپنے نفس کے ہے اور مقرر کیا ہے اسکو منف
 رحمہ اللہ نے اور کہا کہ ولا تقبل متہاکاۃ من سماع الغناء اور مجلس مجلس الغناء یعنی
 نہیں ہے گوہی ایسے آدمی کی کہ سنے غنا یا شیعہ اور کسی مجلس میں اور زیادہ کیا ہے یعنی نہ
 مجلس فجو را و مجلس شراب کو اگرچہ نشا کرے آواسطے کہ اسکا اختلاط ایسے لوگوں میں
 اور ترک کرنا امر معروف کا سا قط کر دیتا ہے عدالت کو انتہی باقی درالمنار کتاب کثر التنا
 میں جو جو لوگ مرد و الشہادت معہ دیکھے ہیں ان میں مغنیہ یعنی عورت راگ کا بولنا

مختار

ایقان

کو بلا قید لفظ للناس کے ذکر کیا ہے اور معنی یعنی مرد اور گائینوں کے مقید بقید للناس فرمایا
 ہے اور کتاب مذکور کے شارح نے معدن الحقائق میں شرح لفظ مغنیہ میں لکھا ہے کہ برابر
 ہے کہ عورت کا راگ واسطے سنانے لوگوں کے ہو یا واسطے اپنے نفس کے ہو یعنی راگ کرنے
 والی عورت بہر تقدیر مرد و الشہادت ہے جیسا کہ شرح میں ہے جاننا چاہئے کہ غنا کرنا اور
 راگ گانا بسبب لہو کے گناہ ہے سب دنوں میں چنانچہ ذکر کیا ہے کتاب زیادات میں کہ اگر
 وصیت کرے ایسی کہ جو گناہ ہے ہائے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک بھی اور اسکے بچاؤ کے
 کیا ہے وصیت کو واسطے مرد و گائینوں کے اور عورت گائینوں کے خصوصاً کہ ہو راگ عورت کے
 اس واسطے کہ فی نفسہ اسکو آواز کا بلند کرنا حرام ہے اور خصوصاً کہ بلند کرنا آواز کا سنا
 غنا کے ہو اور اسی سبب سے مقید کیا اسکو بیان ساتھ قول للناس کے اور مرد و معنی کو مقید
 کیا ساتھ لفظ للناس کے کہ زانی النہایہ انتہی حاکمی المعدن اور حاشیہ شامی میں ہے
 مقام پر اس قول کی شرح میں کہ قولہ بان یرقصوا لکما ہو اور وجہ یہ ہے کہ نام مغنیہ اور
 معنی کا عرف میں ایسے شخص کو واسطے ہے کہ راگ اور غنا اور سکا پیشہ اور حرفت ہو کہ اسکے
 ساتھ کسب مال کا وہ کرے اور یہ حرام ہے اور نفس ہے اس پر کہ راگ گانا واسطے لہو کے یا واسطے
 جمع کرنے مال کے حرام ہے بلا خلاف اور اس تقدیر پر گویا کہ یون کہا ہے کہ مقبول نہیں ہے
 گواہی ایسے آدمی کی کہ ٹھیرا ہوا و نس راگ کو پیشہ ایسا کہ کہاؤے کہاؤے ساتھ اسکے
 اور تمام تحقیق اسکی اسی کتاب میں ہے سو اسکی طرف رجوع کرنا چاہئے قولہ فحاشا لرافق
 یعنی جن راگ میں کہ وعظ اور حکمت مذکور ہو تو وہ جائز ہے باتفاق جاننا چاہئے کہ
 غنا کرنا اور راگ گانا واسطے سنانے غیر کے اور مانوس کرنے اسکے کے حرام ہے نزدیک عام
 علما کے اور بعضوں نے جائز کیا ہے اسکو عرس اور ولیمہ میں اور کہا گیا ہے کہ اگر راگ گانا

میں

بسبب سکنے نظم نافہ کے اور اس باعث سے کہ زبان فصیح ہو جاوے تو اوس میں اضافہ
 نہیں ہوا اور لیکن ہر گناہ واسطے سنانے اپنے نفس کے کہا گیا ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے اور
 اسکی ویسا ہی شمس الامم نے بسبب مروی ہونے اسکی کے زاہد ترین اصحاب یعنی ہر
 بن مازب رضی اللہ عنہ سے اور مکروہ راگ نظر انکے قول کے وہ ہے کہ جو بطریق احوط
 ہو اور بقیہ شائع نے کہا ہے کہ یہ مکروہ ہے اور اسکی ویسا ہی شیخ الاسلام نے جیسا کہ پڑا
 میں ہے قولہ صوب الدخنیۃ یعنی جلیے کہ جائز ہے بجا مان کا عرس میں جائز ہونا
 بچانے وف کا اوس میں خاص ہے ساتھ حورات کے اس واسطے کہ بحر الرائق میں معراج الدراک
 سے ہے۔ ذکر اسکے کے ہے کہ یہ مباح ہے نکاح اور مانند اسکے میں کہ جہان سرور اور محل
 خوشی کا ہوا اور کہا کہ وہ مکروہ ہے واسطے مرد و عورت کے بہر حال بسبب شاہدیت کے ستم
 مکان کے تمام ہوا ترجمہ عبارت کتاب شامی کا اور ترجمہ اردو در مختار کا یعنی غایۃ الاوطار
 میں اسطرح پر تحقیق غنائین لکھا ہے قولہ ومقنیۃ ولو لنفسہا لحرمة مرفع صلوٰۃ
 یعنی مقبول نہیں ہے گواہی گائیدالی عورت کی اگرچہ اپنی دفع وحشت کیواسطے گاتی
 ہو اور لوگوں کو سناتی ہو بسبب حرام ہونے عورت کے آواز بلند کرنے کے کذا فی
 فتاویٰ نے کہا اگرچہ حکمت کا شعر گاتی ہو اسواسطے کہ نبی کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وسلم عن الصوتین الاحقین المقنیۃ والنائمۃ دریافت کرنا چاہئے کہ لغوی
 یعنی گانا اور جمع مال کیواسطے بالاتفاق حرام ہے اور اسطرح نوہ گری خصوصاً
 جبکہ عورت سے ہو اسواسطے کہ عورت کو آواز بلند کرنا بلا خلاف حرام ہے کذا فی
 اور کائنات ہر راگ میں مداومت کی قید لگانا یعنی عورت ہمیشہ گایا کرتی ہو تاکہ فاضلی
 کے نزدیک اوسکا گانا ظاہر ہو اور یہ مطلب نہیں کہ اگر عورت ہمیشہ گایا کرے تو

غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار

حرام نہیں ہو ماضیاً قولہ لا اذا فحش بان یدق صوابہ الیہ اور اسکی گواہی مقبول
 نہیں جو طنبور اور ہر ایک باجا ایسا بجاوے کہ جو قبیح اور مریب ہو لوگوں میں چنانچہ
 طنبور اور مزامیر اور اگر مریب ہو لوگوں میں چنانچہ اونٹوں کے تیز قدم کر کے واسطے
 آہنگ بلند کرنا اور ضرب قصب تو مانع شہادت نہیں مگر جبکہ آہیں مبالغہ اور زیادہ
 کرے اس طرح کہ اوپر لوگ رقص کریں تو مانع شہادت ہو کذا فی الخانیہ بسبب داخل ہونے
 اسکے کے حد کبار میں کذا فی البحر محیط میں بھی یہی تفصیل مذکور ہے جو خانہ سے
 ہو چکی مخرج الدیایہ سے ہے کہ ملاہی دو قسم ہیں ایک قسم حرام ہے وہ آلات مطربین
 بدون آگ کے یعنی طرب انگیز باجے چنانچہ مزار خواہ وہ خشب کی چوبیس ہو یا قصب کی
 کی چنانچہ شہابہ یا طنبور بدلیل حدیث ابوامامہ کے کہ تحقیق حق تعالیٰ نے جمکو بھیج دیا
 عالم کی رحمت کی واسطے اور جمکو حکم کیا معارف اور مزامیر کے مٹانے کی واسطے اور دوسری
 قسم ملاہی کی مباح ہے وہ وہی نکاح میں اور نکاح کی مانند ہی ہر سرور عاوت اور اسکی
 غیر میں دف بھی مکر وہ ہے اور اسکو فتح القدر میں بھی نقل کیا ہے بلا اعتراض کذا
 فی الخطاوی عن البحر حدیث مذکور مشکوٰۃ میں مسند امام احمد بن حنبل سے منقول ہے
 معارف آلات سرود اور قاموس میں ہے کہ معارف ملاہی مانند عود اور طنبور کے
 اور مزامیر جمع مزارا غنا اور جن قصب یعنی نئے اور بانسری میں گاوین اور سکوزا
 اور مزارکتے ہیں امام نووی نے اسکی حرمت کی تصریح کی ہے فقہا کہتے ہیں کہ گانا آلات
 منظرہ سے حرام اور فقط آواز سے مکر وہ ہے اور اجنبی عورت سے سخت ترک کذا فی ترجمۃ مشکوٰۃ
 للشیخ عبد الحق و ہامی قولہ ومن یغنی للناس الیہ یعنی اور اسکی گواہی مقبول نہیں
 جو راگ گاتا ہو لوگوں کی واسطے اس واسطے کہ وہ لوگوں کو کبیرہ گناہ پر جمع کرتا ہے چنانچہ

ہدایہ وغیرہ میں ہو اور سعدی افندی کا کلام مغنی میں اجرت لینے کی قید لگانے کا مفہوم
 یعنی اس مغنی کی گواہی مقبول نہیں جو لوگوں سے اجرت لیکر گیا ہو سو ناہل کرا سکوم
 طحاوی نے کہا قید مذکور غیظاً ہے بلکہ فقہاء کا کلام مطلق ہے بلا قید اجرت قولہ
 واما المعنى لنفسه الم اور جو شخص کہ اپنی ذات کی واسطے گا وہ دفع وحشت کے لئے
 تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں جمہور فقہاء کے نزدیک کذا فی العنا یہ اور اسکو صحیح کہا ہے
 یعنی وغیرہ نے یقینی نے کہا اور اگر سرود میں وعظ اور حکمت ہو تو بالاتفاق جائز
 ہو ہم محل اباحت سرود وہ ہے کہ باجا نہواو اسکے ساتھ واسطے کہ بزازئی نے مناقب
 میں اجماع نقل کیا ہے حرمت سرود پر جبکہ سرود باجے پر ہو چنانچہ عود اور نہایہ اور عرقا
 میں ہے کہ ابو ولید کی واسطے کا ۱۱ معصیت ہے جمیع ادیان میں اور بعض فقہاء نے جائز
 کیا ہے سرود کو مکاح میں جیسے دف بجانا اور میں جائز ہے اور بعض نے اسکو مباح کہنا
 مطلقاً مکاح اور غیر مکاح میں اور بعض نے اسکو مکروہ کہا ہے مطلقاً باجا ہو یا نہ ہو مکاح
 ہو یا غیر مکاح انتی کلام العینی اور بحر الرائق میں ہوا و مذہب یہ ہے کہ سرود مطلقاً مکروہ
 ہے تو اختلاف علما کا منقطع ہو گیا بلکہ ظاہر ہدایہ کا یہ ہے کہ سرود کبیرہ گناہ ہے اگرچہ
 اپنی ذات کی واسطے ہو اور ثابت رکھا ہے اس قول کو مصنف نے اپنی شرح میں ہم
 بحر الرائق میں ہے کہ شارحین نے تصریح نہیں کی کہ سرود میں مذہب کیا ہے اور نہایہ
 اور نہایہ میں ہے کہ تعنی لمو کی واسطے معصیت ہے جمیع ادیان میں اور زیادات میں کہ
 کہا اگر اس چیز کو کرے جو معصیت ہے ہمارے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک اور
 منجملہ اسکے وہ وصیت ذکر کی جو مغنیوں اور مغنیات کی واسطے ہو تو ثابت ہو گئی ہے
 مذہب کی گائیگی حرمت پر تو اختلاف منقطع ہو گیا انتی مافی البحر اور تو خود جانتا ہے

کہ جو صاحب بحر نے نصوص ذکر کیں وہ اطلاق حرمت کی موید نہیں کیونکہ نہایت
 غنایہ کی عبارت مقید بلکہ اور زیادہ کی عبارت تقید شہرت کی مفید ہو اور شہرت
 او سوقت ہوگی جب لوگوں کے سامنے گاوسے وجہ افادہ شہرت یہہ ہو کہ وصیت منقہ
 ہوتی ہو متعارف کی طرف اور عرف میں مغنیہ یا مغنی نہیں کہتے مگر اوسکو جو راگ گانے
 کے ساتھ معروف ہو اور شارح اطلاق حرمت تغنی میں مصنف کا تابع ہو اور
 صحیح قول وہ ہو جو فتاویٰ عالمگیری میں خزانۃ المفتین سے منقول ہو کہ مقبول نہیں
 گواہی اوسکی جو لوگوں کے واسطے گاوسے اور انکو سناوے اور اگر تغنی اپنی ذات
 کے سنانے کی واسطے ہوتا وحشت دفع کرے اپنی ذات سے بدون اسبات کہ دوسرے شخص
 سے تو اسکا مضائقہ نہیں اور عدالت اوسکی ساقط نہیں ہوتی قول صحیح میں تھی
 کہ انافی الطیحاوی فتح القدر میں ہو کہ فقہانے تصریح کی ہو کہ لہو و لعب اور جمع مالکی
 واسطے تغنی کے حرام ہو بلا خلاف اگر تو کہے کہ صاحب ہدایہ کی تعلیل کہ مغنی لوگوں کو کبیرہ
 پر جمع کرے یا اوسکے مقتضی ہو کہ تغنی مطلقاً حرام ہو اور حالانکہ ایسا نہیں ہو کیونکہ اگر اسطرح
 تغنی کرے کہ آپٹے اور غیر نہ تھے تا اپنی ذات سے وحشت دفع کرے مکروہ نہیں اور بعض
 نے کہا کہ استفادہ نظم قوانی اور ضیغ اللسان ہونے کی واسطے تغنی مکروہ نہیں اور
 بعض نے کہا ہو کہ اگر لوگوں کے سنانے کی واسطے نکاح اور ولیمہ میں تغنی کرے مکروہ نہیں
 تو جواب اسکا یہ ہے کہ اپنے سنانے اور دفع وحشت کی واسطے تغنی میں فقہا کا اختلاف
 ہو بعضوں نے کہا کہ مکروہ نہیں مکروہ وہ تغنی ہو جو علی سبیل الہو ہو بدلیل روایت انس
 بن مالک کہ وہ اپنی بہائی برابر ابن مالک رضی اللہ عنہم کے پاس گئے اور وہ زہاد صحابہ
 میں تھے اور وہ تغنی کرتے تھے اور اسکی خوش الامتہ مخری نے لیا ہو اور بعضے مشائخ نے

تو مباح ہو اور نہیں تو غیر مباح ہو ایسا کچھ علمائے ذکر کیا ہے اور ہم باب الاذان میں ذکر کر چکے ہیں کہ تین بابتوں تغیر مقصیات حروف کے نہیں ہوتی تو یہ تفصیل بھیجی ہے انتہی ما فی الفتح ملخصاً تبصرہ قولہ ولا تقبل شہادۃ من یسبح الغناء او یجلس مجلس الغناء تراد العینى او مجلس الفجور والشرب وان لم یسکر کان اغتسل بھم و ترکہ الاہم بالمعروف یسقط عدالتہ یعنی اور مقبول نہیں گواہی اور شخص کی جو راگ سنتا ہے یا راگ کی مجلس میں بیٹھا ہے یعنی نے اتنا زیادہ کہا یا فق و فوج یا فخر کی مجلس میں بیٹھا ہے اگرچہ وہ نشہ نہ پیتا ہو اس واسطے کہ اسکا محتاط ہونا انکے ساتھ اور امر بالمعروف کا ترک کرنا اسکی عدالت کا سقط ہے ہم مجلس غنائ میں بیٹھنا سقط عدالت کا کہ وہ راگ نہ سنے بلکہ ذکر الہی میں رہے اور اسطرح جو راگ سنے اگر راگ کی مجلس میں نہ بیٹھتا ہو کذا فی الطحاوی تمام ہوئی عبارت کتاب غایۃ الاوطار ترجمہ درختا کی فقط اور اسی کتاب کے باب الافان میں لکھا ہے قولہ ولا یحسن فیہ امی لغنی بغیر کلماتہ فانہ لا یحل فعلہ و سماعہ کا التغنی بالقرآن یعنی اور اذان میں کن نہیں یعنی وہ راگنی جو اذان کے کلمات متغیر کر دے کہ اسکا کرنا اور سنا حلال نہیں جیسے قرآن کی تغنی کا فعل اور سماع حلال نہیں ہم کن یہ ہے کہ حروف کے ادائیں اور او کی حرکات اور سکناات میں کمی بیشی واقع ہو چنانچہ گانے میں ایسا ہوتا ہے اور صدائے اعرابی کو بھی کن بولتے ہیں قولہ و بلا تغیر حسن اور خوش آوازی بغیر متغیر کرنے کلمات اور ہر گاہ و سکناات کے خوب ہے اذان اور قرآن میں ہم یعنی تغنی بلا تغیر خوب ہے اس واسطے کہ حسن صوت مطلوب ہے اور تحسین صوت کو تغیر لازم نہیں کذا فی البحر انتہی من غایۃ الاوطار اور عنایہ میں ہے کہ جاننا چاہیے کہ راگ جو واسطے لہو کے ہو وہ گناہ ہے تمام ادیان میں

اور کم از یادات عین کہ اگر وصیت کی کسی نے ساتھ ایسی چیز کے اور ایسے کام کرے
 جو وصیت ہو جیسے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک اور اسکے منجملہ ذکر کیا ہے۔ کہ
 جو واسطے گائیو الوں مرد اور گائیو الیوں عورات کے ہو خصوصاً کہ بدو راگ عورت کو
 پس تحقیق کہ عورت کا صرف آواز بلند کرنا حرام ہے اور پر خصوصاً کہ ہو بلند کرنا آواز
 کا ساتھ راگ کے اور ایسی وجہ کہ صرف عورت کا آواز بلند کرنا حرام ہی تو اس مقام پر
 مفید نکلیا اسکو ساتھ لفظ للناس کے جیسا کہ مفید کیا ہے ساتھ اس لفظ راگ مرد
 یعنی یون نہ کہا کہ عورت راگ سناؤ مرد کو کیونکہ اپنے آپ کو بھی اگر سناوے اور
 بلند کرے تو بھی منع ہے بخلاف مرد کے کہ اسکا گانا اپنے سنانے کو اگر خلاف شروط
 مذکورہ فی الکتاب کے ہو تو منع ہے ورنہ مباح انتہی مافی العنا یہ لمخصص زیادۃ والاضح
 کتاب فاضیخان کے باب الاذان میں ہے ولا باس بالنظرب فی الاذان الخ یعنی
 کچھ مضائقہ نہیں ساتھ نظر یکے اذان میں اور نظرب خوش آوازی پر بغیر اسکے کہ کچھ
 تغیر ہو اسواسطے کہ تغیر ساتھ لحن کے اور مد اور مثل اسکے کے مکروہ ہو اور اسبطح سے حکم
 ہے قرأت قرآن مجید میں انتہی اور کتاب فاضیخان کے باب الشہادت فصل فہم
 لا یقبل شہادۃ لفسقہ میں ہے وان لعب شیئ من الملاحی الخ یعنی اگر لعب کرے
 کوئی شخص ساتھ کسی چیز کے آلات لہو سے اور مشغول کرے اسکو یہ فرائض سے مگر یہ
 کہ وہ کام لوگوں میں شیعہ اور برابر مثل مزامیر اور طنبور کے تو باطل نہیں کرتا عدالت کو
 اور صلاحیت کرنا ساتھ اپنی بی بی کے اور چابک سواری کرنا اور غیر اندازی کرنا باطل
 نہیں کرتا عدالت کو جب تک کہ مانع نہ ہو یہ فرائض سے اور اگر ہو لعب بالملاحی ایسی کہ مانع نہ ہو
 کے تو نہیں مگر یہ کہ لوگوں میں شیعہ ہو مثل مزامیر اور طنبور کے تو اسکا حکم ہی اس طرح ہے

اور اگر لوگوں میں شیخ نوشیٰ حرایٰ اور ضرب تصبکے تو نہیں باطل کرتا عیال کو مگر کہ
 فاحش ہو یعنی کہ رقص کرنے لگیں اور سپر تو اہل میں مذکور ہے کہ نہیں مقبول ہو گا اسی صاحب
 خٹائی کی کہ جسکے پاس مجمع ہو کیونکہ آئین اعلان پر معصیت کا اور اسید طرح وہ شخص جو بیٹے
 مجالس مجبور اور شرب میں اگرچہ شرب اور نشہ نہ کرے انتہائی مافی کتاب قاضیخان اختیار
 شرح مختار میں ہے کہ سننا آلات لوگوں کا گناہ ہے اور بیٹھنا اور کسی مجلس میں فسق ہے اور لڑتے
 پانا ساتھ اسکے کفر ہے یہ حدیث نازل ہے بمنزلہ تشدید اور تغلیظ کے اور اگر سنے اور سکو
 ناگاہ تو مفسد و بر ہے اور واجب ہے کہ کوشش کرے دستانے میں مروی ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم نے داخل کی تھیں انگلیاں مبارک اپنی اپنے کانوں شریف میں تاکہ
 نہ سنیں آواز شبانہ کی اور حسن بن زیاد سے مروی ہے کہ نہیں ہے مضائقہ و نہ بجانے کا
 شادی میں نامشہور ہوا اور اعلان ہو کلاں کا اور پوچھا گیا حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ
 سے کہ کیا مکروہ ہے و نہ بجانا بغیر عرس کے کہ جو بجاوے عورت واسطے ہے کہ تو فرمایا کہ نہیں کہ
 وہ حسین فحش ہو غنا اور رگ سے تحقیق کہ میں اور سکو مکروہ جانتا ہوں اور فرمایا
 امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے حق ایسے گنہگار کہ جس سے سنا جاوے آواز مزامیر کا اور باجون
 کا یہ ہے کہ میں گسون اور میں اول لوگوں پر بغیر اجازت اور مکی کے کیونکہ منع کرتا بری بات
 سے فرض ہے سو اگر نہ جائز ہو گا داخل ہونا بغیر اجازت کے تو البتہ منع ہو جاوے گے لوگ قائم
 کرنے اس فرض کے سے اور اسی کتاب میں اسی قول کے آخرین ہے کہ معنی اور قول اور
 نوحہ خوان جو مال شرط کر کے لیون وہ حرام ہے کیونکہ یہ اجر لینا ہی معصیت ہے واللہ اعلم
 ہو انتہائی مافی اختیار شرح مختار اور فتاویٰ خیر یہ میں کتاب الکراہت والاستحسان میں
 ہے کہ استفتا کیا گیا شہر و مشق سے سماع کا اور وجد کا سماع میں کہ آیا کلام کیا ہے فقہار

تو ہے

بجائے

تو ہے

رحمہ اللہ نے اس میں ایسا کہ پائی جاوے اور اسے رخصت اور اجازت یا کہ نہیں تو جواب دیا کہ
تصريح کی ہر قداہی تا تا خانہ میں نقل کر کے نصاب الاصناف میں لفظ کہ آیا جائز
ہر رقص کرنا سماع میں جواب دیا کہ نہیں جائز ہے اور ذکر کیا ذخیرہ میں کہ یہ کبیرہ ہے اور
بسنے کہ سماع رکھا ہے اسکو شائع میں سے تو یہ لوگ وہ ہیں کہ جنکی حرکات مثل حرکات اہل
رعشہ کے ہیں یعنی بے اختیاری اور ذکر کیا ہے عیون میں کہ نہیں لایق ہے یہ منسلک
اور معتادوں کے کیونکہ سماع مثل لو کے ہے اور یہی یہ مبائن اور مناسبت ہے حال اہل کھن
کے اور اگر کہا جاوے کہ آیا جائز ہے سماع اوکا تو کہا جاوے کہ اگر ہر سماع قرآن مجید اور
سوا عطا کا تو جائز بلکہ مستحب ہے اور اگر سماع راگ کا ہے تو حرام ہے کیونکہ راگ گانا اور سننا
حرام ہے اجماع اور اتفاق کیا ہے اس پر علماء نے اور نہایت کو پہونچا یا ہے اسکو اور جس نے
سماع جانا ہے اسکو شائع صوفیہ سے تو اسی کی واسطے ہے کہ غالی ہو لو سے اور مزین ہو
ساتھ تقویٰ کے اور محتاج ہو طرف راگ کے مثل احتیاج مریض کے طرف دوا کے اور راگ
کی بہت شرطیں ہیں ایک یہ کہ اونہیں امر و بے ریش نہ ہو دوسرے یہ کہ وہ لوگ نہوں مگر
جنس واحد سے کہ کوئی اونہیں فاسق اور اہل دنیا اور عورت نہ ہو تیسرے یہ کہ ہونیت
قوال کی اخلاص نہ لینا اجرت اور طعام کا چوتھے یہ کہ نہ جمع ہوں واسطے طعام اور
فتوح کے پانچویں یہ کہ نہ کھڑے ہوں مگر مغلوب ہو کر چھپے یہ کہ نہ غلام ہو کر نہ مگر
مکرر است اور سچ اور کہا ہے بعض نے کہ جھوٹہ و جدید بڑے بکرے غیبت سے جواتے اتنے
برس ہو اور محال یہ کہ نہیں ہے رخصت باب سماع کی ہمارے زمانہ میں اس واسطے کہ حضرت
جنید رحمہ اللہ نے تو یہ کہ ہے سماع سے اپنے زمانہ میں اور اسی کتاب میں پہلے اس سے
ہو کہ ذکر کیا ہے حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے سیر الکبیر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

کہ یہ حضرت گنجی اپنے بہائی براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس اور حال یہ کہ وہ گاریہ
 تشریف لایا اور اسے حضرت انس نے کہ تحقیق بدل ڈالے اللہ تعالیٰ واسطے تمہارے
 وہ چیز کہ بہتر ہو اس سے تو کہا او نہونج نے کیا ڈرتے ہو تم اس کے مروں میں اپنے
 بستر پر اور حال یہ کہ مارے ہیں بیٹے نناوے شرک جنگ میں اور بغیر اسکے کہ کوئی ہیرا
 اور نینج شرک ہو اہو مسلمانوں میں سے قولہ کہ وہ گاریہ تھے یہ مظاہرین حجت اور
 دلیل ہوا و ن لوگون کی کہ چوکتے ہیں کہ نہیں ہے مضائقہ انسان کو کہ گاوی اگر خود سنا
 ہوا اور نفس کو مانوس کرتا ہوا اور کر وہ جب تک کہ سناوے اور مانوس کرے دوسرے کو اور
 بعض کا قول ہے کہ مضائقہ نہیں اس کا عرس اور ولیمہ میں کیا نہیں دیکھا کہ مضائقہ
 نہیں ہے بچانے دف کا عرس اور ولیمہ میں اگرچہ ہر اسمین ایک طرح کے لہو اور اس واسطے
 اسمین مضائقہ نہیں کہ بچانے میں اظہار اور اعلان ہر نکاح کا اور یہ مامور بہر حد
 شرع کا جیسے کہ فرمایا جناب علیہ و علی آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اعلان کرو
 تم نکاح کا اگرچہ ساتھ دف کے ہو اور اس طرح ہو گانا اور اسی کتاب میں ہر منقول
 ذخیرہ سے کہ بعض کا قول ہے کہ نہیں ہے مضائقہ اس کا عید و بن میں مروی ہے کہ حضرت
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف رکھتے تھے گھر میں روز عید کے
 اور دہلیز میں دو چوکریاں تھیں کہ گاریہ تھیں ساتھ دف کے پس تشریف لائے
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور کہا اونسے کہ آیا تم گاریہ ہو خانہ رسالت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں پس فرمایا اپنے کہ چھوڑ دو و انکو لے ابو بکر کہ تحقیق یہ بن عید
 کا ہی چیز ذکر کیا محیط سے ایک تفصیل دوسرے کو غنا کے باب میں مارے حال و کام یہ کہ حکم خدا
 جدا ہر آگ میں اگر واسطے موقوف کرنے وحشت کے ہو تو حلال ہے اور اگر واسطے لہو و

ہو تو نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اگر اگل ساتھ شعر کے ہو واسطے سیکھنے فصاحت اور نظم
 قوانین کے تو حلال ہے اور اگر واسطے لوگوں کے گانا ہو تو نہیں اور بعض نے تفصیل کی ہے ساتھ
 شاید تبع کے آئین ظاہر حلال ہے والا حرام اور بعض نے تفسیر کی ہے باین قول کہ
 اگر داعیہ شیر ہو تو حلال ہے اور داعیہ شر ہو تو حرام اور شاہ کیا ہے اسکو ساتھ یا کہنے
 جو پایہ کے کہ اگر حاجت ہو اسکی تو حلال والا حرام اور تحقیق کہ تصنیف کی ہیں فقہاء
 اس میں تصنیفات بہت اور اس طرح اہل تصوف نے اور جمیع کی ہے عبارت آئین یہ کہ گنا
 اسکو بعض اونکے نے کہ تحقیق سوال کیا گیا سماع کا جو کہ ساتھ براع وغیرہ آلات مطرب
 کے ہو کہ آیا حلال ہے یا کہ حرام ہے اور تحقیق کہ حرام کہا ہے اسکو ایسے شخصوں نے کہ اون پر
 اعتراض نہیں ہو سکتا بسبب صدق اور راستی گفتار اونکی کے اور سباح کہا ہے اسکو
 ایسے شخصوں نے کہ اونکا انکار نہیں ہو سکتا بسبب قوی ہونے حال ذکر کے پس جس نے
 کہ پایا اپنے دلیں کچھ انوار معرفت سے تو چاہے کہ وہ مقدم ہو ورنہ رجوع کرنا ظن اور
 چیز کے کہ منع کیا ہے شرح اظہار نے اوس سے اسلم اور احکم ہے واللہ اعلم سوال کیا گیا
 شہر مشق سے شیخ ابراہیم صاوی سے اس صورت کا کہ جو کچھ کہ عادت پکڑی ہے سادات متو
 نے حلقہ ذکر کے اور جبر کرنا اسکا مساجد میں ایسی جماعت سے کہ میراث لی ہے اسکی اپنے
 باپ اور داد و تنگ اور پڑتے ہیں قصائد صوفیہ کے جو صادر ہیں ارباب معارف
 آئینہ مثل قصیدہ قادریہ اور سعدیہ اور شاعریہ وغیرہم ایسوں کے کہ مسلم اور قبول کہا
 ہے اونکو فقہار ملت محمدیہ کے نے اور کہتے ہیں وہ ارباب حلقہ اور اہل ذکر کے یا شیخ
 عبد القادر یا شیخ احمد یا رفیع شمس اللہ اور مثل اسکے اور حاصل ہوتا ہے
 اونکو در بیان ذکر کے وجہ تعلیم اور حال وہ کہ بیٹے اور اوٹتے ہیں پس بلند کرتے ہیں

اپنی آواز ساتھ ذکر کے اور نہیں خالی ہوتا ہی یہ جلسہ حاضر ہونے عوام الناس کے
 حاصل ہوتا ہی اور اسی ایک کن اور آتے ہیں وہ حلقہ ذکر میں ساتھ نیت صا کھ اور غرت
 واضح کے اور وہاں کوئی ایسا شخص ہے کہ اعتراض کرتا ہی اسپر اور کتابی کہ لفظ شی
 کاکفر ہے اور قائل ہلاک ہوئی والا ہی اور اسید طرح اشعار خوانی اور بلند کرنا آواز کا
 اور رقص کرنا کہ ان سب کو شمار کرتا ہی نہایت نقصان ہے اور کتابی کہ تمام اس قسم سے جو
 کیا جاتا ہی جائز نہیں ہے مذہب امام ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور مالک رحمہم اللہ میں
 اور وہ شخص منکر ہے کرامات اولیاء کا بعد وفات اولیاء کے اور پر کتابی اسکے کہ نیو
 کو نہایت برا ساتھ کلمات ناسنا سب کے پس آیا یہ اعتراض موافق ہیں حکم شرعی کے اور
 مطابق ہیں ساتھ اسکے کہ چاہتی ہی اسکو شان مرغی جو اب اتہ نقل صحیح کے ہو علماء
 ذوی الالباب سے اور انکو اجزا اور ثواب ہوگا پروردگار رب الارباب سے چو اب دیا کہ الحمد
 وحده اللہ یا من لا ہادی لنا سواک انطقنا بآذینہ رضاک جان پہلے تحقیق
 قواعد مشورہ کہ جو کتب ائمہ مقررہ میں مذکور ہیں یہ ہے کہ اعتبار امور کا انکے مقاصد ہی
 اور ایک چیز موصوف ہو سکتی ہی ساتھ علی اور حیرت و دیون کے باعتبار مقصود کے اور
 یہ موقوف ہی اس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اسکو صحیحین میں کہ اغا الاحمال بالغیات
 اور مدار اکثر احکام اسلام کا اسپر ہے جیسے کہ نص کی ہی اسپر علماء رحمہم اللہ نے ہر جگہ مقرر
 ہوا تیرے نزدیک یہ اور جان لیا تیرے اسکو تو جان بعد اسکے کہ تحقیق ولی خدا شیخ علامہ
 امام بر اللہ شامیہ شیخ جلال الدین محلی رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہی شرح جمع البواہع میں قولہ
 کہ اور جانتا ہی کہ تحقیق طریقہ شیخ ابو القاسم حضرت جنید سید الصوفیہ کا از رو علم اور
 عمل کے اور صحبت انکی یہ ایک طریقہ ہی مقوم کیو کہ خالی ہی بدعت سے اور دائر ہی اور تسلیم

اور تفویض اور بیزاری کے نفس اور انہیں کچھ کلام سے جو کہ طریق طرف خدا کے بندہ بخیر
 پر مگر اوپر پیری کر نوالون آثار جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور
 کہا کہ دیکھا میں نے خواب میں کہ میں کلام کر رہا ہوں لوگوں پر یعنی وعظ کہہ رہا ہوں پس کھڑا
 ہوا ایک فرشتہ اور پوچھا کہ کونسی چیز نزدیک تر ہے اسکے کہ تقرب چاہیں ساتھ اسکے نظر
 چاہنے والے طرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے تو میں نے کہا کہ وہ عمل خفی ہے جو کمیزان میں فی ہویں
 اوس نے بیٹھ پھیری اور وہ کہتا تھا کہ کلام موفق ہے قسم خدا کی اور تین ہزار التفات طرف اول
 جا ہلان صوفیہ کے کہ جو طعن کرتے ہیں اوپر ساتھ زندقہ کے نزدیک خلیفہ سلطان کے ہتھک
 کہ حکم کیا اس نے انکی گردنیں مار نیکا سو پکڑا اوکو مگر پسند کہ یہ لباس پوش بہن فقہ کے اور
 فتویٰ دیتے تھے اوپر مذہب ابو ثور رحمہ اللہ اوستا اپنے کے اور بچھایا اونکے واسطے
 نطع سو بڑ بکڑائے پہلے میں شیخ ابوالحسن الثوری نزدیک جلاو کے پس کہا جلاو کہ تم کہو
 بڑ بکڑائے پس کہا اونہوں نے کہ میں ایسا کرتا ہوں اپنے دوستوں پر حیات ایک
 ساعت کی سو وہ رہ گیا اور پہونچی یہ خبر خلیفہ کو تو پہیرا اور پہونچایا اور سبکو طرف تھی
 کے پس پوچھے حضرت ثوری سے مسائل فقہیہ کے پس جواب دیا اونہوں نے اوکا پہر کہا کہ
 تحقیق خداوند کریم کے ایسے بندے ہیں کہ اگر کمرے ہوں تو کمرے ہوں ساتھ اللہ تعالیٰ
 کے اور اگر کلام کریں تو کلام کریں ساتھ اللہ تعالیٰ کے آخر کلام تھا پس رکو قاضی
 اور پہونچایا اسکا قول خلیفہ کو کہ یہ لوگ اگر زید بن شحسہ میں تو تمام رکو زمین
 پر کوئی شخص مسلمان نہ پایا جاوے گا سو چوڑو یا خلیفہ نے اون سبکو رحمہم اللہ و لغنا
 ہم بعد اسکے مقتول ہوئے صوفیہ سے حسین جلال سن تین سو نو میں زمانہ خلافت خلیفہ
 مذکور میں کہ وہ ابو الفضل جعفر مقتدر باللہ ہوا اور شیخ مناوی نے شرح جامع صغیر میں

اس قول کی شرح میں کہا کہ فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص دوست رکھے کسی
 قوم کو تو حشر اور معیشت کرے گا اور اللہ تعالیٰ ساتھ دے گا اور ان کے کہا ہے کہ جو کوئی دوست رکھے
 اولیاء رحمن کو پس وہ ان کے ساتھ جنت میں ہوگا اور جو کوئی کہ دوست رکھے گروہ شیطان
 کو تو وہ ان کے ساتھ آگ اور نیران میں ہوگا اور اس میں اشارہ عظیم ہے ایسی شخص کو
 جو دوست رکھتے ہیں صوفیہ کو یا مشابہت کرتے ہیں ساتھ ان کے اور یہ کہ وہ ہوگا بسبب
 ان کے سے کام کر نیکی جبروت میں اور جو کہ مشابہت کرتا ہے ساتھ ان کے تو ہجر اسکے نہیں
 کہ کرتا ہے یہ سبب دوست رکھنے اسکے ان کو اور صحبت اس کی اسے نہیں مگر باعث آگاہ
 ہونے روح اس کی کے اوس چیز سے کہ آگاہ ہے اوس روح ان کی اس واسطے کہ محبت خدا تعالیٰ
 کی محبت امر اوس کے کی اور محبت اوس چیز کی ہو کہ نزدیک کرے طرف خدا کے اور جس کے قرب
 حاصل کیا ہے تو اوسے بجز بے روح کے کیا ہے لیکن مشابہت کرنا والا باز رہا ہے بسبب طلبت
 نفس کے اور صوفیہ نے خالص کیا ہے اس کو اس کو انتہی اور حقیقت اوس چیز کی کہ جو صوفیہ
 ہیں اس کا کوئی منکر نہیں مگر ہر شخص جاہل غنی اور ہم پھر رجوع کرتے ہیں طرف حل سوال کے
 کہ لیکن حلقہ سے ذکر اور ہجر کرنا اور عین اور فصاحت خوانی پس تحقیق آیا ہے حدیث میں جو
 مقتضی ہے طلب جہر کا مثل اس حدیث کے کہ جو روایت کی ہے بخاری اور مسلم اور ترمذی
 اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ وان ذکر فی فہلہاء ذکر تہ فی فہلہاء خیر منہ یعنی
 حدیث قدسی ہے کہ فرمایا حق تعالیٰ نے کہ بندہ میرا اگر یاد کرتا ہے میری مجالس محافل میں بڑا
 تو میں اوس کی یاد کرتا ہوں ایسی بڑا اور ملا را علی میں کہ جو بہتر ہے اوس اور رتوات
 کیا ہے امام احمد رحمہ اللہ نے اس کو مثل اسکے ساتھ اسناد صحیح کے اور زیادہ کیا ہے اسکے
 آخر میں کہ کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ جناب الہی تعالیٰ میں سرعت بہت ہے اور ذکر

کرنا برطانین ہوتا مگر جبر سے اور اس طرح حلقہ ذکر کے اور طواف کرنا ملائکہ کا اذہن پر اور
 جو وارد ہوئی ہیں احادیث سوسب سب کے نہیں کہ ذکر جہنم میں ہیں اور اس مقام
 میں احادیث طلب اخفائین ہیں اور صحیح کرنا ان دونوں میں یوں ہے کہ یہ مختلف
 ساتھ اختلاف اشخاص اور احوال کے جیسے کہ جمع کرنا درمیان احادیث طالب قرار ہے
 جہر اور طالب اخفا قرار کے اس طرح ہر اور معارض نہیں ہر اسکے یہ حدیث کہ
 خیر الذکر الخفی کیونکہ یہ وہاں ہے جہان خوف ریا اور شائش کا یا اذہن نمازیوں
 کا یا تکلیف سونیوالوں کا ہوا اور بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ جہر افضل ہے جہان کہ خالی
 ریا وغیرہ مذکور ہے کیونکہ اس میں عمل زیادہ ہے اور اس کا فائدہ متعدد ہے ہر طرف سے واللہ
 کے اور وہ بیدار کرنا ہی دل ذکر کرنا لیکو تسو جمع ہوتی ہے ہمت طرف فکر کے اور مصروف ہوتا
 ہے سمع اور کان اور کا طرف اس کے اور حجابی ہے خواب اور زیادہ ہوتی ہے نشاط اور
 یہ قول حق سبحانہ و تعالیٰ کا کہ واخذ کر ہاں فی نفسک اس کے جواب دیا گیا ہے کہ یہ
 آیہ لکھی ہے مثل آیہ ایلار کے ولا یفہم بصلواتک ولا یخاف ہما کہ نازل ہوئی ہے اس
 کہ نہ سنیں اور کو شکر اور نہ گالیاں دیں اور نہ برا کہیں قرآن مجید کو اور اس کے
 نازل کر نیوالے کو پس حکم کیا اسکا واسطے بند کرنے ذریعہ کے جیسے کہ منع کیا گالی میں
 اصنام کو سبب اسکے اور یہ موقع اور علت باقی رہی کہ نہیں ہیں اور بعض اساتذہ
 مالک اور ابن جبریر وغیرہ نے حل کیا ہے آیہ کو اوپر ذکر ایسے کے کہ جو حالت قرار تفر
 مجید میں ہو بسبب تعظیم اسکی کے دلیل اسکی متصل ہونا ہو ساتھ آیہ فاذا قرأت
 القرآن الخ ہے اور کہا سادات صوفیہ نے کہ امر آیتین خاص ہے جناب نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ و اہلہ وسلم کو اور سوا آپ کے جو کہ عمل و سوا اس اور خواطر وہ کے ہیں وہ مامو

ہیں ساتھ جہر کے کیونکہ جہر ان کے دفع کرنے میں قوت رکھتا ہے تو یہ اسکی حدیث بزار ہے کہ جو
 کوئی نماز پڑھے جو تم میں سے رات کو تو چاہے کہ جہر کرے اور زور سے پڑھے قرأت کو پس تحقیق کہ نماز
 نماز پڑھتے ہیں اسکی نماز پڑھتے ہیں پڑھنا اور تحقیق کہ وہ نہیں جہن جو ہوتے ہیں
 ہوا میں اور ہمسایہ اسکے گھر میں نماز پڑھتے ہیں اسکی نماز پڑھتے ہیں اور ہاگتے
 ہیں بسبب زور سے پڑھنے کے اسکے گھر سے اور ان گھر کو جو گدا کے ہیں فناء جن اور
 مرد و شیطان اور تفسیر عند الکی جو معنی تجاوز کے ہے آیہ لایحب المصلدین میں ساتھ جہر
 دعا کے مرد و ہر اس طرح کہ راجح اسکی تفسیر میں تجاوز کرنا ہر مامور سے یا اختراع کرنا ایسی باتیں
 کہ جبکی اہل شرع میں نہیں ہے اور توفیق اور تطبیق کرنا درمیان جہر اور اسطر کے ساتھ مثل
 اسکے کہ جو مقرر ہے واجب ہے سوال اگر کہے تو کہ تصریح کی ہے فتاویٰ خانہ میں یہ کہ بلند
 کرنا آواز کا ساتھ ذکر کے حرام ہے بسبب فرمانے جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس شخص کو کہ
 بلند کی تھی اسنے آواز اپنی ساتھ ذکر کے جتنہ کہ تو نہیں پکارتا ہرے کو اور نہ غائب کو اور
 بسبب فرمانے کے کہ بہترین ذکر کا خفی ہے کیونکہ یہ دوہرے ریاست اور نزدیک ہر طرف منہ
 اور حضور کے چہرے و یا ہر کہ یہ محمول ہے اوپر ہر فاش اور ضرر کے بزاز یہ میں فتاویٰ
 نقل کیا ہے کہ ذکر کرنا ساتھ جہر کے مسجد میں منع نہ کیا جاوے بسبب بچنے کے دخول اس قبل
 آئی تھا کہ ومن اعظم من منع مساجد اللہ ان یدکر فیھا اسمہ اور منع کرنا حضرت
 ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا یعنی مکان اس مسجد سے اس جماعت کو کہ جنکو تہلیل کرتے ہوئے اور
 درود شریف پڑھتے ہوئے ہنسا تہا زور اور جہر سے خود خلافت ہی تمہارے قول کا کہا کہ
 کہتا ہوں میں کہ خارج کرنا مسجد سے اگر انکی طرف منسوب حقیقتہً تو جائز ہے کہ وہ بسبب اعتقاد
 انکے کے اسکو عبادت بسبب تعلیم لوگوں کے کہ یہ بدعت ہے اور فعل جائز میں ہو سکتا ہے کہ وہ

نایاب نہ ہو بسبب کسی غرض کے کہ جو لاحق ہوا وہ تو اس سطح غیر جائز میں ہو سکتا ہے
 کہ تیسرے جائز بسبب کسی غرض کے جیسے کہ ترک کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم نے افضل کو واسطے تعلیم جواز کے پر کمالہ جو مروی ہے صحیح میں کہ
 فرمایا جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آواز بلند کرنا والوں کو ساتھ تکبیر کے یہ کہ سہو
 کہ وہ اپنے نفس پر کہو نہ کہ تم نہیں پکارتے ہو ہرے کو اور نہ غائب کو تو یہ معمول ہے کہ
 کہ وہ ان ہوگی آواز بلند کرنے میں کچھ صحت اس واسطے کہ مروی ہے کہ آپ غزائیں
 اور شاید کہ بلند کرنا آواز کا باعث ہوتا کسی بلا کا اور جنگ ایک طرح قریب ہے کہ
 الحرب خدعۃ اور بلند کرنا آواز کا ساتھ ذکر کے سو جائز ہے اہل اخلاص اور مسلمین
 علما کو کلام عربیہ کہ جسکو مجملہ کرے اور بنظر اسکے کہ جو گذرا ہے شروع جواب میں اس
 سوال کے محقق ہوا وہ جو صواب ہے تو اسی پر کفایت کرتے ہیں واللہ الموفق اور بڑے ہنر
 اشعار کا مسجد میں سو کتاب و لائل الامام شیخ عبدالقادر سنن اشعری میں جو وہ جو کافی
 ہوا اور اگر کچھ نہ ہو جو حدیث کعب اور قصیدہ اونکے کے کہ جو مشہور ہے اور اشارہ کرتا
 جناب آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا طرف مخلوق کے یہ کہ سنو اور تہی
 جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ ہوتے تھے ساتھ اصحاب رضی اللہ عنہم کے بجا سے مادہ کہ
 کہ گروا کرو آپ کے حلقہ حلقہ بیٹھے تھے سو آپ نظر فرماتے تھے کبھی اٹکی طرف اور کبھی اٹکی
 طرف اور اخبار شاہد کے بہت ہیں اور آثار اس سے مستفیض ہیں اور یہ قول علما
 کا کہ شعر ایک کلام ہے کہ حسن اور حسن ہے اور قبیح اور قبیح ہے پس جو کہ جائز ہے نہ
 میں وہ جائز ہے تو کم میں ہی اور یہ قول کہ یا شیخ عبدالقادر شیبہ اللہ تو یہ نہ
 اور مضاف ہے اسکی طرف شیبہ اللہ اور یہ طلب کرنا شیبہ کا جو جو ہر اکرام الہی تعالیٰ کے

سوا کے حرام ہونے کا کیا موجب ہے اور اس پر مغرور ہونا نہیں چاہیے کہ جو قید الشرائع اور
 نظم الفوائد میں ہے کہ جو کوئی کہے شینا سہ تو بعض نے کفر کہا ہے الخ اس واسطے کہ اسکی کوئی
 وجہ نہیں ہے اور یہ کیونکر ہو یا جو داس قول کے کہ نہیں خارج کرتا مومن کو ایمان سے
 مگر انکار اوس چیز کا کہ جو داخل کرتی ہے اوسکو ایمان میں اور یہ قول کہ کفر ایک شے
 عظیم ہے پس منسوب بکفر نہ کیا جاوے مسلمان جبکہ اختلاف ہوا میں اگرچہ ساتھ روایت ضعیفہ
 کے ہو اور معاذ اللہ کہ اس لفظ یعنی شے ستر سے کفر یا ایجاب اور حالانکہ کہا ہے شارح
 اوسکے نے کہ چاہے کہ ترجیح دیا وے اسپن عدم کفر کو اور وجہ بیان کرنا کفر کی اس طرح
 پر کہ یہ طلب کرنا شے کا ہے واسطے اللہ کے اور وہ بقائے شانہ غنی اور بے پرواہی ہے
 سے اور سب محتاج ہیں طرف اوسکے تو یہ ایسا بات ہے کہ کسی ایک کے دل میں خلش
 نہ کرے اس واسطے کہ ذکر جناب ہر تعالیٰ بسبب تعظیم کے ہی جیسے کہ اس آیت میں کہ فاعلم
 الخمسہ اور مانند اسکے بہت ہیں اور لیکن رقص کرنا سو آئین فقہاء کو کلام ہے بعض نے
 منع کیا ہے اور بعض نہیں منع کرتے جبکہ بالی جاوے لذت شہو وکی اور غالب ہو اور
 وجد اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ واقعہ حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ
 کے کہ جب فرمایا انکو جناب علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات نے کہ تم مشاہدہ اور مانند
 سحر خلق اور خلق کے اور دوسرے لفظ میں ہے کہ جعفر شبیہ تہی لوگوں کا ساتھ میرے
 از روے خلقت اور خلق کے سوچے یہ یعنی جعفر ایک پائونپر اور ایک روایت میں ہے
 کہ رقص کیا انہوں نے بسبب لذت پانے کے اس خطاب سے اور نہیں انکار کیا انہر
 جناب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انکے رقص کا تو یہ قصہ اصل اور دلیل
 نہیں ہے جو از رقص صوفیہ کرام کا جبکہ پاتے ہیں لذت مواجید سے مجالس ذکر اور سماع میں

اور فتاویٰ تمار خانی میں پروہ بخلائی کرنا ہی اور پروہ جواز اسکے واسطے مغلوب
 ایسی کی کہ اسکے حرکات مثل صاحب رعشہ کے ہوں اور اسی کے ساتھ فتویٰ مذکور
 بلقیانی اور ربان الدین ابناسی نے اور مثل اسکے جواب دیا ہو بعض ائمہ حنفیہ اور
 مالکیہ نے اور یہ سب جب ہی کہ خالص مہویت اور ہوں صادق و بدین اور مغلوب
 ہوں قیام اور حرکت میں اور شے واحد موصوف ہوتی ہی کہی ساتھ حلال ہونیکے
 اور کہی ساتھ حرام ہونیکے ساتھ اختلاف نیت اور مرام کے اور ساتھ تقریر کرنے تمام
 اسکے کہ جو کہا ہی دراز ہوتا ہی کلام اور لیکن انکار کرنا کلمات اولیا کرام کا مطلق پس
 جواب اوسکا وہی ہی کہ کہا ہی لقانی نے ہدایت المریدین کہ جو کوئی کہ تکذیب کرے کلمات
 اولیا کی تو اسکے ساتھ بحث نہیں ہی اتنا واسطے کہ وہ جو ٹاٹھیرا تا ہی ایسی چیز کو کہ ثابت
 کیا ہی اوسکو سنت نے انتہی اور سنہ کلمات اولیا کا کنا ہوں میں شہور اور سطوح
 اور مقرر اور مذکور ہی اور اسقدر میں کفایت ہی دل لگانوالے کو یا کان لگانوالے
 حاضر کو چہر دیکھائے بعد ایک مدت کے یہ فتویٰ دینے سے ایک سوال کو جو ہو پوچھا گیا
 تہا طرن شیخ ابو الفتح محمد بن محمد بن عبد السلام مالکی دمشق کے رہنے والے اور ربان کے
 شیخ الاسلام تو اس میں ایسا کلام ہی کہ نہایت مقصود اور مرام ہی سو بیٹے چاہا ذکر کرنا اوسکا
 بیان اور صورت اوٹکی یہ ہی استفسار کیا ہی قول سادات علماء ائمہ بدیہی۔ اور
 مصابح الدجی۔ اید اللہ تعالیٰ بہم الدین وقع ہم اجمالیہ والفسدین۔ و نفع لعلیہم السلام
 کا۔ حق ایسے شخص میں کہ اپنے آپکو گمان کرتا ہی حنفی المذہب ہو نیکہا حاضر ہوا وہ مجلس حاکم
 شرعی میں اور دعویٰ کیا ایک جماعت صوفیہ پر کہ یہ ذکر کرتے ہیں خدا کا کمرے ہونے
 اور رقص و رننا کرتے ہیں اور کہا کہ یہ حرام ہی مینے فتویٰ دیا اسکی حرمت کا اور چاہا حاکم

مشار الیہ سے منع کرنا اور نکاح اس سے پس جواب دیا جماعت مذکور نے کہ ہم لوگ جماعت صوفیہ
 کرام سے ہیں اور یہہ اونکے نزدیک جائز ہے تو طلب کیا حاکم موہی الیہ نے اسپر فتویٰ کسی
 ایک کاسادات شافعیہ سے پس حاضر کیا اوسکی مجلس میں ایک شخص شافعی عالم مفتی کو
 اوس نے خبر کیا حاکم کو ساتھ جو اس کے کے مذہب شافعی میں اور کہا کہ مستثنیٰ ہے اس سے
 وہ رقص کہ جو مشابہ ہر حرکات مخنثین کے تو وہ حرام ہے اور شعر خوانی جو شامل ہوتنزیہ
 اور تقدیس رب تعالیٰ پر اور مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر اور غیب
 جنت اور بخوفین نار پہ اور اسپر کہ حاصل ہوا اوس کے شوق اور مطلوب شرعی سو یہیہ
 جائز ہے پس جواب دیا اوش شخص مذکور منکر نے یہ کہ جو یہہ مذکور کیا تم نے باطل ہے اور
 کافر ہو گئے تم اس فتویٰ سے اور طلاق ہو گئی زوجہ تمہاری پس آیا یہہ جو کہا اس منکر
 نے صحیح ہے یا باطل اور آیا وہ مصیب ہے اپنے انکار میں یا خطی اور کیا مترتب ہوتا ہے اور پھر
 اوس کے کافر کہنے میں اس شخص مفتی شافعی کو احکام شرعیہ میں اور آیا وہ اپنے اس کہنے اور
 انکار سے قانع ہے بہت سے ائمہ دین میں مثل شافعی اور مالک کے اور مثل انکے کے اور
 آیا یہ وہ طعن کرنیوالا سلف صالح کا اور تکفیر کرنیوالا کل اور کاجو قائل ہیں اسکے جواز کے
 مستند ہیں اور متاخرین سے فقہاء اور صوفیہ وغیرہم سے اور آیا یہ واسطے اولی الامر
 اور حاکم اور علماء رحمہم اللہ اور صلحا کے مناقشہ کرنا اوس منکر کا اوسکے قول اور تفویہ پر
 کہ کافر ٹھہرایا اوس نے ایک شخص عالم کو اور طلاق بتلائی اوسکی بی بی کو اور ثواب پاد
 اسپر ثواب جنرل جواب احمد اللہ تو فیقا للصبواب یہہ جو صادر ہوا ہے اس منکر مذکور وغیرہ
 سے حرام ٹھہرانے مباح اور تکفیر اہل علم اور صلح سے تو امر اور قول پر شیع کہ نہ صادر ہوا
 کسی عاقل سے اور کہنے میں اوسے کسی فاضل سے بسبب خارج ہونے اسکے کے قواعد علیہ سے

اور نہ ضبط کرنے اسکے کے ضوابط فقہیہ کو کیونکہ شرط ہی انکار شکر میں بچانا مذہب منکر
 علیہ کا کہ شاید فعل ہو جائز اوس میں تو ہو گا انکار اوس وقت بُرا اور جاری نہیں انکار فروع
 اعتکاف میں باوجود اتحاد مذہب میں کے فروع فقہ اور وصال کے اور معرفت تمام کے ستم
 حکم شرعی کے اس جزئیہ میں اور وہ جو مندرج ہر اسکے نیچے قاعدہ کلیہ سے تاکہ ہو منکر بصیرۃ
 پر اور منکر علیہ وجوب امثال میں وتیرہ پڑھنا ہی تھالی نزل خدا سبیل احوال الی اللہ
 علی الصیۃ انا ومن اتبعنی اور فرمایا ولا تقف ما لیس لك به علم الا یہ سوا قدم
 نکرے نکرے مگر عالم تحریر وسیع الروایت اور اطلاع عارف ساتھ خلاف اور مراتب اجماع
 کے خصوصاً سلسلہ سماع میں کیونکہ یہ ہر ایک امر ہی اور اس میں مضطرب ہیں اقوال سلف
 اور خلف کے یہاں تک کہ شمار کیا ہی اسکو بعض علمائے اوان سائل سے کہ ابھی تک صانع
 نہیں ہوئے باوجود کثرت اور تکرار بحث کے اور بہت علماء جسکے ہیں طرف عدم ترجیح کے اور
 سئل کیا ہی طرف توقف کے بغیر تقویت اور تصحیح کے سو کیونکر قطع کیا وے حرمت اور کیونکر
 کافر کہا جاوے قائل باجواز والا باحتک کو بلکہ کافر وہ ہی کہ کافر کے ایسے کو کیونکہ جو کافر کے
 مسلمان کو سو کافر ہو جیسے کہ وارد ہوا ہی اثر میں کہ جو کوئی حرام کے حلال کو پس تحقیق کہ
 واقع ہو مٹال میں اور مستوجب ہو اعتقوبت اور نکال کا اس واسطے کہ قدر مذکور میں
 سماع سے ایسی چیز نہیں ہے کہ حرام ہو ساتھ نص کے اور اجماع کے اور تحقیق کہ کہا ہی ساتھ
 جواز سماع کے صحابہ اور تابعین سے خلیع کثیر اور جم غفیر نے کہا اقصی القضاۃ ما وروی
 رحمہ اللہ نے کہ اختلاف ہی اہل علم کا غنا اور راگ میں بعض نے مباح کہا ہی اور بعض
 منع کیا ہی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ نے مکروہ کہا ہی قول
 صحیح ترین جو منقول ہے اسے آہ اور کہا ہی صاحب کتاب تہذیب الاسماع فی حکام السماع

میں کہ نہیں وارد ہوئی امام ابو حنیفہ سے غنا میں نص صریح اور بجز اسکے نہیں کہ تنبیاط
 کیا ہی بعض اصحاب ان کے نے قول منع کو مفہوم اون کے کلام سے اس قول میں کہ نہ ضرر ہو
 ولیمہ میں کہ وہاں لہو ہوا انتہی اور نقل کیا ہی صاحب نہایہ نے شرح بدایہ میں حنفیہ میں احکامات
 غنا کو جسکے معنی اس واسطے ہو کہ استفادہ کرے اس سے نظم قوانی کو اور ہو فصیح زبان کہتا
 کہ کہا بعض نے اگر ہو غنا واسطے دفع کرنے وحشت کے نفس سے کہ تو لا باس بہ ہو کہ اسکو واخذ
 کیا ہی شمس الاممہ سرخسی نے اور استدلال کیا ہی اسپر کہ انس بن مالک معنی کرے تھے اپنے گہر
 اور یہ بطور لہو کے نتھا پتر کہا کہ جو کوئی کہ قائل بکراست مطلقہ ہو تو محمول کرتا ہی قصہ انس کو
 شعر خوانی مباح پر اور جزم اور یقین کیا ہی صاحب بدائع نے حنفیہ سے ساتھ اسکے کہ جو ذکر کیا
 شمس الاممہ نے اور تعلیل اور دلیل کی ہو اس طرح کہ سماع رقیق اور نرم کر تا ہی دلکوا اور یہی ہے
 ظاہر کلام صاحب وغیرہ کا حنفیہ سے اور کیا ہی ایک طائفہ شافعیہ اور مالکیہ سے طرف فرق کے
 درمیان قلیل اور کثیر کے سوا بزرگ کہا ہی قلیل کو اور منع کیا ہی کثیر کو جیسے کہ نقل کیا ہی اسکو
 رافعی وغیرہ نے اور کیا ہی ایک طائفہ طرف فرق کے درمیان مرد اور عورت کے پس بزم کیا
 حرمت کا عورت اجنبی سے اور بھاری کیا ہی اختلاف کو اسکے ماسوی میں اور لیکن سماع
 اسادات صوفیہ کرام رحمہم اللہ کا سنو وہ یک سو ہی اس خلاف سے بلکہ مرفوع ہی درجہ اباحت کے
 طرف مرتبہ مستحب کے جیسے کہ تصریح کی ہو اسکی غیر واحد نے محققین سے سوال کیا گیا شیخ عبد اللہ
 بن عبد السلام سے اس سماع کا جو کرتے ہیں اس زمانہ میں مجالس ذکر میں جو اب دیا اس
 صورت پر کہ سماع ایسی چیز کا کہ جو محرک ہو احوال عمدہ یا وکرا نیوالے آخرت کا مندوب اور
 کہا قواعد کبریٰ میں کہ نزدیکی ذکر سماع کے جو شخص کہ اسکو ہو اسماح ہو مثل عشق اپنی زوجہ
 و ہجو کبریٰ کے تو سماع اسکا مضائقہ نہیں ہو اور جبکہ کو کہ ہو محرم ہو تو سماع اسکا بھی

حرام ہو اور جو شخص کہے میں اپنے نفس میں کچھ نہیں پاتا اقسام نہ اسے تو سماع اور سکا مکروہ
 جو اسکے حق میں حقیقتہً حرام نہیں انتہی پس جو کوئی کہ یقین کرے تحریم اور تکفیر کا ثورہ
 خطا کار جو اپنے قول میں اور واقع ہوا کفر اور ضلال میں اور سچے جو عقوبت اور نکال کا
 سوال کرتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے عمت اور توفیق کا اور ہدایت کا طرف قوم طریق کے
 آمین انتہی تمام ہوئی عبارت فتاویٰ جزئیہ کی کتاب در مختار میں حلال جاننے والے
 رقص کے باب میں باب المتردین لکھا ہے ومن یستقل الرقص قالوا بکفرہ۔ ولا یسما بالذکر
 بلہودیز مر یعنی حلال جاننے والے رقص کو کافر کہا خصوصاً کہ اوہین وں اور مرزا میر
 ہولہو سے شامی محشی نے کہا کہ مراد رقص سے یہ ہے کہ میل کرے اور بچاؤ بچاؤ ساتھ
 حرکات سوزون کے جیسے کہ بعض متعوفہ کرتے ہیں اور نقل کیا ہے بزاز یہ میں قرطبی سے
 اجماع اماموں کا حرام ہونے ایسے غنا اور بجانے قسیب اور رقص پر اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ
 شیخ الاسلام جلال الدین کرمانی کا کہ حلال جاننے والا ایسے رقص کا کافر ہے اور نور الدین
 میں تمہی سے نقل کیا ہے کہ وہ فاسق ہے کافر نہیں ہے چہر کہا کہ ایسی تحقیق کہ جس سے نزاع قطع ہو
 معاملہ سماع اور رقص میں تفصیل چاہتا ہے جو عوارف اور احیاء میں مذکور ہے اور خلاصہ
 جواب علامہ ابن کمال باشا کا یہ ہے شعر

وما فی التواجد ان حقت من حرج	ولا التأمل ان احلصت من باس
فقتت تسعی علی رجل وحق لمن	دعاہ مو لا کہ ان یسعی علی الراس

کہ خدمت ہو اور میں کہ جو مذکور ہوا ہے و ضاع سے وقت اذکار اور سماع کی واسطے ایسے عزائم
 کے کہ جو صرف کرتے ہیں اپنی اوقات حسن اعمال میں اور واسطے ایسے سالکوں کے کہ جو
 مالک ہیں ضبط کرنے اپنے نفس کے قبایح اور برائی سے اور وہ ایسے لوگ نہیں سنتے مگر خدا

اور زمین دیکھتے مگر خدا کو وہ لوگ حالت ذکر میں نوحہ کرتے ہیں اور وقت شکر کے بھر کرتے ہیں
 اور سنگام و جد کے چننے میں اور جب مشاہدہ کرتے ہیں تو راحت اور آرام پاتے ہیں اور سیر
 کرتے ہیں تو اوسکی بارگاہ قرب میں سیر کرتے ہیں جبکہ غالب ہوتا ہی ان پر و جدا و سکے غلبات
 میں اور پیٹے ہیں اوسکے مور و ارادت سے تو بعض پر طاری ہوتے ہیں طوارق ہیبت
 کے تو وہ گر پڑتا ہی اور گم جاتا ہی اور بعض پر پگھلتے ہیں برق لطف کے تو وہ حرکت کرتا ہی
 اور خوش ہوتا ہی اور بعض مطلع ہوتا ہی جب مطلع قرب سے تو وہ حالت سکون غائب ہوتا
 ہی یہ کہہ دیجئے ظاہر ہوا تھا جواب واللہ اعلم بالصواب

ومن يك وجده وجد اصيحا	فلحق بجمع الحق الملقى
له من ذاته طرب قدیم	وسكمد انهم من غير رن

انتہی من الشامیہ

پانچ سہاؤں تحقیقات کے بیان کہ جو حضرت اصفیٰ کرام نے جامع میں تحریر کی ہے

عبارت کتاب مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم کی آٹھواں باب سماع یعنی راگ اور وجد کے
 آداب میں رباعی

اسرار ولی راگ سے ہوتے ہیں عیان	ہے راگ غذا ہے روح ہر کیا انسان
شرطوں کے موافق نہوگر تو اوس سے	حاصل ہی ہوتا ہی نفاق اور عصیان

واضح ہو کہ جیسے لوسہ اور پتھر میں آگ مخفی رہتی ہی یا جیسے پانی کہ نیچے مٹی کے ہی اس طرح
 دلون اور باطن کے جو اہر پوشیدہ ہیں دلون میں اور اُن کے اظہار کی تدبیر راگ سے
 بہتر کوئی نہیں دلون کی طرف راستہ بجز کان کے معدوم ہی نجات موزون اور لذیذ اور

اندر کے راز ظاہر کرتے ہیں خواہ بڑے ہوں یا بچے کیونکہ دل کا حال بھرے برتن کا سا
 ہے کہ جب چھلکا ہو گئے تو وہی ٹھیکہ گھبراوے میں بھرا ہے اسطرح راگ بھی دلوں کے حق میں
 سچی کسوٹی ہے جب اس کو لوگوں کو حرکت ہوگی تو اس وقت ہی باتیں ظاہر ہونگی جو اندر
 غالب ہیں اور راز انجا کہ دل بالطبع راگ کے مطیع ہیں یہاں تک کہ اس کے سبب اپنی ہمت
 بھلائی سب ظاہر کر دیتے ہیں تو ضرور ہوا کہ سماع اور وجد کو شرح ذکر کیا جاتا اور ان
 دونوں کے فوائد اور آفات اور آداب و مہیات اور علما کا اختلاف اسباب میں کہ یہ
 ممنوع ہیں یا سباح تفصیل بیان ہوا اور ہم ان امور کو دو فصول میں ذکر کرتے ہیں

فصل پہلی راگ کے پتھوں کے احکام کا ذکر

اور جو بات کہ اس باب میں حق ہے اور اس میں چار بیان ہیں واضح ہو کہ اول راگ ہوتا ہے
 اور اس کو دل پر ایک حالت ہوتی ہے جو وجد کہتے ہیں اور وجد کے سبب اعضا کو حرکت
 ہوتی ہے وہ اگر غیر موزون ہوتی ہے تو اس کو اضطراب کہتے ہیں اور اگر موزون ہوتی ہے
 تو تال اور نالج نام ہوتا ہے اب ہم اول راگ کا حکم لکھتے ہیں اور جتنے اقوال مختلف اسباب
 میں ہیں ان کو نقل کرتے ہیں چہ راگ کی اباحت کا ذکر کریں گے اور سب آخر میں ان
 لوگوں کی محبت کا جواب دیں گے جو اس کی حرمت کے قائل ہیں

پہلا بیان اوصاف کے اقوال راگ کی خلعت خرمین

قاضی ابو طیب طبری نے امام شافعی اور امام مالک اور امام غزالی اور سفیان ثوری رحمہم
 اور دیگر بہت علماء سے ایسے الفاظ نقل کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب راگ کی حرمت

قائل تھو اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب آداب القضاء میں فرمایا ہے کہ گانا ایک بڑا کبیرا
 باطل کی طرح کا جو شخص اس کا ترک نہ کرے وہ بے وقوف ہو اس کی گواہی نہ مانی جاوے اور
 قاضی ابوطیب نے فرمایا ہے کہ اصحاب شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی عورت سے سنا جو مرد
 کی محرم ہو کسی حال میں درست نہیں خواہ وہ کھلی ہو یا پردہ کی آستین اور آزاد ہو یا
 لونڈی اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب لونڈی کا مالک لوگوں کو
 اس کے گیت سننے کے لئے جمع کرے تو وہ سفلیہ ہو اس کی گواہی نہ مانی جاوے گی اور یہ بھی نہیں
 سے منقول ہے کہ آپ لکڑی وغیرہ سے گت لگانا بڑی جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ
 زندیقوں کی ایجاد کی ہوئی ہے تاکہ اسکے باعث قرآن سے غافل ہو جائیں اور امام
 شافعی یہ بھی فرماتے ہیں کہ نزدیک سے کہیلنا زیادہ مکروہ ہے نسبت ملاہی کے دوسری
 چیز سے کہیلنے کے چنانچہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور میں شطرنج کہیلنا پسند نہیں کرتا
 اور بن چیز دکن لوگ کہیلتے ہیں میں سب کو مکروہ جانتا ہوں کیونکہ کہیلنا دین اور روتا
 والوں کا کام نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ نے راگ سے منع فرمایا اور فتویٰ دیا کہ جب
 کوئی لونڈی خریدے اور معلوم ہو کہ یہ گانیاں ہی تو شتر کی گوجاڑ ہے کہ اس کو سزا
 کر دے اور یہی مذہب تمام اہل مدینہ منورہ کا ہے سزا ایک شخص تھا ابراہیم بن سعد کے
 اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ان ملاہی کو سب کو بڑا جانتے تھے اور راگ سننے کو گناہ فرماتے
 تھے اور یہی حال تمام اہل کوفہ سفیان ثوری اور حماد اور ابراہیم اور شعبی وغیرہم کا
 ہے یہ سب اقوال ابوطیب طبری نے نقل کئے ہیں اور ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے بہت
 لوگوں کی باعث راگ کی نقل کی ہے اور فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب عبد اللہ
 بن جعفر اور ابن زبیر اور مغیرہ بن شعبہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہم نے سنا ہے

اور سب سے سلف صحابین صحابہ و تابعین نے اس کو سنا ہی اور یہ بھی ذکر کیا ہی کہ ہمارے
 نزدیک کہ کے اندر ہمیشہ حجاز و اکبر میں کے فہل و نون میں تبلیغ سنتے چلائے ہیں اور وہ
 ایسے چند روز نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ و کوا ذکر کا حکم فرمایا ہی جیسے ایام تشریق
 ہیں اور یہ مظلہ والوں کی طرح مدینہ منظرہ و اکبر ہمیشہ راگ سنتے رہے ہمارے اس زمانہ
 تک چنانچہ جتنے ابو مروان قاضی کو دیکھا کہ ان کے پاس چند لونڈیاں گائیوالی تھیں
 جسکو صوفیوں کے لئے رکھ کر چوڑا تھا وہ لوگوں کو راگ سنایا کرتی تھیں اور حضرت عطا
 رحمہ اللہ کے پاس دو لونڈیاں گائیوالی تھیں ان کے دوست اور کاراگ سنا کرتے تھے اور
 یہ بھی ابوطالب کا قول ہے کہ ابواسن بن سالم رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ تم راگ کا کیسے
 اکار کرتے ہو حالانکہ حضرت جنید اور سری سقطی اور ذوالنون رحمہم اللہ راگ سنا
 کرتے تھے اور نون نے کہا کہ میں اس کو کیسے اکار کروں کہ مجھ سے بہتر شخصوں نے اس کو
 جائزہ کر لیا ہے اور سنا ہی چنانچہ عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سنا کرتے تھے اور
 صرف اٹھارہ اور لعب کاراگ میں کیا کرتے تھے اور یحییٰ بن محاذ رحمہ اللہ سے مروی
 ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تین چیزیں ہم سے جانی رہیں اور اب وہ ہم کو ہمیشہ کم ہی ہوتی نظر
 آتی ہیں اول خوبصورت ہونا مع محفوظ رہنے کے دوسرے خوبی گفتار مع دیانت کے سوم
 بھائی بھندی وفا کے ساتھ اور پنے یہی قول بعینہ بعض کتابوں میں حارث محاسبی رحمہ
 سے منقول کیا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حارث محاسبی باوجود اپنے زہد اور حفاظت
 کے اور دین میں جدوجہد و آبادی کے راگ کو جائز جانتے تھے اور ابن مجاہد رحمہ اللہ
 کا دستور تھا کہ دعوت جب ہی منظور کرتے تھے کہ اس میں راگ بھی ہو اور کسی بزرگ سے
 مشغول ہے کہ ایک بار ہم ایک دعوت میں گئے حسین ابوالقاسم منیع کے نواسے اور ابوبکر

بن الوداد اور ابن مجاہد اور دوسرے انکے ہمسر رحمہم اللہ تھے اتنے میں راگ موجود ہوا ابن
مجاہد نے منبع کے نواسے کو ترغیب شروع کی کہ ابن ابی داؤد کو راگ سننے کو کہو ابن ابی داؤد
نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے نقل کی ہو کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ راگ کو برا جانتے
تھے اور میرا باپ بھی اسکو برا سمجھتا تھا اور میں اپنے باپ ہی کے مذہب پر ہوں اور
ابوالقاسم نے کہا کہ میرے نانا احمد بن منبع نے مجھ سے بیان کیا صالح بن احمد سے کہ انکا
باپ ابن خیازہ کا قول سنا کرتا تھا ابن مجاہد نے ابن ابی داؤد سے کہا کہ تم اپنے باپ
کے قول سے جھکنا معاف کرو اور ابوالقاسم سے کہا کہ تم اپنے نانا کے قول سے جھکنا معاف
رہو پیر ابو بکر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر کوئی ایک شعر پڑھے تو کیا وہ تمہارے نزدیک
حرام ہے ابن ابی داؤد نے کہا کہ نہیں پھر پوچھا کہ اگر وہ شخص پڑھنے والا خوش آواز
ہو تو اوپر شعر پڑھنا حرام ہو جائیگا انہوں نے کہا کہ نہیں پھر پوچھا کہ اگر شعر کو ایسی طرح
پڑھی کہ جو حمد و ثناء تھا وہ مقصور ہو جاوے اور مقصور محدود تو کیا اوپر حرام ہوگا ابو بکر
نے کہا کہ میں ایک شیطان پر تو غالب ہی نہیں آیا اب دو پر کیسے غالب ہوں اور انہوں
عقلانی اسود جو اولیائے حق تھے راگ سنتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے اور سماع کے
باب میں ایک کتاب لکھی ہے اس میں منکروں پر رد کیا ہے اور بہت
سے لوگوں نے منکروں کے اقوال کے رد میں کتابیں لکھی ہیں
اور کسی بزرگ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور اسکو
عرض کیا کہ آپ اس راگ کے باب میں کیا فرماتے ہیں جس میں ہمارے اصحاب اختلاف کرتے
ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ بے کدورت اور صاف ہے کہ ہر عالمون کے قدم کے اوپر
کوئی نہیں جھٹا اور مشاد دینوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ اس لاک میں سے آپ کچھ بڑا جانتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا
 کہ میں اس میں سے کچھ برا نہیں جانتا مگر اوس کے گدینا کہ اوس کے بیشتر قرآن پڑھا کرین اور حرم
 کے بعد قرآن ہی پر تمام کیا کرین اور طاہرین بلال ہدائی و راق جو علم میں سے تھے کہتے
 ہیں کہ میں مسجد جامع جدہ میں ہند کے کنارہ پر مسکن تھا کہ ایک روز ایک جماعت
 کو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ گارہو ہیں اور سنتے ہیں تپتے دل میں بڑا جاتا اور کہا
 کہ خدا تعالیٰ کے گھر میں شعر پڑھتے ہیں پس اسی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اسی گوشہ میں بیٹھے ہیں اور آپ کی برابر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
 عنہ ہیں اور حضرت صدیق اکبر کچھ شعر پڑھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب
 وسلم سنتے ہیں اور وجد کی ہی حالت میں ہو کر اپنا دست مبارک سینہ شریف پر رکھتے ہیں
 اپنے اپنے دل میں کہا کہ ہم کو نہیں مناسب تھا کہ جو لوگ اشعار میں بے تہی و انکو بڑا جاتوں
 یہاں تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب وسلم سنتے ہیں اور حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ سارے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف متوجہ
 ہو کر فرمایا کہ ہذا حق تعالیٰ یا یون فرمایا کہ حق تعالیٰ مجھ کو صحیح یا نہیں رہا کہ کونسا لفظ
 اور حضرت جنید جریڈ نے فرمایا کہ اس جماعت پر عین جگہوں میں رحمت اور ترقی ہو ایک کہانے
 کے وقت اسلئے کہ بد و نفاق کے یہ لوگ نہیں کہایا کرتے دوم باہم ذکر کر نیکی کے وقت کیونکہ
 بحر صدیقوں کے مفاہک اور کسی چیز کا ذکر نہیں کرتے سوم راگ سننے کی وقت اسوجہ سے
 کہ اوسکو وجد کے ساتھ سنتے ہیں اور حق کے سامنے ہوتے ہیں اور کہن جنت سے منقول
 ہے کہ وہ راگ سننے کی اجازت دیا کرتے تھے کسی نے اونے پوچھا کہ قیامت کے روز راگ لکے
 حسناات میں ہوگا یا پنہا سیات کے فرمایا کہ نہ حسناات میں ہوگا اور نہ سیات میں اسلئے کہ

مغزو کے مشابہ ہو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَدْخُلُ الْكُفْرُ الْإِسْلَامَ وَلَا الْكُفْرُ الْإِسْلَامَ
 کے باب میں منقول ہیں اور جو شخص تقلید میں حق کا طالب ہو تا ہی حجب وہ سب اقوال کو بکھڑکتا
 ہو تو بعض اوقات ایک دوسرے کے معارض یا کھیران رہ جاتا ہے یا جبر کو غیبت طبع کے دیکھی
 اور طرف مائل ہو جاتا ہے اور یہ امر نقصان میں داخل ہے بلکہ چاہئے کہ حق کو حق کے طور پر
 پر طالب کرے یعنی جتنی باتیں اوس میں منوع یا مباح معلوم ہوں ہر ایک کا حال دریافت کر
 تاکہ انجام کو امر حق واضح ہو جاوے جیسا کہ ہم ذکر کرتے ہیں :

بیان دوسرا سماع کے مباح ہونے کی دلیل میں

چاہنا چاہئے کہ جو شخص راگ کو حرام کہتے ہیں اوسکے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ اور سپر عذاب
 کر گیا اور یہ بات ایسی نہیں کہ صرف عقل سے معلوم ہو جاوے بلکہ اسکے لئے دلیل نقلی چاہئے
 اور شرعیات منحصر فی نص میں اور قیاس میں جو مخصوص چیز پر کیا جاوے اور نص سے ہماری
 غرض وہ بات ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول یا فعل سے ظاہر فرمایا ہو اور
 قیاس وہ معنی مراد میں جو آپ کے الفاظ اور افعال سے سمجھ میں آتے ہوں پس اگر کسی چیز
 میں نہ نص ہو نہ قیاس راست آتا ہو تو اس چیز کی حرمت کا قول باطل ہے بلکہ وہ چیز مذکور
 مباحات کی طرح تصور ہوگی کہ اوسکے فعل میں کچھ حرج نہیں آیا راگ کو جو ہم دیکھتے ہیں تو
 اوسکی حرمت پر نہ کوئی نص دلالت کرتی ہے اور نہ قیاس چنانچہ یہ امر بیان چہارم سے پایہ
 وضوح کو پہنچ گیا جس میں ہم نے قائلین حرمت کی دلیلوں کا جواب لکھا ہے اور حجب اونکی دلیلوں کا
 جواب پورا ہو جائیگا تو اباحت کے لئے یہ طریق کافی ہو گا مگر بیان دوسرے طریق ہم بیان کرتے
 ہیں اور کہتے ہیں کہ نص اور قیاس دونوں راگ کے مباح ہونے پر دلالت کرتے ہیں قیاس

تو اس طرح ہو کہ راک میں کئی باتیں مجتمع ہیں تو چاہئے کہ اول اون باتوں کو جدا جدا دیکھیں پھر
 مجموعہ پر غور کر لیا کریں یعنی راک کیا ہو کہ سننا آواز موزوں اور خوش کا جسکے معنی سمجھیں کہ
 اور ولک و حرکت دین تو اس تعریف میں وصف عام آواز خوش ہو پھر اسکی بھی دو قسمیں ہیں
 ایک موزوں اور ایک غیر موزوں اور موزوں بھی دو قسم کی ایک وہ کہ سمجھ میں آوے
 جیسے اشعار ہوتے ہیں اور ایک وہ کہ سمجھ میں نہ آوے جیسے جمادات اور حیوانات کی آوازیں
 میں پھر خوش آوازوں کا سننا باعتبار اچھا ہونیکے ایسی چیز نہیں کہ حرام ہو بلکہ نص اور
 قیاس کی روشنی میں قیاس تو یہ ہے کہ اوسکا مال یہ ہے کہ سمجھ میں آوے اپنی مخصوص چیز سے لے
 پاتا ہو اور انسان کے لئے ایک عقل اور پہنچ محواس ہیں اور ہر حاسہ کا ایک ادراک ہے اور جو
 چیزیں اوس کے مدد سے ہوتی ہیں ان میں سے بعض تو اوسکو ابھی معلوم ہوتی ہیں اور بعض
 بری مثلاً آنکھ کو سبزہ اور عیاری پانی اور اچھا چوہ اور تمام خوبصورت رنگوں کے دیکھنے سے
 لذت ہوتی ہے اور ہر سبیلے رنگوں اور بری صورتوں وغیرہ دیکھنے کو برا جانتی ہے اور سونگھنے کے
 حاسہ کو خوش بوونے لذت اور بد بوونے نفرت ہے اور آواز کے لذت چیزیں وغنی اور شیریں اور
 کٹھنی اور چٹ پٹی ابھی معلوم ہوتی ہیں اور تلخ اور بد مزہ کسیلی اور کٹھنی بری معلوم ہوتی ہیں
 اور حاسہ سونے کو نرمی اور چکنا چٹ اور برابر بری ابھی معلوم ہوتی ہے اور کہ دریا پین اور آواز
 نیچا بڑا معلوم ہوتا ہے اور عقل کو علم اور معرفت سے لذت ہے اور جہالت اور بلاد سے نفرت
 اور یہی حال اولن اشیا کا جو خواستہ سے معلوم ہوں کہ بعض لذت دینے والی جیسے بلبلاؤں
 کا چہا اور عمدہ باجون کی آواز اور بعض کو یہ ہونگی جیسے گدھے کی آواز تو اس حاسہ
 کی لذت کو اور حاسوں کی لذت پر قیاس کرنا نہایت ظاہر ہے اور نص سے بھی معلوم ہوتا ہے
 کہ سننا آواز خوش کا مباح ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بند و پیروں کو خوش سے احسان

جتنا یا جو چنانچہ ارشاد فرمایا یَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ كَيْتے ہیں کہ اس سزاوار خوش ہوا
 حدیث میں ہر ما بعث اللہ نبیا کلا حسن الصوت اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو
 قرآن کو آواز خوش سے پڑھو اللہ تعالیٰ اس کی تلاوت کو زیادہ مستحبی نسبت گائیوالی ہند
 کے حبیب و مالک اپنی لڑائی کے لڑکے کو اور ایک حدیث میں حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی صبح کے طور پر
 ارشاد ہے کہ وہ اپنے نفس پر فوجہ کرنے اور زبور کی تلاوت میں خوش آواز تھے یہاں تک کہ
 ان کی آواز سننے کو انسان اور جن اور وحشی اور پرند جمع ہو کر تھے تھے اور آپ کی مجلس سے
 چار سو کے قریب جنازہ اٹھا کرتے تھے کئی وقتوں میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تعریف میں فرمایا لقد اعطی
 عز امیرال داؤد اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان انکم لاصوات لصوت الحمید اپنے
 مفہوم سے آواز خوش کی صبح پر دلالت کرتا ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ آواز خوش صبح اشراط
 سے ہو کہ قرآن کی تلاوت میں ہو تو اس کو یہ کہنا بھی ضرور ہوگا کہ آواز بیل کا سننا حرام
 ہے کیونکہ وہ بھی قرآن خوانی نہیں اور اگر صوت بیل بمعنی کا سننا درست ہو تو جس کی آواز خوش
 میں حکمت اور معنی صحیح پائے جاوین اور کا سننا کیونکہ ناجائز ہوگا اور ظاہر ہو کہ بعض
 اشعار سراسر حکمت ہوتے ہیں یہ بحث تو خوش آوازی میں ہوئی اب دوسری بات کی بحث
 کرتے ہیں یعنی خوش آوازی کے ساتھ موزونی بھی ہو کہ وزن اور چیز ہے اور حسن اور
 چیز اکثر ایسا ہوتا ہو کہ آواز اچھی ہوتی ہو مگر وزن نہیں ہوتا اور بعض اوقات موزون
 ہوتی ہو اچھی نہیں ہوتی اور موزون آوازیں بلحاظ اپنے مخارج کے تین ہیں ایک وہ
 کہ جہاد سے نکلیں جیسے مزاسیر اور نارون کی آوازیں اور لکڑی کی گت اور ڈھول کی
 آواز ہو دوسری وہ کہ انسان کے گلے سے نکلیں تیسری وہ کہ حیوان کے گلے سے نکلیں

جیسے بلیوں اور قریون اور دوسرے جانوروں خوش اسمان سبب والوں کی آواز کلاس
قسم کی آوازیں بھی ہوتی ہیں اور مردوں بھی اور ان کا آغاز و انجام متناسب
ہوتا ہے اور اسی جہت سے ان کا سننا اچھا معلوم ہوتا ہے اور آوازیں میں اصل حیوانات
کے گلے ہیں کہ مزاسیر کو انہیں کے مشابہ بنالیا ہے تاکہ صنعت خلقت کے مشابہ ہو جاوے
اور جتنی چیزیں کہ کاریگروں نے ایجاد کی ہیں کوئی ایسی نہیں جسکی مثال خدا تعالیٰ کی
مخلوق میں نہواقل میں ان فیاض نے اسکو اختراع فرمایا پھر اس کا ریکروٹ سیکھ کر
خالق کا اقتدا کیا اور اسکی شرح طول چاہتی ہو حاصل یہ کہ ان آوازیں کا سننا نہ
ہو سکتا اسوجہ سے کہ اچھی ہیں یا سوزوں ہیں کیونکہ کسی کا مذہب یہ نہیں کہ بلی کی آواز
سننا حرام ہو یا کسی اور پرند کی اور سب پرندوں کے گلے یکساں ہیں ایک کی حرام ہو
اور دوسرے کی نہ ہو یہ ہونہیں سکتا اور نہ جماد و حیوان میں کچھ فرق ہے کہ حیوان کی
آواز تو درست ہو اور جماد کی نا درست تو چاہئے کہ جتنی آوازیں تمام اجسام سے آدمی
کے اختیار سے نکلتی ہیں انکو بلی کی آواز پر قیاس کیا جائے مثلاً جو آدمی کے حلق سے
نکلے یا لکڑی سے گت لگا دے یا ڈھول کی اور دف وغیرہ بجاوے سب جائز ہو وین اور
انہیں سے انکا سننا کیا جائے جنکو شرع نے منع کیا ہے یعنی آلات لہوا و تار کے بلبلے اور
انکی حرمت لذت کے باعث نہیں اسلئے کہ اگر لذت کیوجہ سے یہ چیزیں حرام ہوتیں تو
جن چیزوں سے آدمی لذت پاتا ہے سب حرام ہوتیں بلکہ انکی حرمت کی بہ وجہ ہے کہ گو گوگو
شراب کی حرص زیادہ تھی اسلئے اسکی حرمت اس درجہ کو سخت ہوئی کہ ابتدائیں منکوح
توڑنے کا حکم ہوا اور اسی کی حرمت کے لحاظ سے جو بانیں کہ میخوار و کج شمار ہیں جتنیں
مثل مزاسیر وغیرہ کے وہ بھی حرام ہوتیں کہ یہ چیزیں اسکی توابع ہیں جیسے اجنبی عورت

کے بارے

کے ساتھ خلوت حرام ہے اس پر ہے کہ وہ مقدمہ ہی جامع کا یا جیسے ران کا دیکھنا حرام ہو اگر بیٹا
 و یا خانہ کے مقام سے ملحق ہے اور شراب مقدار قلیل حرام ہوئی گو نشہ نہ کرے اس لئے کہ تھوڑے کی
 عادی ہونا بہت کی زحمت ہو پچائیگا اور جتنی چیزیں حرام ہیں ان کے لئے ایک حد اور اٹھا
 اون کے متصل ہے کہ حرمت اس تک پہنچے کہ ہر تھوڑا کہ حرام کی آڑ اور مانع اس کے پاس ہے
 جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بادشاہ کا ایک رمنہ ہوتا ہے اور
 اللہ تعالیٰ کا رمنہ اس کے محرمات ہیں غرض کہ مزا میر وغیرہ کی حرمت شراب کی تبعیت کی وجہ سے
 ہوئی ہے اور اس کے تین سبب ہیں **اول** یہ کہ یہ چیزیں جو نوشی کی طرف بلاتے ہیں کیونکہ
 جودت ان سے حاصل ہوتی ہے وہ شراب ہی سے کامل ہوتی ہے اور اسی سبب تھوڑی سی شراب
 حرام ہوئی کہ بہت کی طرف داعی ہوتی ہے و دوسرے سبب یہ کہ جسکو شراب چھوڑے تھوڑے دن
 ہونے ہوں اسکو یہ آلات وہی شراب کے چلنے یا دلواتے ہیں تو یہ یاد کا سبب پڑتے ہیں
 اور یاد سے شوق اور بھرتا ہی اور شوق جب زیادہ او بھرتا ہی تو وہ فعل پر جرات کا سبب
 ہوتا ہے اور اسی علت کے باعث ابتدا میں دُبا اور مروت اور خفیم اور نفیر کہ خاص شراب ہی
 کے برتن ہوتے تھے منع الاستعمال ہوئے کیونکہ ان برتنوں کے دیکھنے سے شراب یاد آتی تھی
 اور یہ علت پہلی علت سے جدا ہے کیونکہ پہلی میں تذکرہ لذت مستبر تھا اور یہاں معتبر ہے پس اگر
 راگ ایسی طرح ہو کہ جو شخص پیواری کے ساتھ سنے کا عادی ہو اسکو پیواری یاد دلائے
 تو وہ شخص راگ سے اسکو بچنے کی وجہ سے کیا جاوے گا نیز اس سبب سے کہ ان آلات پر اجتماع کرنا اور
 کی عادت ہے تو انکی مشابہت منع کیا گیا کیونکہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ انہیں میں
 سے ہوتا ہے اور اس علت کے سبب ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی سنت کو اہل بدعت نے اپنا شعار کر لیا ہو
 تو انکی مشابہت کے خون سے اس سنت کا ترک کرنا جائز ہے اور اسی علت کی وجہ سے دور و بجا

حرام ہو کہ اس کو بندہ رو الے بجاتے ہیں اور سابقین میں بھرے سجایا کرتے تھے اگر
 اس میں مشابہت نہوتی تو یہ بھی مثل حج کے یا جاماد کے ڈھول کے ہوتا اور اسی علت پر یہ
 مستفرد ہو کہ اگر کوئی لوگ ایک مجلس میں کریں اور اوس میں آلات موسیقی اور پیالہ شراب کے
 جمع کریں اور ان میں کچھ نہیں ڈالیں اور ایک ساتی مقرر کریں کہ وہ اونکو بہرہ پر لگا داور
 ساتی سے لیکر پیٹے جاوین اور اپنی بولیاں معمولی شراب نوشی کی بولتے جاوین تو یہ
 فعل حرام ہوگا اگرچہ کچھ نہیں کا مینا مسباح ہو مگر چونکہ اہل فساد کی صورت پر اس کو پیالہ
 پینا حرام ہوا اور اس وجہ سے قبا پہننے اور سر کے بالوں کے پٹے رکھانے سے اون تینوں
 میں منع کیا جائے جہاں یہ طور اہل فساد کا ہوا اور ماوراء النہر کے شہروں میں چونکہ یہ
 طور اہل صلاح کا ہی منع کرنا چاہیے حاصل یہ ہو کہ ان میں تینوں علتوں کے سبب سے حرام
 عراقی اور تارون کے باجے مثل عود اور چنگا اور رباب اور سازنگی وغیرہ کے حرام ہوئے
 اور انکے سوا اور باجے اپنی اصل پر قیاس کئے گئے جیسے شاہین حیر و انبوں اور حاجیوں
 کے اور شاہین ڈھول والوں کے اور نقارہ اور جن آلات میں سے اچھی آواز موزوں
 نکلتی ہو اور سے نوشون کی عادت اونکے بجانے کی نہیں وہ سب اسلئے مسباح ہوئے کہ نہ
 شراب سے متعلق ہیں اور نہ اوسکی یاد دلاتے ہیں اور نہ شائق موسیقی کرتے ہیں اور نہ
 موجب مشابہت اوس فرقہ کے ہیں اسلئے اصل اباحت پر مثل پرندوں کی آواز کے باقی
 رہی بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تارون کے باجے کو ناموزون سمجھے کہ اوس لذت
 ہی نہوتی ہی وہ حرام ہی اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اذکی حرمت میں علت صرف لذت
 نہیں اور نہ طیب ہونا بلکہ قیاس کی رو سے طیبات حلال ہیں بجز اونکے جنکی علت ہر
 کوئی فساد ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی قل من حرم منیر نیۃ اللہ الی الخرج لعلیہ

اَللّٰہِیَّاتِ مِنَ الرِّمَقِ توبہ اورین اس جہت سے حرام نہیں کہ وہ موزون میں ہو بلکہ
 انکی حرمت ایک امر عارض کی جہت سے اور امور عارضہ جیسے باعث راگ حرام ہوتا ہی ہم صلی
 بیان میں ذکر کرینگے تیسری بات راگ میں یہ ہے کہ سمجھ میں آتا ہی یعنی شعر ہوتا ہی اور شعر
 انسان ہی کے گلے سے نکلتا ہی تو قطعاً مباح ہوا اسکے کہ اب فقط اتنی زیادتی ہوئی کہ
 کلام مفہوم ہو گیا اور کلام مفہوم حرام نہیں اور آواز طیب اور موزون ہی حرام نہیں تو
 جب افراد حرام نہیں ہوتے تو مجموعہ کیسے حرام ہوگا یا ان اسباب کو دیکھا چاہئے کہ شعر میں سے
 کیا مضمون سمجھ میں آتا ہی اگر اسکا مفہوم امر ممنوع تو اسکے شر اور نظم و نون حرام ہیں اور
 اسکو موندہ سے نکالنا ہی حرام ہی خواہ نغمہ کے ساتھ ہو یا نہ ہو اور اس باب میں حق وہی جو
 امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ شعر ایک کلام ہی اگر چاہی تو چاہی اور بُرا ہی تو بُرا ہی جب
 شعر کا پڑھنا بد و ن آواز نغمہ کے درست ہی تو نغمہ کے ساتھ ہی درست ہی اسکے کہ جب افراد
 مباح ہوتے ہیں تو مجموعہ بھی مباح ہوگا اور ایک مباح کو دوسرے ملاتے ہیں تو کل حرام نہیں
 ہوتا بشرطیکہ مجموعہ متضمن کسی امر ممنوع کا نہ ہو اور وہین نہ پایا جاتا ہو اور راگ میں کوئی مجموعہ
 بات پائی نہیں جاتی اور شعر پڑھنے کا انکار کیسے ہو سکتا ہی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم کے سامنے شعر پڑھا گیا ہو اور آپ نے فرمایا ان من الشعر حكمة اور حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے اس مضمون کا شعر پڑھا ہی شعر

گئے وہ لوگ بکوعیش تھا بکی حمایت میں | میں بچھو نہیں ہی سطر ح جیسے جلد آخر تک

اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 اصحابہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ
 عنہ کو بخار پڑا اور ان دنوں مدینہ منورہ میں وبا تھی تیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

عشہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے پدر مہربان کیا حال ہو اور بلال سے پوچھا کہ تم کیسے ہو
تو حضرت صدیق اکبر کو جب بخار پڑا تھا تو اس مضمون کا شعر پڑھتے تھے

ہر ایک شخص کو ہوتی ہو صبح گہرین کو
شرک نعل سے ہی موت ہو قریب دوست

اور بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اور تر تا تو بلند آواز سے یوں کہتے قطع

کاش میں جانتا کب اور توڑ لگاؤں نادین
یا مجنہ کے ہو چشموں پہ کبھی سبھا گذر
اذ خرا یک سمت کو ہو مجھ سے اور اک سو پھیل
یا کسی وز پڑے شامہ نظر اور طیف سل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس حال کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ واصحابہ وسلم کو کر دی آپ نے دعا مانگی کہ اے الہی ہو کہ مدینہ ایسا محبوب کر دے جیسا ہم کہ سے
محبت رکھتے ہیں یا ادس ہی زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سب سے
طیبہ کی بنائے میں لوگوں کے ساتھ ایٹھن اوٹھاتے تھے اور بیٹھنوں ارشاد فرماتے تھے

یہ شتر ہیں نہ شتر خبر کے
یہ تو اچھے ہیں کہین اور اطہر

اور ایک بار اپنے پیہی فرمایا ہر شعر

میش ہے کہ یا الہی تو ہے عیش آخرت
اہل ہجرت اور میرے انصار کو کر رحمت

اور یہ مضمون صحیحین میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حسان بن ثابت
رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھا کرتے تھے کہ وہ اوپر کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فخر بیان کرتے اور کفار سے اشعار میں سباحہ اور خصوصیت کرتے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ حسان کو روح القدس سے تائید کرتا
ہے جب تک وہ خصوصیت اور مفاخرت اور سبکی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف
سے کرتا ہو اور جب نابغہ نے اپنا شعر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے پڑھا

تو آپ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے نہ توڑیو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
 ہیں کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس شعر پڑھا کرتے تھے اور آپ
 تبسم فرمایا کرتے تھے اور عربین شریک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے سو قافیہ امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سے پڑھی
 تھر بار آپ بھی فرماتے تھے کہ اور پڑھو پھر آپ نے فرمایا کہ یہ شاعر تو اپنے اشعار میں گویا سہل
 اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 کے لئے حدیثی ٹھہرتی تھی انجشہ ایک علام تو عورتوں کے لئے حدی پڑھتا تھا اور برابر بن مالک
 مردوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انجشہ کو ارشاد فرمایا کہ اونٹ ہانکنے میں
 نرمی کر کہ اونکے سوار شیشہ کے برتن ہیں اور حدی خوانی اونٹوں کے پیچھے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ہمیشہ رہی اور وہ اشعار ہی
 ہوتے ہیں کہ خوش آوازی اور موزونی نغموں سے بڑے جاتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے
 کسی کا اسکا انکار منقول نہیں ہوا بلکہ بعض اوقات اسکی التجا کیا کرتے تھے یا اونٹوں کی حرکت
 کیواسطے یا خود لذت حاصل کرنے کے لئے پس اگر اس جہت سے بھی حرام نہیں ہو سکتا کہ وہ کلام
 لذت منعموم ہو اور آواز خوش اور نغمہ موزون اور ادا کیا جاتا ہو چوتھی بات راگین یہ ہے کہ
 دل کو حرکت دیتا ہو اور جو چیز اس پر غالب ہوتی ہو اسکو او بہارتا ہو تو اس میں ہم یہ کہتے ہیں
 کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے کہ موزون نغموں کو رواج کو ساتھ مناسبت رکھی ہو یا نہ کہ وہ
 ارواح میں عجب تاثیر کرتے ہیں مثلاً بعض نغمات سے سرور ہوتا ہو اور بعض سے غم کسی سے نیند آتی
 ہو کسی سے ہنسی کسی میں یہ اثر ہے کہ اویس موزونیت کی حرکتیں ہاتھ اور پاؤں اور سر
 وغیرہ اعضا میں پیدا کر دیتا ہو اور یہ گمان کرنا چاہئے کہ یہ بات شعر کے معانی سمجھنے کی

ہوتی ہو بلکہ تارو کی نعمت سے ہی یہی حال ہوتا ہی تھا تک کہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو بہار اور
 اس کے مگوانے اور سارا داراؤ کے نعمت حرکت ندین تو وہ مزاج کا خراب ہے، اسکی کوئی تدبیر نہیں
 اور معنی کے سمجھنے سے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہاں تو ذرا سے بچوں میں ہی پایا جاتا ہے کہ جہاں کوئی
 خوش سے لوری دی وہ رونہا چوڑ کر چپکا اوی آواز کو سنتا ہے اور اونٹ یا دوجہ ڈھی ہونے
 کے حدیسی ایسا اثر پاتا ہے کہ بہاری بہاری بوجہ اس کے سبب ہلکی جانتا ہے اور شدت نشانی
 میں بڑی مسافت کو توڑی سمجھتا ہے اور حدی کا نشہ اس کو ایسا پڑھتا ہے کہ بڑے بیابان
 میں جب بوجہ اور محل سے تھکتا ہے تو جہاں آواز حدی کی سنی گروں بڑھاتا ہے اور کان آواز
 حدی کی طرن لگا کر جلد چلتا ہے حتیٰ کہ بوجہ اور محل سب ہل چکر دیکھتے ہو جاتے ہیں اور بعض
 اوقات بوجہ کی زیادتی اور سخت چلنے سے ہلاک بھی ہو جاتا ہے مگر اس وقت حدی کے سہارے
 میں اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا چنانچہ ابو بکر محمد بن داؤد دینوری رحمہ اللہ جو رقی کے
 نام سے مشہور ہیں نقل کرتے ہیں کہ میں جنگل میں تھا کہ ایک قبیلہ عرب کا مجھ کو ملا اور میں ایک
 شخص نے میری دعوت کی اور اپنے خیمہ میں لیگیا خیمہ میں گھسکر دیکھا کہ ایک غلام سیاہ مقید ہے
 اور چند اونٹ پیش دروازہ میرے بڑے ہیں اور ایک جو باقی ہے وہ بھی اتنا ڈبلا اور مضطرب
 ہے کہ میرے قریب آس غلام نے مجھ سے کہا کہ تم مہمان ہو اور تمہارا حق ہے تم میری سفارش
 میرے آقا سے کرو کہ وہ مہمانوں کی خاطر کرنا ہے تمہاری سفارش اتنی بات کے لئے روکر گیا
 اور غالباً مجھ کو قید سے چوڑ دیا جب وہ شخص کھانا لایا بیٹھے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ جب
 تم اس غلام کے باب میں میری سفارش منظور کرو گے میں کھانا نہ کھاؤں گا اس شخص نے کہا
 کہ اس غلام نے تو مجھ کو محتاج کر دیا میرا سارا مال مار ڈالا مینے پوچھا کہ اسے کیا کیا اس نے کہا کہ
 میری گذران اونٹوں کے کرایہ پر تھی اس نے اپنا بوجہ بہت لاد اسکی آواز اچھی تھی جیسا سننے

حکایت ابو بکر محمد بن داؤد دینوری

حدی پڑھی تو تین دن کی راہ ایک دن میں طر کر گئے جب اونکے بوجھاؤ تارے گئے تو
 سب در گئے صحن ایک رہ گیا ہی کہ وہ بھی قریب الگ ہو کر قمر میرے ہمان ہو تمہاری خاطر
 میں یہ غلام نکو بہ کیا تھے چاہا کہ اوسکی آواز سنوں صبح کو اوسنے غلام سے کہا کہ حدی پڑھ
 اور وہ اوسوقت ایک کنوین سے پانی کا اونٹ لئے آتا تھا جب اوسنے اپنی آواز بلند کی
 تو وہ اونٹ ادھر ادھر دوڑنے لگا اور سب رسیاں توڑ ڈالیں اور میں بھی موندہ کے
 بل گر پڑا جھکوں گان نہیں ہوتا کہ میں اوس سے کچھ آواز کہی سنی ہو اس سے معلوم ہوا کہ راگ
 کی تاثیر دلون میں محسوس ہوتی ہو اور جس شخص کو راگ سے حرکت نہ تو وہ ناقص و راجعہ
 سے ہٹا ہوا اور روحانیت سے دور اور اونٹوں اور پرندوں بلکہ تمام بہائم طبعیت
 میں کشیف تر ہو اسلئے کہ موزوں نفوس سے سب کو اثر ہوتا ہو شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

اشتر بشعر عرب در حالت سست و طلب | اگر ذوق نیست ترا کہ طبع جانور سے

اور اسبوجہ سے پرند حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سننے کو ہوا میں
 ٹہیر جاتے تھے اور جس صورت میں کہ راگ کو دلیں تاثیر کرنے کے لحاظ سے خیال کریں تو اس پر
 مطلق اباحت یا مطلق حرمت کا حکم کرنا درست نہیں بلکہ یہاں احوال و شخص خاص کے اعتبار
 اور طریق نغمات کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہو اور اس کا حکم وہی ہو جو دل کے اندر
 کی چیز کا حکم ہو ابو سلیمان حمہ اللہ نے فرمایا کہ راگ دلیں وہ بات نہیں پیدا کرتا ہی جو اس میں
 معبود نہ ہو بلکہ جو بات دیکھے اندر ہوتی ہو اس کو حرکت دے دیتا ہو غرض کہ کلمات تقفی اور زور
 کا لگانا چند موقع پر خاص غرضوں کے لئے و سنو یہ جیسے دلیں اثر پیدا ہوا کرتا ہو اور
 وہ سات جگہ میں اول حاجیوں کا گانا کہ وہ اول شہر ون میں نقارہ اور
 شاہین بجاتے ہیں اور راگ گاتے پھر کرتے ہیں اور یہ اس مباح ہو اسلئے کہ ان اشعار میں

تقرین کعبہ اور مقام ابراہیم اور زمزم اور حطیم اور دوسرے مقامات مبارکہ کی اور جنگل وغیرہ
کا ذکر ہوتا ہے اور اسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ اگر شوق پہلے سے ہوتا ہے تو جہت اشتیاق
دور بالا ہو جاتا ہے اور شوق اور سقت اور بہرہ کما ہوتا ہے اور چھوٹے کچھ کار ثواب ہے اور اسکا شوق
اچھا ہے تو شوق کا پیدا کرنا خواہ کسی چیز سے ہو اچھا ہی ہوگا اور جیسے وعظا کئے والے کو جانتا
ہے کہ وعظ میں کلام منظوم اور مقفی پڑھ کر اور غائے کعبہ اور انفال حج اور اسکا ثواب بیان کر
لوگوں کو حج کا اشتیاق بڑا دے تو دوسرے شخص کو بھی جائز ہوگا کہ نظم و کلام سے شوق عرب
کا اور سبک اسلئے کہ وزن و قافیہ جب کلام میں ہوتا ہے تو کلام کی تاثیر دلیں نہ یادہ ہوتی ہے
اور جب اوپر آواز خوش اور نغمہ و کلام ہی زیادہ ہو تو اور زیادہ اثر ہوتا ہے اور اگر
نقارہ اور شایین اور گیت ہو تو تاثیر گہنی ہوتی ہے اور یہ سب امور جائز ہیں بشرطیکہ انہیں
مزمار و ترانہ کے بابے جو شراب خماروں کے متغے ہیں داخل نہوں ہوں اگر اس راگ سے اور
شخص کا شوق دلانا منظور ہو جسکو حج کو جانا جائز نہیں تھا ایک شخص فرض حج ادا کر چکا
اور اب اس کے ماباپ اسکو جانے کی اجازت نہیں دیتے تو اس کے حق میں حج کو جانا حرام
ہے اور راگ سے اسکو شوق حج کا دلانا بھی حرام ہے اسلئے کہ حرام بات کا شوق دلانا بھی حرام
ہے خواہ راگ سے ہو یا کسی اور چیز سے اسبطح اگر راستہ مامون نہوا کر شریف ہی ہو تب مزین
تب بھی تحریک اور تشویق جائز نہیں و و م وہ اشعار جسکے غازی عاوی
ہیں لوگوں کو جہاد پر ابھارنے کے لئے وہ بھی مباح ہیں جیسے عابیون کو مباح ہیں مگر
چاہئے کہ غازیون کے اشعار اور انکے گانے کے طریق اور بیون اور عابیون کے جملہ کتب
جہاد کا شوق بیان شجاعت اور کافرون پر غیظ و غضب کی تحریک اور نفس و مال کو جہاد کے
سامنے حقیر جاننے سے اور بہادری کے اشعار سے ہوتا ہے جیسے مستنبی نے اس مضمون کا ایک شعر لکھا

مرے نہ توجہ نہ تیغ ہو کے عروت سے تو پر مر گیا کبھی خواری اور ذلت سے

اور دوسرا شعر اسی مضمون کا اوسنے کہا ہے شعر

نامر و بزولی کو سمجھتے ہیں احتیاط پر اصل میں یہ دہوکا ہو طبع لئیم کا

اور کسی دوسرے شعر ہے شعر

اے برادر تو حدیث بلوی کو سن لے باغ فردوس ہے ہوا کے سایہ کے تلے

غرض کہ اشعار شجاعت کے طریق جدا گانہ ہیں اور تشوین کے جدا گانہ اور شجاع بنانا امر مباح
ہو جو وقت جہاد مباح ہوا اور سب سے اوس وقت کہ جہاد مستحب ہو مگر اومنین لوگوں کے نفی میں
جسکو جہاد میں جانا جائز ہو سو وہ اشعار حقیقہ و بہا اور مقابلہ کے وقت پڑھتی
ہیں اونسے مقصود یہ ہوتا ہے کہ نفس شجاعت کرے اور مدد گار ولیہی پر اقدام کریں اور
لڑنے میں اوکو سرور و خوش کرے ان اشعار میں شجاعت اور فتح کی تعریف ہوتی ہے اگر الفاظ
عمرہ اور آواز اچھی ہوتی ہے تو دلیرانہ بہت ہوتا ہے اور انکا پڑھنا ہی مباح لڑائی میں مباح
اور مستحب میں مستحب ہوتا ہے اور مسلمانوں سے جنگ کرنے میں ممنوع ہے اسبطرح ذمیون کے لڑنے
اور دوسری لڑائیوں میں کہ ممنوع ہوں انکا پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ ممنوع بات کا شوق
دلانا ہی ممنوع ہے اور ان اشعار کا پڑھنا بہادران صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے جیسے
حضرت امام الاشجعین علی بن ابیطالب اور حضرت سیف اللہ المسلول خالد بن ولید رضی اللہ
عنہ وغیرہا ایسا کرتے تھے اور اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ غازیون کے لشکر میں شاہین کا
بچانا نہ چاہیے اسلئے کہ آواز اوسکی نرم کنندہ اور رنج پیدا کرنے والی ہے عقدہ شجاعت اگر
ٹوٹ بیٹھے ہو جاتے ہیں اور نفس کی جستی تبدیل ہوتی ہے اور اہل و عیال و وطن کا شور
پیدا ہوتا ہے اور جنگ میں کشت پڑتی ہے اسبطرح جتنی آوازیں اور نجات کہ دیکھو نرم کریں

اور حزن میں مبتلا کریں وہ بہادری دلائی والی نعمات کے مخالف ہیں تو جو کوئی ان کو
 اس نفع سے بڑھ کر دل میں نہ جائیں اور جنگ میں فوراً بڑھاوے تو وہ گنہگارِ نافرمان
 ہو گا۔ ان اگر قتال ممنوع ہو اور اس سے دل بہانے کی نیت سے گر جائے تو طبع ہو گا چہرہ مہم
 نوحہ کی آوازیں اور نعمات میں اور ان کی تاثیر یہ ہو کہ حزن کو اور بہار تیریں
 اور برونا اور ہمیشہ کو اور اس کرنا اور نکا اثر ہو اور حزن و وطح کا ہو ایک اچھا اور ایک
 بُرا اثر نہ مہم تو وہ ہو جو فوت ہوئی چیزوں پر ہو کہ خدا اُتالے اور پھر غم نہ کرے لہذا
 فرمایا اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مَا فَکَکَہُ اور مرد و پیر غم کرنا ہی اسی میں داخل ہے کیونکہ گویا
 اکی پر ناراض ہونا اور ایسی چیز پر افسوس کرنا ہی جس کے لئے کچھ ہمارا نہیں تو اس طرح کا
 حزن چونکہ مذموم ہے اسلئے نوحہ سے اس کو اور بہار نا ہی بُرا ہے اور زمین و جہ نوحہ کرنے سے
 صریح نہی آگئی ہے اور حزن محمود وہ ہے کہ آدمی امرِ دین میں اپنے قاصر ہونے اور اپنی
 خطاؤں کو یاد کرنے پر حزن کرے اور اس کے لئے رونا اور رونی صورت بنانی اور
 غم کی صورت کرنی اچھی ہے اور اسی پر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام روئے تھے
 تو اس غم کی تحریک اور تقویت اچھی ہے کیونکہ اس سے تدارک کی آوازیں ہوتی ہیں اور اسی سے
 حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوحہ کرنا اچھا تھا کیونکہ دوامِ حزن اور
 کثرتِ گریہ خطاؤں اور گناہوں کے باعث سے تھی چنانچہ آپ خود غم کرتے اور دوسروں
 کو دلاتے حتیٰ کہ آپ کو نوحہ کی مجلس میں سے جنازہ اٹھتے تھے اور یہ نوحہ الفاظ اور نغمہ سے کرتے
 تھے اور ایسا نوحہ اچھا ہے کیونکہ جو اچھی بات کی طرف پہنچائے وہ اچھا ہے اور اس بنا پر اگر
 کوئی واعظ خوش آواز منبر پر سخن سے کچھ اشعار غم میں ڈالنے والے اور دل نرم کرنے والے
 بڑے یا رونا اور رونی صورت اسلئے بناوے کہ دوسرے لوگ اپنی خطاؤں پر غم کریں تو اس کو

یہ افعال حرام نہ ہونگے پنجم خوشی کے اوقات میں سرور کی تاکید کئے گانا کہ یہ
 صباح ہی ہے بشرطیکہ وہ سرور صباح ہو جیسے ایام عیدین اور شادی کی تقریبوں میں اور
 غائب شخص کے آنے میں اور ولیمہ اور حقیقہ اور لڑکا پیدا ہونے اور ختنہ اور حفظ قرآن مجید
 میں سرور کی جہت سے گانا صباح ہو اور وجہ اس راگ کے جائز ہونے کی یہ ہے کہ احسان سے
 بعض ایسے ہیں کہ ان سے خوشی اور آئینہ اور سرور اور برتے ہیں تو جن موقعوں میں سرور
 جائز ہو ان میں سرور کا اوہار نا بھی درست ہو اور دلیل نقلی اسکے جواز کی یہ ہے کہ جب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو اپنے قدمِ منیت لروم سے رشک
 روضہ رضوان فرمایا تو عورتیں چپتو نہ روئے بجا اگر گیت کی طرح یہ گاتی تھیں شعر
 بدرطالع گشت برما از ثنائے وداع | شکر واجب بہت بر ما تا و عا داعی کند

تو چونکہ یہ حضرت کی تشریف آوری کا سرور تھا اور وہ سرور عمدہ تھا تو اس کا ظاہر
 کرنا شعر و نغمات اور اوجھلے اور حرکات سے بھی چاہی تھا اور بعض اصحاب رضی اللہ عنہم
 سے مروی ہے کہ ان کو جب سرور ہوا تو ایک ٹانگ پر خوشی کے مارے اوجھلتے تھے چنانچہ ان کا
 حال احکامِ قص میں آویگا اور یہ بات ہر آنیوالے کے آنے میں جائز ہو جسکے آنے میں خوشی
 درست ہو اور اس باب میں سرور میں سے جو سبب صباح ہو اس میں بھی درست ہو اور
 اوپر وہ روایت دلالت کرتی ہے جو صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
 انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب کو اپنی چادر چھپا دیتی
 اور میں جیشوں کو دیکھا کرتی کہ مسجد میں کیلا کرتے تھے یہاں تک کہ میں خود ہی تھک جاتی
 تو اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نوعمری کے لحاظ سے کہ اس عمر میں عورتیں حریص کھیل کی
 ہوتی ہیں خیال کر لو کہ کتنی دیر کھڑی ہوتی ہو مگر کہ تھک جاتی تھیں اور بخاری و مسلم نے

یہ حدیث عقیل کی رہبری اور نون کے عروج اور نون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 کی جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لگئے اور
 انکے پاس دو لڑکیاں یا مہنی بن و بن بجاتی اور ناپتی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم تمام بدن مبارک چادر چپائے ہوئے تھے اور ان کو کسین کو حضرت صدیق
 اکبر نے چھڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک کو لکھ فرمایا کہ اے ابوبکر
 انکو جانے دو اور کہہ دے کہ یہ عید کے دن ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
 ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا کہ جب کو اپنی چادر میں چپائے
 تھے اور میں جیشیوں کا تماشہ دیکھ رہی تھی اور وہ مسجد میں کھیل رہے تھے پس حضرت عمر رضی
 اللہ عنہ نے انکو ہڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انکو فرمایا کہ اے بنی ہارثہ
 تم بیوقوف رہو اور عرب بن حارث نے جو ابن شہاب سے حدیث روایت کی ہوا وہ میں ہی اسطرح
 ہوا تھا وہ میں یہ کہ دو نون لڑکیاں گاتی اور بجاتی تھیں اور حدیث ابوطاہر بن
 ابن و جبکہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یوں ہو کہ بخدا میں نے حضرت رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا جو کہ میرے چہرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوتے اور پیشی
 مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں اپنے ہتھیاروں کا تماشہ کرتے اور آپ اپنی
 چادر سے جبکہ چپا دیئے کہ میں انکا تماشہ دیکھوں چہرہ میری خاطر کھڑے رہتے یہاں تک کہ
 میں خود ہی ہٹ جاتی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ فرمایا کہ میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سامنے گھڑیوں کی سیلا کرتی اور میری ساتھیوں
 میرے پاس آ کر تین اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حیا کر کے گھڑی
 میں گھس جاتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انکو میرے پاس ہی جہد یا کرتے

تاکہ وہ سیر ساتھ کیلیں اور ایک روایت میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
 ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیا بین اونہوں نے عرض کی کہ
 میری گڑبان ہیں اپنے فرمایا کہ انکے پیچ میں جو نظر آتا ہو وہ کیا ہو اونہوں نے عرض کیا کہ
 گھوڑا ہوتا ہے فرمایا کہ اس گھوڑے کے ادھر او دہر کیا ہیں اپنے عرض کیا کہ اوڑنیکے پر ہیں
 اپنے فرمایا کہ گھوڑے کے دو بازو ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپے منہا
 نہیں کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھوڑوں کے پر تھے حضرت عائشہ رضی
 عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اسکو سنکر اتنا ہنسے کہ آپ کی چلیاں
 ظاہر ہو گئیں اور سہارنزدیک حدیث لڑکیوں کی عادت پر محمول ہو کہ تصویر مٹی یا کپڑے کی
 بدون پوری صورت کے بنا لیتی ہیں پختانچہ بعض روایت میں آیا ہو کہ اس گھوڑے کے
 دو پر کپڑے کے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ میرے پاس آنحضرت صلی
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے اسوقت کہ میرے پاس دو لڑکیاں روز بغاث کا ذکر
 کار ہی تھیں آپ بستر پر لیٹ رہے تھے اور اپنا مونہہ پیر لیا اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی
 عنہ آئے اور اونہوں نے جھک کر کہا کہ شیطان کا مزار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم کے پاس وار کھتی ہو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ انکو کچھ مدت کہو جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان
 لڑکیوں سے غافل ہوئے تو میں نے انکو اشارہ کیا وہ باہر چلی گئیں اور عید کا دن تھا کہ اوس
 روز حبشی بھری گدے سے کیلں پہنچے جھکوشک ہو کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے اول درخواست کی یا غود اپنے ارشاد فرمایا کہ تم دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ ہاں
 آپ نے جھکوا اپنی پس پشت کہڑا کیا اور میرا رخسار آپ کے عذار مبارک پر تھا اور آپ اوں سے

فرماتے تھے کہ تماشا دیکھ جاؤ یہاں تک کہ جب میں تم تک گئی تو اپنے پوچھا کہ بس میں نے عرض
 کیا کہ مان آپ نے فرمایا کہ تو اب جاؤ اور صبح مسلمین یوں ہجرت کرنے کے لئے اپنا سر آپ کے شانہ مبارک
 پر رکھ کر مکہ کو نکالیں گے دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ میں خود ہی ہٹ گئی تو یہ سب روایتیں صحیح
 میں ہیں اور ان سے صاف ظاہر ہے کہ راگ اور کیل حرام نہیں اور ان احادیث میں
 چنانچہ اس کی اجازت بھی پائی جاتی ہے اول کیلنے کی رخصت اور ظاہر ہے کہ حبشوں کی
 عادت ہے کہ ناچتے اور کیلنے میں دوسرا اس تماشا کا مسجد میں ہونا تیسرا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اونکو یہ فرمانا کہ تماشا کے جاؤ کہ اس میں اجازت کیل کی
 اور اس کی درخواست ہے تو اس کو حرام کیسے کہہ سکتے ہیں چوتھے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ کو انکا مل اور تغیر سے منع فرمانا اور اس کی وجہ بیان کرنی کہ عید کا روز ہے
 اور وہ سرور کا وقت ہے اور گانا بجانا اسباب سرور ہیں ہاں جو یہ بہت دیر تک آپ کا
 کھڑے رہنا اور دیکھنے اور سننے کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خاطر ماری کے لئے
 آوڑا میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ عورتوں اور لڑکوں کے دل خوش کرنے کے لئے خوش خلقی
 کرنی اور کیل کو دیکھنا بہتر ہے اس کے رد کی راہ سے بد خلقی اور کج ادائی اور بکے ساتھ
 کھانا اور نہ آپ دیکھ اور نہ اونکو دیکھنے دے چتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 کا ابتدائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرمانا کہ تم دیکھنا چاہتی ہو اور یہ فرمانا کہ کچھ ایسا
 کی موافقت کی مجھ سے تھا کہ خون اور بکے غصہ اور وحشت کا تھا اس لئے کہ اگر بالفرض
 اول اونکی درخواست ہوتی اور آپ نا منظور فرماتے تو جب تمہا کہ سبب وحشت ہوتا کہ
 ابتداء سوال کرنے میں تو کوئی خدشہ تھا پھر اسکی کیا حاجت ہوئی ساتویں گانا اور دن
 بجانا دونوں لڑکیوں کا جائز ہوا باوجودیکہ مزار شیطان اور کوٹشہ ذی گئی اور اس سے

یہ بھی نکلا کہ حرام فرما رہی چیزیں آئینہ بہ کہ دونوں لڑکیوں کی آواز آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کان میں پڑتی تھی اور آپ لپٹے رہو اگر بالفرض کسی جگہ میں تار و تار
 باجے بجتے ہوتے تو آپ وہاں کا بیٹھنا پر کانوں میں اس کی آواز کا انا ہرگز روا نہ کہتے اس سے
 معلوم ہوا کہ عورتوں کی آواز کی حرمت مزا میر کی آواز کی حرمت کی طرح نہیں بلکہ عورتوں
 کی آواز اور جگہ حرام ہوتی ہے جہاں فتنہ کا خوف ہو غرض کہ یہ قیاسات اور تفصیل و آلات
 کرتی ہیں کہ راگ اور ناچ اور دف بجانا اور سپہ اور ہتھیاروں کی گیلنا اور شیون اور زنگیوں
 کے ناچ کو دیکھنا سب اوقات سرور میں مباح ہے بقیاس و زعمید کہ وہ بھی سرور کا وقت
 ہے اور اس کی مثل شادی اور ولیمہ اور حقیقہ اور ختنہ اور مسافر کے گھر آ کر کا دن ہو اور
 تمام اسباب فرح یعنی شہرے شرفا خوشی کرنی درست ہے اور کیا یہی حال ہے اور از انجا
 کہ یاروں کی ایک جگہ جمع ہونے اور ملاقات کرنے اور با یکدیگر کھانا کھانے اور گفتگو
 کرنے سے بھی خوشی کرنی جائز ہے تو یہ موقع بھی راگ سننے کا ہی ششم عاشقوں کا راگ
 شوق کی تحریک اور عشق کے دو بالا ہونے اور نفس کی تسکین کے لئے تو اگر معشوق کے
 سامنے ہو تب تو غرض لذت کی زیادہ ہونے سے ہوتی ہے اور اگر اس کی جدائی میں ہو تو
 مقصود شوق کا اوہار نہ ہوتا ہے اور شوق ہر چند رنج ہے مگر اوس میں وصال کی توقع ملی
 ہو گو نہ لذت ہی دیتا ہے کیونکہ توقع لذت نہ ہوتی ہے اور یاس و رود و ہندہ ہوتی ہے اور
 لذت توقع اوس قدر قوی ہوتی ہے جس قدر شوق قوی ہوتا ہے غرض کہ اس آگ میں عشق کا
 دو بالا کرنا اور شوق کو حرکت دینا اور توقع وصال کی لذت کا حاصل کرنا ہوتا ہے اور
 حسن محبوب کا بیان طول دیا جاتا ہے اور اس طرح کاراگ بھی حلال ہے بشرطیکہ معشوق اور
 لوگوں میں سے ہو چنانکہ وصال مباح ہو مثلاً کوئی شخص اپنی منکوحہ یا حرم پر عاشق ہو جاوے

تو اسکے راگ پر کان لگا تاہی تاکہ آگے کو اسکے دیدار سے اور کان کو ادھکی آواز سے ملے
 ہو اور معانی لطیف وصال اور فراق کے دل سمجھتا ہوا تو یہ لذت کے اسباب پہلے ہو جائے
 اور یہ اقسام لذت دنیا کے سببات اور سماع سے متعین لینے کے ہیں اور سماع دنیا سبب اللہ
 ہی اور یہ امور ہی اسی میں ہیں اور اس طرح اگر اسکے پاس سے چن چکاؤ یا کسی اور سے
 جدائی واقع ہو تو اس کو بجا نہ ہو کہ اپنے شوق کی تحریک راگ سے کرے اور سماع سے لذت
 رجا وصال ہو بہار لیکن اگر اس کو بیچہ الے یا زوجہ کو طلاق دیکے تو اس صورت میں نہ کہ
 شوق راگ سے اور ہر حرام ہی اسکے کہ جس جگہ وصال اور دیدار بجا نہ نہیں تو ان تحریک
 شوق بھی ناجائز ہی اور جو شخص اپنے ولین صورت کسی عورت یا لڑکی خیال کرے جسکی طرف بھلا
 اس کو حلال نہیں اور جو کچھ راگ سے اس کو اسی صورت پر ڈھالتا جاوے تو یہ حرام ہے کہ
 اس فکر افعال ممنوعہ کا پیدا ہوتا ہی اور اکثر عشاق اور جوانان ہو قوت قلبہ شہوت میں
 اس خیال سے خالی نہیں ہوتے کچھ نہ کچھ ولین کہتے ہیں اور یہ امر اسکے حق میں ممنوع ہے
 اسوجہ سے کہ ایمین ایک اور سنگ مخفی ہے نہ اسوجہ سے کہ خود راگ میں کوئی بات ہو اور
 ہمیں وجہ جب کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ عشق کیا چیز ہے تو کہا ایک دہقان جو آدمی کے دماغ میں
 چڑھ جاتا ہی جماع سے جاتا رہتا ہی اور سماع سے بڑھتا ہی ہفتیم اولن لوگوں کا سماع
 جو اللہ تعالیٰ کے عاشق اور اسکے دیدار کے مشتاق ہوں کہ
 جس چیز پر نظر کریں او میں اس نور پاک کو دیکھیں اور جو آواز سنیں اس کو اس سے یا
 اسکے باب میں جانیں تو ایسے لوگوں کے حق میں راگ ادھکے شوق کو او بہار تاہی اور عشق
 و محبت کو سچہ کرنا ہی اور دل پر کام چھاق کا کرنا ہی اور او میں سے اون مکاشفات اور نکات
 کو ظاہر کرنا ہی کہ خارج از حیلہ و صفا ہیں جو ادھکے چکھتا ہی مہی اور کو پہچانتا ہی اور جسکی

جس اور کئے چکنے سے کندہ ہوتی ہو وہ اول کو کیا جانے اور ان حالات کا نام ازبالتصور کے ہیں
 و جب رہے جو وجود سے مانو ذی یعنی اپنے نفس میں وہ احوال موجود پائے جو راگ سے بیشتر
 نہیں معلوم ہوتے تھے چنانچہ حالات کے سبب بعد کو انکے لواحق اور توالج ایسے پیدا ہوئے
 ہیں کہ اول کو اپنی آگ سے ہونک دیتے ہیں اور اس کو کدورات سے ایسا صاف کر دیتے
 ہیں جیسے آگ میں تپ کر میل سونے چاندی وغیرہ کا دور ہو جانا ہی اور اس صفائی کے
 بعد شاہدات اور مکاشفات ہوتے ہیں جو حلت غالی عاشقان خدا اور ثمرہ جمیع عبادت
 جو تو ان چیزوں کا ذریعہ ہی منجملہ عبادت ہو گا نہ محضیت یا صباح اور دیکور راگ سے ان حالات
 کے حاصل ہو کر اسباب ہی ہو کہ نعمات موزون اور ارواح میں مناسبت ہونے خدا تعالیٰ
 کا راز ہی ارواح کو اللہ تعالیٰ نے نعمات کا سخن بنایا ہی اور انکے اثر سے شوق اور خوشی
 اور غم اور انبساط اور انقباض ارواح میں پیدا ہوتے ہیں اور آوازوں کے ارواح کے متاثر
 ہونے کا سبب معلوم مکاشفات کے دقائق میں ہے جو غیبی آدمی سنگدل طبیعت کا منجھ راگ کی
 لذت محروم اور کینے والی کو بولذت معلوم ہوتی ہے اور وجد کی حالت میں اس کا حال
 دیگر گون ہوتا ہے اور رنگ بدل جاتا ہے اور اس کو دیکھ کر تعجب کرتا ہے لیکن اس کا تعجب یا بے
 جیسا چوپایہ لوزینہ کی لذت سے تعجب کرے یا نامر ولذت مباشرت ہے اور لڑکا لذت ریا
 اور اسباب جاہ کی وسعت اور جاہل آدمی لذت معرفت الہی اور اس کے جلال و عظمت اور
 عجائبات صنعت کے اور اک کی لذت سے تعجب کرے اور ان سب کا ایک ہی سبب یعنی لذت
 ایک تہم کا اور لذت جو قوت بدر کہ کو چاہتا ہے تو جسکے قوت بدر کہ کامل نہوگی اور اس کو لذت کیسے
 معلوم ہوگی مثلاً اگر کشتی شخص میں قوت ذائقہ نہوگی وہ مزہ کیسے معلوم کرے گا اور جو بہرہ ہوگا
 اس کو آوازوں کی لذت کیسے معلوم ہوگی اور جسکی عقل نہوگی وہ عقلی چیزوں کا کیسے اور کرا

کر گیا استیلاخ کان میں آواز پہنچنے سے راگ کا حفاظ کے اندر کے حسن لطیفی سے معلوم
 ہوتا ہے تو جسکو وہ جس ہوگی اور سکو راگ کی لذت بھی ہوگی اب شاید تم یہ کہو کہ خدا تعالیٰ
 کے حق میں عشق کیسے ہو سکتا ہے تاکہ راگ اور سکا محرک ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص
 اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے اس سے بالضرورت محبت کرتا ہے اور جس کی معرفت پختہ ہو جاتی ہے اور کسی
 محبت بھی پختہ ہو جاتی ہے اور محبت جب زیادہ پختہ ہوتی ہے تو اسکو عشق کہتے ہیں کیونکہ
 عشق کے معنی فرط محبت ہو کہ وہ کے ہیں اور اسیدو جہ سے جب عجب لوگوں نے آنحضرت صلی
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا کہ فارحان میں عبادت الہی کے لئے تنہا رہتے ہیں تو کہنے لگے
 کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گئے ہیں اور میرا جانتا چاہئے
 کہ جمال جس قوت بدر کے سے معلوم ہوتا ہے اور اس کے نزدیک محبوب ہوتا ہے اور یہ پر تو خالق
 جل شانہ کا ہے کہ وہ خود جمیل ہے اور یہ جمال کو محبوب رکھتا ہے تو اگر جمال ظاہری ہوگا یعنی کسی
 کا سو ڈول ہونا اور رنگ صاف ہونا وغیرہ تو یہ آنکھ کے حاسے معلوم ہوتا ہے اور اگر
 جمال باطنی ہے یعنی جلال و عظمت اور علوی تربیت اور صفات اور اخلاق کا اچھا ہونا تو
 جمیع خلق کے ساتھ ارادہ خیر کرنا اور ہمیشہ مخلوق پر نیکی کا جاری رکھنا وغیرہ تو یہ
 حاسے معلوم ہوتا ہے اور لفظ جمال کسی صفات باطنی کی خوبی کے لئے بھی پہلے ہیں چنانچہ
 کہتے ہیں کہ فلان شخص جمیل ہے حالانکہ اسکی صورت مقصود نہیں ہوتی بلکہ یہ غرض الٰہی
 ہے کہ جمیل الاخلاق اور محمود الصفات اور سیرت کا اچھا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ایک کو
 دوسرے انہیں صفات باطنی کی جہت سے محبت ہوتی ہے جیسے ظاہر کی خوبصورتی کی
 وجہ سے محبت ہوتی ہے اور یہی محبت کسی بڑے بکر عشق کہلائے لگتی ہے چنانچہ امام شافعی اور
 امام مالک اور امام اعظم رحمہم اللہ کی محبت میں بڑے ہوئے بہت لوگ ہیں کہ اپنی جان پر

مال اونکی یاری اور طر فزاری میں خرچ کر قالین اور غلو اور مبالغہ کسی عاشق میں بھی
 آسان ہو گا جتنا اونکو حاصل ہے تو بڑے تعجب کی بات کہ ایسے لوگوں پر عاشق ہونا جنکی صورت کیسی
 نہیں دیکھی کہ خوبصورت تھے یا بد صورت اور اب وہ انتقال کر گئے صرف جمال باطنی اور
 خصائل حمیدہ اور علم دینی کے خیرات جاری دیکھنے سے تو سمجھ میں آوے اور ممکن ہو اور
 جس ذات پاک کا یہ حال ہو کہ دنیا میں جتنی خیرات اور جمال اور محبوب ہیں وہ سب کی
 خوبیوں کا پرتو ہوں اور اسکے آثار کرم کی علامت اور وسیع وجود کا قطرہ بلکہ تمام روح
 جمال جو عالم میں عقل سے خواہ حواس ظاہری سے آنکھ کان وغیرہ سے شروع پیدائش دنیا سے
 آخر تک اور ثریا سے لیکر اسفل السافلین تک معلوم ہوتا ہو اور وہ اسکے خزانہ قدرت کا
 ایک ذرہ اور اسکے انوار حضرت کا ایک لمحہ ہی تو جن ذات پاک کا وصف یہ ہو سکتا معلوم
 نہیں کہ اوسکی محبت کیسے سمجھ میں نہیں آتی اور جو لوگ اسکے اوصاف کے عارف ہوں
 اونکے نزدیک یہ محبت کیسے نہیں بڑھتی بلکہ یہ محبت تو اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ اوسکو عشق
 کہنا بھی خطا ہے یعنی لفظ عشق ہی اوس افراط کے مفہوم سے قاصر پڑتا ہے سبحان اللہ عجب
 ذات پاک ہے کہ شدت ظہور ہی اوسکے ظہور کا حجاب ہے اور اسکے نور کی چمک ہی نکتہ کا پڑ
 اگر نور کے ستر پر دو نہیں وہ ذات ستر نہوتی تو اوسکے چہرہ کے انوار اسکے جمال پاک کو
 دیکھنے والوں کی آنکھ ہونک دیتی اور اگر اوسکا ظہور سبب اوسکے مخفی ہونیکا نہوتا تو
 عقلمیں حیران اور دل پریشان اور قوتیں ابتر اور اعضا منتشر ہو جاتے اور اگر بالفرض
 دل پتراور لوہے کے ہوتے تو اوسکے ادنیٰ انوار تجلی کے سامنے چمکنا چور ہو جاتے کیونکہ نور انوار
 کی مابیت کی تاب شہر میں کہاں ہو سکتی ہے اور عنقریب اس اشارہ کی تحقیق باب محبت جلد
 چہارم میں مذکور ہوگی اور معلوم ہوگا کہ محبت خیر اللہ کی تصور اور حالت ہی بلکہ معرفت کا

محقق سوا خدا تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں پہچانتا کیونکہ حقیقت میں سوا اللہ تعالیٰ
 کے اور اس کے افعال کی اور کوئی چیز موجود نہیں تو جو کوئی افعال کو اس نظر سے پہچانے
 گا کہ افعال میں اس کی معرفت فاعل سے آگے نہ بڑیگی اور دوسرے کثیر بنجائیگی مثلاً جو شکر
 امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے علم و تصنیف کو اس لحاظ سے پہچانے گا کہ یہ اور ان کی
 تصنیف قطع نظر اس سے کہ وہ کاغذ جلد اور سیاہی اور کلام منتظم اور زبان عربی ہو تو اس کی
 معرفت امام شافعی رحمہ اللہ سے دوسرے کثیر بنجائیگی اور نہ اور ان کے غیر کی محبت دلیں
 آویگی اب دنیا کی موجودات کو جو نظر کیجئے تو کل موجودات اللہ تعالیٰ کے تصنیف اور اس کے
 فعل میں جو کوئی اور کو اس نظر اور اعتبار سے پہچانے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کار می گری ہے
 تو وہ ان صنوعات میں صانع ہی کی صفات و کیفیات جیسے خوبی تصنیف سے مستفاد کی
 فضیلت اور اس کی قدر کی بزرگی معلوم ہوتی ہو اور اس کی معرفت و محبت ہی خالص
 ہی پر منحصر رہیگی دوسرے کثیر بنجائے اور نہ مگرگی اور اس مشق کی تعریف یہ ہے کہ شرکت قبول
 نہیں کرتا اور اس کے سوا ہتے عشق میں وہ شرکت قبول کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے سوا
 جو محبوب اور کائناتیں ممکن ہے خواہ وجود میں یا امکان میں مگر اس جہاں کا ثانی نہ اور اس
 میں ہو سکتا ہے نہ وجود میں اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کی محبت کو عشق کہنا مجاز ہی ہے
 ہاں جو شخص کہ کم عقل جو پایہ کے قریب ہوتے ہیں وہ لفظ عشق سے طلب وصال ہی سمجھتے
 ہیں جس کے معنی اجسام ظاہری کے ملنے اور شہوت جماع کے پورا کرنے کے ہیں تو ان جیسے گنہگار
 کے سامنے الفاظ عشق اور شوق اور وصال اور انس کے بولنے بچا نہیں بلکہ ان کے تہمت
 سے اجتناب چاہئے جیسے جو پایہ کے سامنے نرگس و ریحان نہیں کہتے اور صرف گمانس لہو
 ہوسہ اور شافون کے پتے رکھ دیتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں اور ان الفاظ کا

پیش کشی کرنے والے مولانا

بولنا جائز ہے جس سنتے والیکو ایسی باتوں کا وہم نہ ہو جسے اللہ تعالیٰ کو منترہ کہنا واجب ہے
اور وہم لوگوں میں اونکی سمجھ کے موافق مختلف ہو کرتے ہیں تو ان جیسے الفاظ میں اس
دقیقہ کو یاد رکھنا چاہئے

بایںچہ نہ فہم لاف معنی چہ زنی طفلانہ بطفل گفتگو باید کرد

بلکہ عجیب نہیں کہ صفات الہی کے سنتے ہی دل پر وہ وجد غالب ہو جس کے سبب دل بیٹھا جاوے
چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں کہ اپنے ذکر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا کسی پہاڑ پر تھا اوسنے اپنی ماں سے پوچھا
کہ آسمان کسے پیدا کیا اوسنے کہا اللہ عزوجل نے پھر کہا کہ زمین کوسے پیدا کیا اوسنے
کہا اللہ تعالیٰ نے پھر پوچھا کہ پہاڑ وں کوسے بنایا اوسکی ماں نے کہا کہ اللہ جل شانہ
نے اوسنے پوچھا کہ بادل کسے پیدا کیا کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اوس لڑکے نے کہا کہ اللہ
تعالیٰ کی یہ شان ہے اور یہ لکھ کر اپنے آپکو پہاڑ پر سے گرا دیا اور پاش پاش ہو گیا اورو
اسکا سبب غالباً یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب اوسنے وہ باتیں سنیں جو اللہ تعالیٰ کے جلال
اور قدرت کامل کی دلیل ہوں تو اوسکو طرب اور وجد ہوا اور وجد کی حالت میں
اپنے آپکو گرا دیا اور کتابین آسمانی سب اسلئے اوترین کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لوگ
طرب کریں بعض اکابر فرماتے ہیں کہ میں نے انجیل میں لکھا دیکھا ہے کہ جتنے تمہارے سامنے لگایا
مگر تم نے طرب کیا اور ہم نے تمہارے لئے مزار بجا یا مگر تم نے ناچے یعنی ہم نے اللہ تعالیٰ کے
ذکر کا تمکو شوق دلایا مگر تم مشتاق نہ ہوئے یہ ہے جو ہم نے راگ کے اقسام اور اسباب
اور مقتضات و مفاہم ذکر کرنا چاہا تھا اور یہاں تک یقیناً معلوم ہو گیا کہ بعض جگہ میں راگ
سباج ہے اور بعض میں سحر ہے اب ہم اون عوارض کو کہتے ہیں جن سے راگ حرام ہو جاتا

تیسرا بیان عواض کے ذکر میں جسے اگر حرام جاتا ہو وہ پانچ عواض میں

اول یہ کہ گانیوالی عورت جو جسکی طرف دیکھنا حلال ہو اور اس کے راگ سننے سے فتنہ کا
خوف ہو اور اسی کے حکم میں لڑکا بے ریشا ہو جس کا گانا سننے سے فتنہ کا خوف ہو اور یہ حرام
ہو اس وجہ سے کہ اس میں فتنہ کا خوف ہو اور یہ حرمت راگ کی وجہ نہیں بلکہ اگر عورت ایسی ہو
کہ باتیں کرنے سے اسکی آواز کے باعث فتنہ کا خوف ہو تو اس سے کلام کرنا درست نہیں
اور نہ تلاوت میں اسکی آواز کا سننا جائز ہو اور یہی حال لڑکے کا ہے بشرطیکہ فتنہ کا
خوف ہو اب اگر یہ کہو کہ تم اسکو حرام ہر حال میں کہتے ہو نا کہ یہ باب بالکلیہ جاتا ہے یا حرام
اویں جگہ کہتے ہو جہاں فتنہ کا خوف ہو اور جس شخص کے حق میں فتنہ کا خوف ہو تو اسکو
جواب یہ ہو کہ فتنہ کی رو سے یہ مسئلہ دو احتمال رکھتا ہے اور دو اصولوں میں منطبق ہو سکتا
ہو ایک اہل تو یہ ہو کہ اجنبی عورت سے خلوت کرنی اور اسکی صورت دیکھنی حرام ہے خواہ
فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو اسلئے کہ یہ امر فی الجملہ مل فتنہ ہے تو شریعت نے اسباب کو بند کر کے
لئے حکم فرما دیا اور صورتوں کی طرف التفات نہیں کیا اور دوسری اصل یہ ہے کہ لڑکوں
کی طرف دیکھنا مباح ہے بجز اس حال کے کہ فتنہ کا خوف ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ لڑکوں کا
حال عورتوں کی طرح پر عام نہیں بلکہ ان کے باب میں خوف فتنہ کی پیروی کی جاتی ہے اور
عورت کی آواز ان دونوں اصولوں پر منطبق ہو سکتی ہے تو اگر اسکو دیکھنے پر قیاس
کریں تب تو اسکی آواز کا نہ سننا ہی چاہئے اور یہی قیاس فریب مگر دیکھنے اور آواز
سننے میں فرق بھی ہے اسلئے کہ شہوت اول ہی دہلہ میں دیکھنے کی مقتضی ہوتی ہے اور

آواز سننے کی داعی نہیں ہوتے علاوہ اذین دیکھنے سے شہوت چمکنے کی زیادہ حرکت کرتی
 ہے نسبت آواز سننے کے اور آواز عورت کی راگ کے سوا ستر ہی نہیں کیونکہ عورتیں جماع
 رضی اللہ عنہم کے وقت میں مردوں کے باتیں کیا کرتی تھیں یعنی سلام اور استغفار اور سوال
 اور بخورہ وغیرہ کرتی تھیں مگر راگ کو شہوت کی تحریک میں زیادہ اثر ہے تو آواز کا قیاس
 کرنا اور کون کچھ دیکھتے پر بہتر ہے اسلئے کہ جیسا عورتوں کو آواز مخفی رکھنے کا حکم نہیں دیا ہے
 مردوں کو پردہ کرنا حکم نہیں اس صورت میں خوف فتنہ پر حرمت منحصر ہونی چاہیئے ہمارے نزدیک
 قرین قیاس بھی ہے اور حدیث دونوں لڑکیوں کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں
 گانے کی اسی کی ہودی ہو کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 ان کی آواز سننے سے ہی اور آواز سے احتراز کیا کیونکہ فتنہ کا خوف آیکونہ تھا غرض کہ اسکا حال
 عورت اور مرد کے احوال کے لحاظ سے مختلف ہوگا جو ان کا اور حکم ہوگا اور پورے کا تو
 ان جیسی باتوں میں حکم کا مختلف ہونا کچھ بعید نہیں مثلاً ہم کہتے ہیں کہ اگر روزہ دار پورے
 ہو اور وہ اپنی بی بی کا بوسہ لے لے تو اسکو جائز ہے اور جو ان کو بوسہ لینا درست نہیں
 اسلئے کہ بوسہ مقتضی جماع کا ہوگا روزہ کی حالت میں اور وہ ممنوع ہے اور سماع ہی مقتضی
 دیکھنے اور قربت کا ہوتا ہے تو جس شخص کے حق میں ہو اسکو حرام ہوگا پس سماع بھی ہر شخص
 کے حق میں جدا حکم رکھتا ہے وہم یہ کہ آلات سماع اچھے ننوں مثلاً میخواروں اور مختل
 کے سفار ہوں جیسے مزہب اور ڈور و اور تار کے باجے اور ان تینوں کے سوا اور اپنی
 اصل پر یعنی اباحت پر ہیں جیسے دنگ و اوہین جھانچہ ہوں اور نقارہ اور شاہین اور
 لکڑی پرگت لگانا اور دوسرے آلات میں سو ہم یہ کہ نظم میں خرابی ہو یعنی شعر میں اگر
 فحش اور بیہودگی اور بھوار جو باتیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیر یا اصحابہ رضی اللہ عنہم پر جوٹ ہوں جیسے رافضی اصحاب رضی اللہ عنہم کی شان میں ہے
 چین تو اس طرح کی باتوں کا سنا گیت کی طرح اور بدون گیت کے حرام ہے اور سننے والا
 کہنے والے کا شریک ہے اسی طرح وہ اشعار جن میں کسی خاص عورت کا وصف ہو کیونکہ عورت کا
 ذکر مردوں کے سامنے جائز نہیں جس سے اس کے بدن یا اعضا کا حال معلوم ہو کیونکہ اگر
 اور بدعتیوں کی جو کرنی درست ہے چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف سے کافروں کی خصوصیت کیا کرتے تھے اور
 کفار کی یہودیہ بیان کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان کو اسلئے اُتار
 دیدی تھی لیکن اشعار تشبیب کے یعنی ذکر خط وخال اور رخسار و قد وغیرہ عورتوں کے اعضا
 کا جو شروع قصائد میں معمول ہے تو امین مائل ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کا نظم کرنا اور پڑھنا
 خواہ آواز سے ہو یا بدون آواز کے حرام نہیں اور سننے والے کو چاہئے کہ اون اور صاف
 کو کسی عین عورت پر نہ ڈھالے اور اگر ڈھالے تو ایسی عورت پر ڈھالے جو اس کو حلال ہو
 مثلاً اپنی مشکوٰۃ یا حرم پر اور اگر اجنبی عورت پر ڈھالے گا تو اس ڈھالنے اور اسباب میں
 فکر و ڈھالنے سے گناہ گار ہو گا اور جس شخص کا حال یہ ہو کہ مضامین اشعار کو اجنبی عورت
 پر ڈھالتا ہو تو اس کو سر سے راگ نہ سنا چاہئے اسلئے کہ جس شخص پر عشق غالب ہوتا ہو وہ
 جو کچھ سنتا ہو اپنے معشوق پر ڈھال لیتا ہے خواہ لفظ مناسب ہو یا نہ کیونکہ کوئی لفظ
 ایسا نہیں جس کو استعارہ کے طور پر بہت سے معانی پر نہ ڈھال سکیں مثلاً جسکے دل پر عشق آتی
 غالب ہوتا ہو وہ زلفون کی سیما ہی سے کفر کی تاریکی خیال کرتا ہے اور سیدی اور نازکی
 رخسار سے نور ایمان اور وصال کے ذکر سے دیدار الہی اور فراق کے مضمون اس کی
 جنابت مرد و عورت کا زمرہ میں محبوب ہونا اور رقیب وصال کے محل سے دنیا کے عوائق و

آفات جو اللہ تعالیٰ کو ساتھ لے کر اسی میں خلل انداز ہیں سمجھ لینا ہوا اور ان الفاظ کو معانی
 مذکورہ پر ڈھالنے میں اوسکو کچھ مائل اور فکر اور مہلت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ جو کتاب
 اوسکے دل پر غالب ہیں وہ لفظوں کے ساتھ میں جھٹ بٹ سمجھ میں آتی ہیں چنانچہ کئی کئی
 کا ذکر ہو کہ بازار میں گزرے اور کہہ دیکھتے سنا کہ خیابے کے دن آونکو واسی وقت وجد آگیا
 کئی نے جو حال پوچھا تو کہا کہ جب خیابے کے دس ہیں تو اشار کی کیا قیمت ہوگی یعنی
 خیابو بمعنی کبیرہ کے تھا اوسکو فوراً جمع خیر بمعنی بہتر سمجھ لیا اور ایک اور شخص کا گذر
 بازار میں ہوا اور کہہ دیکھتے سنا یا ستر بری تو اوکو وجد آگیا لوگوں نے پوچھا کہ آپکا کبھی طرح
 کا تھا کہا کہ میں نے سنا کہ گویا وہ یہ کہتا ہوا شیخ تریہی یعنی تو کوشش کر میرا سلوک دیکھ
 حتیٰ کہ فارس والوں پر کبھی وجد آجاتا ہو عرب کے اشعار سے اسلئے کہ عربی کے بعض کلمات
 فارسی الفاظ کے ہوزن ہوتے ہیں اسلئے اونسے اور معنی سمجھ لیتے ہیں مثلاً کسی نے یہ
 مصرع پڑھا **عَازَا زَارِي فِي الْكَلْبِ الْكَلْبِ** اوسپر ایک فارسی نے وجد کیا اوس سے
 لوگوں نے وجد کا سبب پوچھا اوسنے کہا کہ یہ کہتا ہوا کہ مازریم یعنی لفظ زار فارسی
 میں نجیف اور قرب الکر کو کہتے ہیں اور مانافہ کو فارسی کی ضمیر جمع متکلم سمجھ کر یہ خیال کیا
 کہ یہ شخص یوں کہتا ہوا کہ ہم سب آمادہ ہلاک ہیں اور اسوقت اوسکے دل میں اندیشہ آخرت
 کی ہلاکی کا ہوا جو باعث وجد ہوا اور جو شخص آتش محبت الہی میں جل رہا ہو اوسکا وجد سکی
 سمجھ کے موافق ہو اور اوسکی سمجھ اوسکے خیال کے موافق اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ اوسکا
 تخیل شاعر کی ہر اد کے موافق پڑے یا شعر کی زبان سمجھے تو اس طرح کا وجد حق اور درست
 اور جو کوئی آخرت کے ہلاک ہونے کا خطرہ معلوم کرے تو اوسپر جو کچھ کیفیت منو جائے وہ
 توڑی ہو عقل کا مختل اور اعضا کا مضطرب ہو جانا کیا بڑی بات ہو غرض کہ حقانی وجد اور

لے الفاظ تیس کے بلنوں کہ بڑا فائدہ نہیں وہ تو جو سلفظ جنس ثانی کا سنیں گے اس سے
اپنا مطلب نکال لیں گے چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہیں شعر

چو شوریدگان می پرستی کنند | بر آواز و لابلاب سستی کنند

بلکہ جن شخص پر مخلوق کا عشق غالب ہوا و سکو چاہئے کہ کسی لفظ سے راگ نہ سنے اور اس
محتر زہر چھپا رہم یہ کہ سننے والے میں خرابی ہو یعنی شہوت غالب ہو اور عین بہار جلال
ہو اور یہ صفت اور صفات کی نسبت کراو سپر غالب ہو تو اسکو راگ سننا حرام ہے خواہ
اوسکے دل پر کسی معین شخص کی محبت غالب ہو یا نہیں کیونکہ وہ کسی حال میں ہوا کرے مگر جب
وصف زلف و رخسار و رفاق اور وصال کا سنے لگا تو اسکی شہوت جنبش کر گئی اور
اوں الفاظ کو کسی معین صورت پر ڈال لیا جسکو شیطان اوسکے دلمین پہونک دیکھا اس وقت
میں شہوت کی آگ بھڑک اوشیگی اور شر کے اسباب تیز ہو جائیں گے اور اسی کا نام شیطان
کے لشکر کو مدد دینا اور عقل کو جو لشکر الہی ہے اور شیطان سب جاتی ہے شکست دینا ہے اور دل
کے اندر شیطان کے لشکر یعنی شہوات اور اشد تعالے کے لشکر یعنی نور عقل میں ہمیشہ
لڑائی رہا کرتی ہے چہر اوس نل کے حسین ایک لشکر کی فتح ہو گئی ہو اور دوسرا بالکل
مغلوب ہو گیا ہو کہ اوہیں جنگ موقوف ہو جاتی ہے اور اب تو اکثر دل ایسے ہی ہیں جسکو لشکر
شیطان نے جیت لیا ہے اور اوپر وہی غالب ہو رہا ہے تو اس صورت میں ضرور ہوا کہ
از سر نو سامان جنگ مہیا کیا جاوے تاکہ لشکر شیطان کا دلمین سے پاؤں اوکھیرے تاکہ
شیطان کے ہتھیار بہت کر دئے جاوین اور اسکی تلواروں پر بارہ کر ہی جاوے اور بلبل
نوکیلی کر دیا جاوین اور اس قسم کے لوگوں کے حق میں راگ ایسا ہی ہے کہ شیطانی لشکر کے
ہتھیار تیز کر دیتا ہے تو ایسے آدمی کو سماع کی مجلس میں سے کلجا تا چاہئے ورنہ اسکو سماع سے

ضرر کثیر ہو گا چنانچہ یہ کہ سننے والا عام لوگوں میں سے ہو اور اوپر سے محبت خدا تعالیٰ کی مثال ہے
 کہ سماع اوسکو اچھا معلوم ہو اور نہ اوپر شہوت ہی غالب ہے کہ اوسکے حق میں راکش ہو
 ہو تو ایسے شخص کے حق میں سماع ایسا ہی جیسے اور لذتیں مباح ہیں لیکن اگر راجح شخص ہو کہ
 اپنی عادت بنا لیا اور اپنے اکثر اوقات اسی میں صرف کر گیا تو یہی حق ہو جسکی گواہی قبول
 انہوکی آئیے کہ کھیل پر موانعت کرنی گناہ کبیرہ ہو اور حسب طرح گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے
 کبیرہ ہو جاتا ہی اسطرح مباح پر اصرار کرنے سے گناہ ہو جاتا ہی مثلاً زنگیوں اور حبشیوں
 کے پیچھے پڑا رہنا اور انکے کھیل تماشے مدام دیکھنے منع ہیں اگرچہ اہل ذمہ کی منع نہیں
 کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوسکو کیا ہی اور اوی قبیل سے شرط
 کیلنا کہ یہ بھی مباح ہو لیکن ہمیشہ کیلنا سخت مکر وہ ہو اور جس صورت میں کہ اوسکے کھیل
 اور لذت مقصود ہو تو مباح اسبوجہ سے ہوتی ہو کہ دلو آرام دینا ہوتا ہی اور بعض اوقات
 دلو راحت پہنچانا ہی اور سکا علاج ہوتا ہی تاکہ تھوڑا سا سست کر باقی اوقات دنیا کے
 کاموں میں جہد و جہد کرے مثل کاروبار تجارت کے یا دینی کاموں میں مشغول ہو
 نماز و تلاوت کے اور بہت سی محنت میں تھوڑا سا کھیل ایسا سمجھنا چاہئے جیسے خسار پر تل ہوتا
 ہو کہ ہر چند کالا ہو تا ہے مگر اچھا معلوم ہوتا ہی اور اگر بالکل خسار پر بہت تل ہو جاوے
 کہ تل کہنے کو جبکہ نہ تو ظاہر ہو کہ خسار نہایت بد صورت ہو جاوے گا اور جو چیز حسن کی ہو
 وہی کثرت کے سبب قباح کی ہو جائیگی تو یہ بات نہیں کہ جو چیز اچھی ہو وہ بہت ہو کر
 ہی اچھی ہو اگر کہ یا جو چیز مباح ہو وہ کثیر ہی مباح ہی رہی بلکہ اکثر ہی ہو کہ کثرت باعث کثرت
 اور درست کو پہنچ جاتی ہو مثلاً روٹی مباح ہی اور کثرت سے کھانا حرام ہو تو سماع ہی اور مباح
 کی طرح ہو کہ کبھی کامضائقہ نہیں اور روزمرہ کا معمول ڈالنا مکر وہ اور ممنوع ہو اب

اگر یہ کہو کہ تمہاری تقریر سے پایا جاتا ہے کہ سماع بعض احوال میں سباح ہوا و پسینہ سباح
 نہیں تو تھے اول اسکو سباح مطلق کیوں کہد یا تم تو خود قائل ہو کہ جس امر میں تفصیل ہو
 اس کے باب میں مطلق بان یا نہیں کہد یا خلاف اور غلط ہے تہمتیں بد و ن تفصیل مطلق کی ہو
 کہا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اطلاق حکم اس تفصیل میں ممنوع ہے کہ جو خود اس شے میں
 بد و ن لحاظ دوسری چیز کے پائی جاوے اور جو تفصیل کے عوارض کے سبب پیدا ہو تو اس
 مطلق بیان کر دینا ممنوع نہیں دیکھو ہم سے اگر کوئی سوال کرے کہ شہد حلال ہے یا نہیں
 تو ہم مطلق یہی کہیں گے کہ حلال ہے تا وجودیکہ وہ ایسے گرم مزاج والے پر حرام ہو جسکو اس
 ضرر پہ نہ تا ہو اور اگر کوئی ہم سے شراب کا حال پوچھے تو ہم یہی کہیں گے کہ حرام ہے حالانکہ وہ
 اس شخص کے حق میں حلال ہے جسکے گلے میں لقمہ ایک جاوے اور دوسری چیز اس کے نیچے
 اوتارنے کی نہ پاوے لیکن اسٹس لحاظ سے کہ وہ شراب بلاشبہ حرام ہے صرف حاجت کی
 وجہ سے حلال ہو گئی اور شہد اس اعتبار سے کہ شہد ہے حلال ہے حرام صرف ضرر کے عارض
 ہونے سے ہو جاتا ہے اور جو بات کے عارض کی وجہ سے ہوتی ہے اسکا کچھ اعتبار نہیں جیسے
 بیع حلال ہے لیکن اگر جمد کی اذان کے وقت پڑے تو حرام ہو جاتی ہے اسطرح اور عوارض
 حرمت ہو سکتی ہے مگر اون پر التفات نہیں کیا جاتا پس سماع کو بھی ایسا ہی جاننا چاہئے کہ اگر
 بد و ن لحاظ عوارض کے دیکھو تو اس نظر سے کہ وہ مستناعدہ آواز مفہوم المعنی اور موزون
 ہی سماع ہے اور اسکی حرمت صرف کسی امر خارجی سے ہو جاتی ہے جو اسکی حقیقت ذاتی
 میں داخل نہیں ہوتی پس جبکہ دلیل اباحت کا حال خوب واضح ہو گیا تو اب ہکا و بکا
 شخص کی پروا نہیں جو بعد دلیل ظاہر ہونیکے اس کے خلاف کہے اور امام شافعی رحمہ اللہ
 کا تو مذہب ہی نہیں کہ راگ کو حرام کہیں اور اونہونے یہ تصریح کی ہے کہ جو کوئی اسکو

اپنا پیشہ مقرر کر لے اور کسی گواہی درست نہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اس قسم کا مکروہ
 ہی جو باطل کا مشابہ ہی اور جو ایسے امر کو اپنا پیشہ بنائے گا تو سفاہت اور بے مروتی کی طعن
 منسوب ہوگا گو سماع سرام ظاہر حرمت والا نہیں اور اگر اپنے آپ کو راگ والا نہ کہلائیگا اور
 نہ اسوجہ سے کوئی اس کے پاس آوے اور نہ وہ خود اسکی خاطر دوسرے کے یہاں جائے
 بلکہ یوں مشہور ہو کہ کسی بھی کچھ کا کر دل خوش کر لیتا ہی تو یہ امر مروت کو ساقط نہیں
 کرتا اور نہ گواہی باطل ہو اور استلال امام شافعی رحمہ اللہ کا وہی حدیث دونوں
 لکھکیوں کی ہی جو اوپر گزری اور یونس بن عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ
 سے پوچھا کہ اہل مدینہ راگ کو مباح کہتے ہیں اسکا حال فرمائیے آپنے فرمایا کہ علماء حجاز
 میں سے میں کسی کو نہیں جانتا جسے راگ کو مکروہ کہا ہو جو اس راگ کے جو اوصاف
 کے بایں میں ہوا اور جو حدی اور منزلوں اور اونکے آثار کا گنا شغروں کے نعمات کی
 طرح اسکے مباح ہونے میں کچھ تردد نہیں اور یہ جو فرمایا کہ راگ وہ کیل ہی جو باطل
 کے مشابہ ہی تو کیل فرمانا درست ہی مگر کیل اس نظر سے کہ کیل ہے حرام نہیں چنانچہ
 حبشیوں کا کیلنا اور نا چننا بھی ایک کیل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم نے اسکو دیکھا ہی اور برا نہیں جانا بلکہ اگر کیل کے یہ معنی ہو کہ ایسا کام کرنا جس میں
 کچھ فائدہ نہیں تو اوپر خدا تعالیٰ ہی مواخذہ نفرمائے گا شلا کوئی آدمی اپنا وظیفہ
 کرے کہ تمام دن میں سویا رہا اپنا ہاتھ سر پر رکھ لیا کرے تو یہ حرکت لغو ہے فائدہ نہ
 مگر اوپر مواخذہ نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو لایو اخذن کلم اللہ یا لکھو
 فیہ ایمانکم تو جب خدا کا نام بطور قسم کے لینے پر بدو ن اس شے پر عزم کرے کہ مواخذہ
 نہیں تو شعر اور ناچ پر کیسے مواخذہ ہوگا اور یہ جو اپنے فرمایا کہ باطل کے مشابہ

اسی ہی حرمت نہیں سمجھی جاتی بلکہ اگر باطل ہی فرماوے تو حرمت نہ پائی جاتی اسلئے کہ
باطل یا اسکو کہتے ہیں جہین فائدہ نہ ہو تو فقط اتنا ثابت ہوگا کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں
مثلاً اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو کہے کہ بیٹے اپنے آپکو حیرے یا تھہ پیچ یا اور وہ جواب دے
کہ بیٹے خرید لیا تو یہ معاملہ باطل ہی بشرطیکہ مقصود ول لگی اور شہل ہو حالانکہ کیا کرنا
حرام نہیں تا آن اگر اس معاملہ سے اس کے حقیقی معنی مراد لیا اور اپنے آپکو مملوک ٹھہرایا
تو حرام ہوگی کہ شرح نے اسکو منع فرمایا ہو اور یہ جو فرمایا ہو کہ راگ مکروہ ہو تو اسکی
کراہت اور نہیں چند جگہوں میں ہو جنکو ہم نے مذکور کیا ہو یا کراہت تنزیہی مراد ہی جیسے
اپنے شطرنج کیلئے کی تصریح کی ہو اور یہ بھی ذکر کیا کہ میں ہر ایک کیل مکروہ یا ناجائز
اور آپکا علت بیان کرنا بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہو کہ کراہت تنزیہی ہو یعنی اپنے
وجہ کراہت یہ فرمائی ہو کہ یہ امر دینداروں اور اہل مروت کی عادت نہیں اور راگ
پر موانعت کرنے سے جو اپنے گواہی نامنطور کر نیکو ارشاد فرمایا ہو تو اس سے ہی حرمت
پائی جاتی کیونکہ شہادت تو بازار میں کمانے سے ہی نہیں مقبول ہوتی حالانکہ اس
مروت قطع نہیں ہوتی بلکہ نورانی ایک امر مباح ہو مگر اہل مروت کا پیشہ نہیں اسلئے
شہادت کبھی حسین پیشہ کرنے سے ہی نامنطور ہوتی ہو غرضکہ بیان علت سے بھی ملتی
ہو تا ہو کہ اپنے کراہت سے کراہت تنزیہی مراد لی ہو اور گمان غالب یہ کہ اور اموال بھی
مکروہ تنزیہی مراد لیا ہو اور اگر حرمت مراد لی ہو تو یہ ہے جو کچھ لکھا ہو یہی انکا جواب ہے

چوتھا بیان لوگوں کی دلیوں کے ذکر میں جو راگ کے حرمت کے قائل
ہیں اور ان کے جواب میں

اول محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن ذُكِّرَ بِآيَاتِ اللَّهِ فَآوَىٰ
 حضرت ابن مسعود اور حسن بصری اور سخی رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ لو احدیث راگ ہے
 اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبا
 وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے گائیوالی لونڈی کو اور اسکی فروخت کو اور
 اسکے دام کو اور اسکی تعلیم کو تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں گائیوالی لونڈی
 سے وہ لونڈی مقصود ہے جو شراب کی مجلس میں مردوں کے سامنے گاوے اور یہ ہم پہلے
 بیان کر چکے کہ اجنبی عورت کا گانا فاسقوں کے اور ایسے لوگوں کے سامنے جسے فتنہ کا
 خوف ہو حرام ہے اور عربی گائیوالی لونڈی سے منع ہے گانا گوانے سے اور اگر صرف مالک
 اپنے سامنے گوانے کو لیتا تو اس حدیث سے اسکی حرمت نہیں سمجھی جاتی بلکہ غیر مالک کو
 بھی راگ مستند درست ہے بشرطیکہ فتنہ نہ ہو اور اسکی دلیل وہی حدیث دونوں لڑکیوں
 کی ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں گاتی تھیں اور آیت میں جو لوگوں پر
 کا خریدنا مذکور ہے اسکے آگے یہ بھی ہے کہ اس محبت سے کہ اوسے اللہ تعالیٰ کی راہ سے
 گمراہ کرے تو وہ واقعہ میں حرام اور برا ہے اور اوسمیں گفتگو بھی نہیں مگر ہر ایک غنا ایسا
 نہیں کہ دین کے عوض خریدیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کرنے کے لئے ہو
 اور مقصود آیت شریف میں حرمت ایسی ہی راگ کی ہے بلکہ راگ پر کیا موقوف ہے اگر
 بالفرض قرآن نیت سے پڑھے کہ لوگ گمراہ ہوں تو اسکا پڑھنا بھی حرام ہوگا
 چنانچہ کسی منافق کا ذکر ہے کہ وہ لوگوں کی امامت کیا کرتا تھا اور سورہ عبس کے سوا
 دوسری نہ پڑھتا تھا اس لحاظ سے کہ اوسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم
 پر عتاب ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکے اس فعل کو حرام بانا اور اسکے قتل کا ارادہ کیا

اس نظر سے کہ وہ نشانگراہ کر نیکاً تھا تو اگر شر اور راک سے غرض گراہ کرنا ہو تو بطریق اولیٰ
 حرام ہو ورم حجت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَفِیْهِ هٰذَا الْاَمْرُ الَّذِیْ تَجْتَبِیْوْنَ
 وَتَنْهٰکُمْ عَنْهُ وَ لَا تَنْکُحُوْنَ وَاَنْتُمْ سَامِعُوْنَ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں کہ زبان حمیر میں سمود راک کو کہتے ہیں جس سے سادون نکلتا ہے تو اسکا ہونا
 یہ ہے کہ اگر آیت میں مذکور ہو نیکی وجہ حرمت ہے تو چاہئے کہ ہنسنا اور رونا ہی حرام ہو کہ
 یہ دونوں ہی آیت میں مذکور ہیں اور اگر یہ کہہ کو کہ ہنسے ہنسی مخصوص مراد ہو یعنی
 مسلمانوں پر جو یہ مسلمان ہونیکے ہنسنا تو ہم بھی کہتے ہیں کہ راک سے اشعار اور راک مخصوص
 مراد ہو جو مسلمانوں کے مسخر کے باب میں ہو جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالشُّعْرُ اَعْلٰی بِعِیْنِہُمْ
 الْعَاوِیْنَ کہ اس میں شعرا کفار سے غرض ہے یہ نہیں پایا جاتا کہ شعرا کفر کرنا فی نفسہ حرم
 ہو سو رم حجت یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پندے شیطان نوحہ کیا اور اسنے ہی اول راک گایا اس
 حدیث میں راک اور نوحہ کو اکٹھا کر دیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ کچھ حج عین آخر نوحہ میں
 سے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نوحہ اور گناہگاروں کا نوحہ ہی مخطا تو
 پرستہ ہے اسی طرح راک میں ہے وہ راک مستثنیٰ ہوگا جس سے سرور اور حزن اور شوق کی
 تحریک مباح چیزوں کی طعن مراد ہو جیسے عید کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم کے گھر میں دونوں لڑکیوں کا گانا اور جیل و زاب مدینہ مطہرہ میں رونق افزہ
 ہوئے عورتوں کا اس مضمون کا گانا مستثنیٰ ہے شعرا

بدر طالع گشت بر ما از ثناء یا و دایح	شکر واجب بہت بر ما تا دما دایح کند
--------------------------------------	------------------------------------

چہارم حجت یہ ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی آواز راگ میں بلند کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ
 دوزخ میں اس کے دونوں ہونڈ ہوں پر بھیج دیتا ہے کہ وہ دونوں اپنی اڑیاں اور اس کے سینہ
 پر مار دیتے رہتے ہیں جب تک کہ چپکا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث راگ کی بعض قسم پر
 محمول ہے یعنی جس آگ سے شیطان کی مراد کو حرکت ہوتی ہو شہوت اور مخلوق کا عشق
 اور بھرے لیکن جس آگ سے شوق الی اللہ یا عید کی خوشی یا لڑکا ہونے کی مسرت یا کشتی آب
 کے آنے کی فرحت پائی جاوے تو یہ سب امور شیطان کی مراد کے مخالف ہیں اور ان کی
 دلیل قصہ اون دولہ کیوں اور حبشیوں کا اور وہ اخبار میں جو ہم صحیح سے نقل
 کر چکے اس لئے کہ جائز ہونا ایک ہی جگہ میں ایاحت کی تصریح کر دیتا ہے اور منع ہزار جگہ میں
 ہی تاویل کا محتمل ہے اور تنزیہ کا بھی احتمال رکھتا ہے مگر فعل میں کچھ تاویل نہیں ہے اس لئے
 کہ جب کا کرنا حرام ہے وہ صرف زبردستی کے غرض ہونے سے حلال ہوتا ہے اور جب کا کرنا باجماع
 ہے وہ بہت سے عوارض سے حرام ہو جاتا ہے یہاں تک کہ نیتوں اور قصدوں کی جہت سے یہی
 پانچ سو حجتیں یہ ہے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جتنی چیزیں کہ آدمی اپنے منہ سے کہتا ہے یا باطل ہیں مگر اپنے گہوڑے کو
 پھیرنا اور تیر کو پھینکنا اور اپنی بی بی سے جھل کرنی تو اس کا جواب یہ ہے کہ باطل فرما
 سے مسرت نہیں پائی جاتی بلکہ بیفائدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اگر تسلیم ہی کیا جائے
 تو حبشیوں کی طرف دیکھنے کا کیل ان تینوں میں داخل رہے گا اور حرام نہ ہو گا اور محصور
 میں غیر محصور کو قیاس کی وجہ سے ملا لیا جائیگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ
 ارشاد کہ لا یحل لکم ان تکرہوا ما یکرہ اللہ ولا ما یکرہ النبیؐ کہ اس میں چوتھا اور پانچواں ملا لیا
 جاتا ہے تو ایسے ہی بی بی سے جھل کرتا ہے کہ اس سے بجز لذت کے اور کچھ فائدہ نہیں علاوہ

انہیں باغون کی سیر پرندوں کی آوازوں کا سننا اور دوسرے ہنسی شے جیسے کوئی
 کہیںنا ہی انہیں سے کوئی حرام نہیں اگرچہ اوکو باطل کہہ سکتے ہیں ششتم حجت یہ ہے
 کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے بیعت کی ہے نہ کبھی گیت گایا نہ جھوٹ بولا نہ اپنے واسطے ہاتھ سے آلاتناسل کو تھپوا
 تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر یہ قول دلیل حرمت ہی تو چاہیے کہ واسطے ہاتھ سے آلاتناسل
 کا چھونا ہی حرام ہو سوا اسکے یہ کہان سے ثابت ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ششتر
 کو ترک کرتے تھے وہ حرام ہی ہوتی تھی ہفتم حجت یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ
 عنہ نے فرمایا ہے کہ راگ ولین نفاق کو اوگا تا ہو اور بعضوں نے اتنا اور زیادہ کہا ہے کہ یہ
 پانی ترکاری کو اوگا تا ہو اور بعض لوگوں نے اس قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 تک مرفوع کیا ہے حالانکہ مرفوع صحیح نہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت ابن عمر
 رضی اللہ عنہما کے سامنے احرام باندھ ہی ہوئے گذرے اور انہیں ایک شخص راگ گانا مانا
 اپنے فرمایا دوبارہ کہ خدا تعالیٰ تمہاری دعا نے اور نافع سے مروی ہے کہ میں حضرت
 ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک راستہ میں تھا اپنے ایک چرواہے کی بانسہ کی ہنسی
 اور دونوں اونگلیاں دونوں کانوں میں ڈالیں اور اس راہ سے دوسری طرف
 ہوئے اور مجھ سے پوچھتے جاتے تھے کہ نافع وہ آواز تو سنتا ہے کہ نہیں یہاں تک کہ جب
 میں نے کہا کہ اب آواز نہیں آتی تو اپنے اونگلیاں کانوں میں سے نکال لیں اور فرمایا کہ
 میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے ایسا ہی کیا تھا اور فضیل
 بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راگ زنا کا منتر ہے اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ راگ بدکاری
 کا ایلچی ہے اور یزید ابن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ راگ سے کنارہ کرو کہ وہ شہوت

بڑھاتا ہے اور مرد کو ڈھاتا ہے اور شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ
 کا سا اثر کرتا ہے اگر تم خواہ مخواہ سنو یہ تو رگ عورتوں کا مت سنو کہ وہ زنا کا مقتضی ہے
 تو ان سب اقوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول کہ وہ نفاق کا
 ہوا اس سے یہ غرض ہے کہ گائیول کے حق میں یہ تاثیر کرتا ہے کیونکہ اسکی غرض یہی ہوتی ہے
 کہ اپنے آپکو دوسرے پر پیش کرے اور اپنی آواز اسکو سناوے اور لوگوں سے میل میلے کرنا
 ہے کہ اس کے راک پر راغب ہوں اور ریجھیں اور یہ نفاق کی بات ہے مگر اس حرمت
 نہیں ثابت ہوتی کیونکہ نفاق اور ریا تو عہدہ پوشاک پہنے اور خوب چمکنے کوڑے پر
 سوار ہونا اور انقسام آرائش اور کسیتی اور انعام وغیرہ سے باہم فخر کرنے سے بھی ولین
 پیدا ہوتا ہے مگر ان کل اشیا کو مطلق حرام نہیں کہا جاتا اور ولین نفاق اوکے کیونکہ
 صرف گناہ ہی نہیں ہوتے بلکہ جو مباحات کہ مخلوق کے دیکھنے کے محل ہوتے ہیں وہ بھی باعث
 ظہور نفاق ہو جاتے ہیں اور بڑا اثر کرتے ہیں اور اسیوجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
 نیچے جب گھوڑا جم کر اور بزم سنور کر آہستہ چلا تو آپ اوسپر اوڑھ پڑے اور اسکی دم
 کاٹ ڈالی کیونکہ اسکی خوش رفتاری سے اپنے ولین تکبر معلوم فرمایا تو یہ نفاق مباح
 سے ہی ہوتا ہے مخصوص بہ حرام نہیں کہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راک کو حرام کیا جا
 اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمانا کہ خدا تمہاری دعا قبول نہ کرے اس سے بھی حرمت
 معلوم نہیں ہوتی بلکہ چونکہ وہ لوگ احرام باندھتے اور انکو عورتوں کا ذکر مناسب
 نہ تھا اور انکے آثار سے آپکو ظاہر ہو گیا کہ یہ راک وجہ کے لئے اور زیارت بیت اللہ کے
 شوق کیواسطے نہیں بلکہ صرف کسب کے لئے ہے اسی جہت سے اونپر انکار کیا کہ بلحاظ اونکے حال
 اور احرام کے برا تھا اور ظاہر ہو کہ جتنی حالتیں زیادہ ہوتی ہیں اتنی ہی صورتیں ہمال

انہیں زیادہ ہوجاتی ہیں اور آپ کے کانون میں اونگھیاں دینے سے بھی حرمت ثابت نہیں
 ہوتی کیونکہ اسی قسم میں اسکا جواب موجود ہو کہ اپنے نافع کو ارشاد فرمایا کہ تو بھی گمان
 کر لے اور مست سن اور اپنے آپ جو یہ فعل کیا تو اسکی وجہ یہ ہو کہ اپنے دلکو سربست اس
 آواز کے سننے سے پاک رکھا کہ عیب نہیں کہ لہو کی تحرک ہو کہ جس فکر میں آپ تھے اوس سے مانع
 ہو یا جو ذکر کہ راگ کی نسبت کراولی تھا اوس سے باز رکھے اور اسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 آلہ واصحابہ وسلم کا فعل ہو کہ اپنے ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو منع فرمایا تو آپ کے اس فعل سے
 بھی حرمت نہیں پائی جاتی بلکہ یہی معلوم ہوتا ہو کہ اسکا ترک کرنا اولیٰ ہو اور ہمارے نزدیک
 اسکا ترک اکثر حالات میں بہتر ہے بلکہ دنیا کے اکثر صباح اشیا کا ترک بہتر ہو بشرطیکہ گمان غالب
 ہو کہ اونکا اثر دلیں ہو گا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے
 کے بعد ابی جہم کا بیجا ہوا کپڑا اوتاڑا لایا تھا کہ امین نقش و نگار تھے جن سے آپ کا دل مشغول ہوا
 اب کیا تم اس سے یہ سمجھتے ہو کہ کپڑے پر نقش حرام ہیں تو شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم ہی ایسی حالت میں ہونگے کہ چرواہے کی بانسری کی آواز آجکوا دس حالت سے
 روکتی ہوگی جیسے نقش نے نماز میں حضور کامل سے روکا بلکہ جن لوگوں کو ہمیشہ حق کی خبر
 حاصل ہوا تو راگ کے حیلہ سے اپنے دل نہیں سے احوال شریفہ کا پیدا کرنا قصور ہو اگرچہ یہ
 تدبیر غیر دن کے لئے کمال ہو اور ایسی وجہ سے حصیری نے کہا ہو کہ میں اوس راگ کو کیا کران
 کہ گائیوا لامر جائے تو موقوف ہو جائے امین یہ اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ سے سننا ہمیشہ کرنا
 باقی ہو تو چونکہ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ سننے اور دیکھنے کی لذت میں رہتے
 ہیں اونکو حاجت کسی حیلہ سے سخر کیا کی نہیں اور قول فضیل رحمہ اللہ کا کہ راگ زنا کا اکثر
 ہو اور اسطرح اور اقوال جنکا مضمون اسی کے قریب ہو وہ فاسقوں اور جوان شہوت

پیرستون کے راگ کا سال ہو اور اگر سب راگوں کا یہی حال ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
 آلہ واصحابہ وسلم کے خاندان اقدس میں اون دونوں لڑکیوں کا راگ کیوں سنا جاتا یہ ذکر
 کتاب وسنت کی دلیلوں کا ہونا اور دلیل قیاسی کی غایت یہ ہے کہ یوں کہا جاوے کہ جیسے
 سارے باجے حرام ہیں ویسے ہی راگ بھی حرام ہو تو راگ میں اور تار کے باجون میں فرق
 پہلے مذکور ہو چکا اور قیاس کرنا شیک نہیں یا یوں کہا جاوے کہ راگ کیل کو دہر تو سکا
 جواب یہ ہے کہ واقع میں ایسا ہی ہو مگر دنیا سب کیل کو دہر چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 نے اپنی منکو صہ کو فرمایا تھا کہ تو ایک کمانا ہو گھر کے کونے میں اور عورتوں کے ساتھ طرح
 کی چیل کیل ہی ہو جزو قربت کے کہ لڑکا ہو نہ کیا سبب اس طرح ہنسی میں فحش نہو حال ہے
 اس طرح کی ہنسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
 اجمعین سے منقول ہو چنانچہ باب آفات اللسان جلد سوم میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگی
 اور حبشیوں اور رنگیوں کے کیل سے بڑ بیکر کو نہا کیل ہے اور کیل ہی اباحت نص سے ثابت
 ہو گئی علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں کہ کیل و لکورا حرام ہو چنانچہ اور ذکر کا بوجھ اوپر سے ہلکا
 کرتا ہو اگر دلوں سے زبردستی کام لیا جاوے تب بھی کام دیکھے مگر او کو راحت دینے سے اس بات
 کی اعانت ہو اچھی طرح محنت کے ساتھ کام دیوین مثلاً جو شخص فقہ پڑھتا ہو اور سکو چاہئے
 کہ جمعہ کے روز تعطیل کرے اس لئے کہ ایک روز کی تعطیل اور ایام کے لئے باعث نشاط ہوتی
 ہو اور دل تھکتا نہیں اس طرح جو شخص نوافل پر سب وقتوں میں مواظبت کرے چاہئے کہ
 بعض اوقات میں سستالیوے اور یہیں لحاظ کچھ وقت شریعت نے ایسے مقرر کر دیے کہ انہیں
 نماز مکروہ ہوتی ہو حاصل یہ کہ تعطیل سے عمل پر اعانت ہوتی ہو اور کیل محنت اور جہد و
 پر اعانت کرتا ہو اور محض جہد و جہد اور ملکی امر حق پر سبزا انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

کے نفوس قدسیہ دوسرے صبر نہیں کر سکتا تو چونکہ کیل دیکھ لئے تھکن اور ماندگی کا علان ہو گیا
 اور سکا سبب ہونا چاہئے مگر وہ سکی کثرت کرنی چاہئے جیسے دوا کثرت سے نہیں پیٹے ہیں تو
 اس نیت سے کہیل ثواب ہو جائیگا اور یہ اوس شخص کے حق میں ہو کہ راگ اوس کے دل سے
 کوئی صفت محمودہ پیدا کرے جسکی تحریک منظور ہو بلکہ بجز لذت اور صرنا استراحت کے اور
 کچھ فائدہ نہ تو اوس کے لئے راگ مستحب ہونا چاہئے تاکہ اس کے ذریعے سے منزل مقصود کو
 پہنچے ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ امر مرتبہ کمال سے ناقص ہونے پر دلالت کرتا ہو بلکہ
 کامل وہ ہو کہ جو اپنے نفس کی راحت دینے میں سوسائے حق کے دوسری چیز کا محتاج نہ ہو
 مگر چونکہ نیک بندوں کی نیکیاں مقربوں کے حق میں برائیاں ہیں تو گوراگ مقربوں
 کے لہذا سے برا ہو مگر اراکے لئے کارآمد ہو اور جو شخص کہ دلوں کے علاج کے علم پر محیط پایا
 لطائف اچیل سے حق کی طرف اور کمالیجا نا بانٹا ہو وہ یقیناً جان لیگا کہ ان جیسی باتوں
 دلوں کو راحت دینا ایسی دوا نافع ہو کہ بدوں اوس کے کوئی پارہ نہیں ۛ

دوسری فصل سماع کے آثار اور ادب کے بنین

واضح ہو کہ اول درجہ سماع کا یہ ہو کہ جو سنا جاوے وہ جو سمجھ میں آوے اور جو بات کہ سننے والے
 کے ذہن میں آئے اوسکو ادب پر ڈھالی لے پھر سمجھنے کے بعد وجد ہوتا ہو اور وجد اعضا پر حرکت
 پیدا کرتا ہو تو اس نظر سے ان تینوں باتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے تین مقاموں
 میں پہلا مقام سمجھنے کے ذکر میں جو سننے والے کے حالات کے اختلاف کے موافق مختلف
 ہوتا ہو اور سننے والے کی چار حالتیں ہیں حالت اول تو یہ ہو کہ سنا صرنا طبعی ہو
 یعنی بجز نعمات اور الحانات کی لذت کے اور کچھ سماع کی کیفیت نہ جانے اور یہ سنا سبب ہے

ہی مگر سماع کے مراتب میں سب سے کم تر ہو کیونکہ اس مرتبہ میں تو اس کا شریک اونٹ اور بہائم
 ہی ہیں بلکہ اس ذوق کے لئے تو صرف زندگی ہی چاہئے کہ ہر ایک حیوان کو آواز خوش
 سے ایک طرح کی لذت حاصل ہوتی ہے دوسری حالت یہ ہے کہ سمجھ کے ساتھ سننے
 مگر مضمون کو کسی مخلوق معین یا غیر معین پر ڈالتا جائے اور یہ سننا جانوں اور شہوت
 والوں کا ہے کہ جو کچھ سنتے ہیں اس کے موافق اپنی شہوتوں اور مقصدناے احوال کے
 ڈھال لیتے ہیں اور یہ حالت بھی ایسی نہیں کہ اس کا کچھ ذکر کیا جاوے بلکہ اس کی برائی
 اور اس سے ممانعت پر ہی بس کرنا کافی ہے تیسری حالت یہ ہے کہ جو کچھ سنے اور سکو اپنے
 حال پر ڈھال لے یعنی خدا تعالیٰ کے معاملہ میں جو اسکے حالات بدلتے ہیں کہیں ٹکین ہوتا
 ہے اور کہیں تعذر تو اونہیں پر ڈالتا جاوے یہ سماع مرید کا مخصوص مبتدیوں کا ہوتا
 کیونکہ مرید کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہو گا اور اس کا مقصود خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس کا
 دیدار اور مشاہدہ باطنی کے طریق سے اس تک پہنچنا اور حقیقت واضح ہوتی ہے اور اس
 مقصد کا ایک راستہ ہے جس کو وہ چلتا ہے اور جو کچھ معاملہ میں جبر موافقت کرتا ہے اور کچھ
 حالات ہیں جو اسکے پیش آتے ہیں تو جب عتاب یا خطاب کا ذکر سنتا ہے یا قبول خواہ رد
 کا یا وصل و ہجر کا یا قرب و بعد کا یا افسوس فوت شدہ چیز کا یا اشتیاق متوقع کا یا شوق
 کسی انیوالے کا یا طمع کا یا خوف کا یا گہرنے کا یا دل لگنے کا یا ایمانے وعدہ خواہ عہد شکنی
 کا یا خوف فراق خواہ سرور وصال کا یا حبیب کے دیکھنے کا یا رقیب کے برطن ہونیکا یا انکشتانی
 یا متواتر سرگردانی کا یا طول فراق خواہ وعدہ وصال کا یا اور کسی بات کا ذکر سنتا ہے
 جس کا بیان اشعار میں ہوتا ہے تو ضرور ہے کہ بعض ان حالات میں کے مرید کے مطابق حال
 ہوں تو اونکا سننا ایسا ہوتا ہے جیسا چاق سے آگ کا پیدا ہونا کہ فوراً دل کی آگ

بہترک اوشقی ہی اور شوق کا ادب اور غلبہ زور پکڑ جاتا ہی اور اسکے سبب حالات اویسی
 مارت کے مخالف اونیہر جوم کرتے ہیں اور الفاظ کو اپنے احوال پر ڈھائی اور کوبڑی گنجائش
 ہی تو یہ ضرور نہیں کہ وہ اشعار سے وہی معنی سمجھے جو شاعر کی مراد ہو بلکہ ہر کلام کی صورتوں
 پر محمول ہو سکتے ہیں اور ہر ذی فہم اوست اپنی سمجھ کے موافق معنی نکال سکتا ہی آج ہم
 کچھ مثالیں لکھتے ہیں کہ لوگوں نے الفاظ کو اپنے مقصود پر کیے ڈھال لیا تاکہ کوئی جاہل سمجھ
 نہ لگمان کرے کہ جن شعروں میں ذکر غم اور خسار اور زلف کا ہو گا اونسے تو ظاہر ہی ہی
 معنی سمجھ میں آویگے اور بات کوئی کیا سمجھے گا اور کچھ اسکی حاجت نہیں کہ اشعار سے سمجھنے کی
 کیفیت کو بھی بیان کریں اسلئے کہ یہ امر سماع والوں کی حکایات سے معلوم ہی ہو جاتا
 حیوان چہ بیان چنانچہ کہتے ہیں کہ کسی صوفی نے ایک شخص کو کہتے شناسا

مجھ سے کہا رسول نے کل کو لوگے تم	میں نے کہا کہ کتابی کیا کہہ نہی ہے
----------------------------------	------------------------------------

اس آواز سے اوسکو اشتعالک ہوئی اور وجہ میں آکر یہ مصرعہ اول مکرر پڑھنے لگا اور
 صیغہ مخاطب کی جگہ مشکل کہنے لگا یہاں تک کہ شدت سرور اور لذت بیہوش ہو گیا جب بہتر
 میں آیا تب اس سے وجہ کا سبب دریافت کیا کہا کہ مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا ارشاد یاد آیا کہ جنت والے اپنے پروردگار کی زیارت ہر ہفتہ میں ایک بار کریں گے اور
 رقی نے ان درج سے نقل کی ہے کہ اوسے کہا کہ میں اور ابن فوطی بصرہ اور ایلہ کے درمیان
 و جد پر چلے جاتے تھے کہ اتنے میں ایک محل خوبصورت نظر آیا اوسکے برآمدہ میں ایک شخص
 بیٹھا ہوا اور اوسکے سامنے ایک لونڈی بیٹھا رہتی تھی

یہ تغیر تیرے احوال میں ہر روز تھا	مجھ کو تو اسکے سوا اور بھی کچھ ہے زیبا
-----------------------------------	--

اتفاقاً ایک جوان و جوانی ہاتھ میں گدڑی اپنے برآمدہ کے میچے ٹکلتا تھا کہ یہ آواز

اوسکے کان میں پڑی اوس لونڈی سے کہا کہ تجھے قسم ہے خدا کی اور اپنے مولیٰ کی حیات
 کی کہ اسکو دوبارہ کدے اوس فیہی شعر دوبارہ پڑھائیں کہا جو ان نے کہ بخدا حق کے
 ساتھ میرے حال کا تلون یہی ہے ہر ایک فقرہ جانسوز مار کر مگیا راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا
 کہ اب تو ایک امر فرض ہے ہمیشہ ہو گیا یہاں نہیں چاہئے اوسکی تجیز و تکفین کے لئے ہم ہمیں گئے
 صاحب مکان نے اوس لونڈی سے کہا کہ تو لوجہ اللہ آزاد ہے ہر بصرہ والے نکلے اور اور
 جو ان پوٹھار پڑی اور جب دفن سے فارغ ہوئے تو صاحب مکان نے اونسے کہا کہ میں تجھ کو
 گواہ کرتا ہوں کہ جتنی چیزیں میری ہیں اس محل کے سب وقف ہیں اور میری سب لونڈیاں
 آزاد ہیں ہر اوسنے اپنے کپڑے اتار ڈالے اور ایک تھمہ باندھ کر دوسرے بدن پہ ڈالیا
 اور جہر کو مونہ پہنچا دیا لوگ دیکھتے رہ گئے یہاں تک کہ اونکی نظر سے غائب ہو گیا سب
 اوسکے فراق سے روتے تھے ہر اوسکا حال کچھ نہ تھا کہ کہاں گیا اور کیا ہوا اور مقصود یہ ہے
 کہ وہ جو ان ہر وقت اپنے حال میں حق کے ساتھ مستغرق تھا اور معاملہ کے اندر حسرت و پیا
 پر ثابت رہنے سے اپنے آپ کو عاجز جانتا تھا اور اپنے دل کے عدم استقلال اور طین حق
 سے مائل ہونے پر تاسف تھا تو جب اوسکے کان میں وہی بات پڑی جو اوسکے حال کے
 موافق تھی تو اوسکو یوں خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھکویوں خطا ہے کہ تو میری
 نئے رنگ بدلتا ہے اگر ایسا نہ کرے تو میرے حق میں اچھا ہوا اور جس شخص کا سماع میں اللہ اور علی اللہ
 اور فی اللہ ہوا اوسکو چاہئے کہ معرفت الہی اور اوسکی صفات کی معرفت کا عالم خوب مضبوط
 کر لے ورنہ سماع سے اوسکے حق میں خطر ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کے حق میں ایسی بات تصور
 کرے جو اوسکے حق میں محال ہو اور اس سے کافر ہو جاتا ہے تو جو مرید مبتدی ہو اوسکو
 سماع میں خطر ہی نہ ہو اگر جو کچھ سمجھے اوسکو اپنے حال پر ڈھالے اس طرح کہ خدا تعالیٰ کے صفات

متعلق نہ ہو تو مضائقہ نہیں ورنہ دقت ہو شاعر مذکور میں خطا اس طرح ہو سکتی ہو کہ اپنے ہر کو
 حکم سمجھ اور خدا تعالیٰ کو مخاطب اور اس کی طرف مومن کو نسبت کرے تو کافر ہو جائیگا اور
 ایسی غلطی کسی تو محض جہالت ہوتی ہے جو میں کہہ تحقیق کی آمیزش نہیں ہوتی اور کسی ایسی جہالت
 سے ہوتی ہو کہ او میں گو نہ تحقیق ہی ہوتی ہو اور کسی صورت یہ ہو کہ مثلاً اپنے حالات کا اپنا
 بلکہ تمام عالم کا متغیر ہونا خدا تعالیٰ کی طرف سے جانے تو اتنی بات حق ہو کہ چونکہ خدا تعالیٰ کو
 آدمی کا دل کشادہ کرتا ہو اور کسی تنگ اور گاہے نورانی فرماتا ہو اور گاہے ظلمانی اور
 کسی اور کو سخت کرتا ہو اور کسی نرم اور گاہے اس کو اپنی طاعت پر ثبات اور حکم کر دیتا ہو اور
 کسی اور پر شیطان کو مسلط کرتا ہو کہ اس کو طریق حق سے پھیر دے اور یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے ہیں جس شخص سے کہ اوقات قریبہ میں مختلف احوال سرزد ہوا کرتے ہیں اور اس کو مادی
 اور عرف میں غیر مستقل اور متلون ہوا کرتے ہیں اور غالباً شاعر نے اپنے محبوب ہی کو متلون
 کی طرف نسبت کیا ہو اس نظر سے کہ کسی قبول کرتا ہو اور کسی مردود اور گاہے نزدیک کرتا ہو
 اور گاہے دور مگر متبع سے اس امر کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا کفر محض ہے بلکہ اللہ تعالیٰ
 شانہ کے ساتھ یہ عقیدہ چاہئے کہ وہ دوسرے کو بدلتا ہو خود متلون نہیں ہوتا اور اس کی طرف
 تغیر ہو اور اس کو تغیر نہیں بخلاف بندوں کے کہ وہ تغیر ہوتے ہیں اور یہ عالم مردود و مقبول
 تقلیدی اور ایمانی سے حاصل ہوا کرتا ہو اور عارف کو یقین کشفی حقیقی سے اور یہ وہ
 خداوند حقیقی کا کہ دوسرے کو بدل دیتا اور خود نہ بدلتا اور صاف عجیب میں ہے اور اس کے سوا
 دوسرے میں نہیں ہو سکتا کیونکہ جتنے بدل دینے والے اس کے سوا ہیں وہ اس وقت دوسرے کو
 بدلتے ہیں کہ خود ہی بدل جاویں اور بعض ارباب وجد وہ ہیں جن پر ایسا حال غالب ہوتا ہے
 جیسا نشا پیوش کر دیتا ہو ایسے حال میں اس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ساتھ عتاب پر کھلبلی

ہو اور اس کا کو بیعہ جانتے ہیں کہ دلو اور اسے اپنا مطیع کر کے باہر اور اس کے حالات کو مختلف
 طور پر تقسیم کیا ہے کہ صدیقین کے دلو صفائی اور حضور غیبت کی اور منکروں اور
 مغروروں کے دلو دوری اور مجبوری تو اس کی دی ہوئی چیز کا نہ کوئی روکنے والا
 اور نہ اس کی روکی چیز کا کوئی دینے والا کفار سے جو توفیق منقطع کر دی تو کسی پہلے
 تصور کی جہت سے نہیں اور انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کو جو اپنی توفیق اور
 نور ہدایت سے مدد دی تو کسی سابق کے ذریعہ سے نہیں بلکہ اپنے آپ کو یوں فرمایا و لَقَدْ
 سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا آمَلُ سَلْبِیْنِ اور فرمایا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ
 جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی
 اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ اب اگر تمہارے دلیں میں خطرہ گذرے کہ تقدیر سابق کیوں
 مختلف ہوئی بندہ ہونے میں تو سب مشترک ہیں تو پھر تم کو سرا پر وہ جلال سے لکارا جاوے گا
 کہ حدادیت باہر ہو یہ وہ ذات پاک ہے جسکی شان لَا یُسْئَلُ عَنْهَا یَفْعَلُ وَهُوَ یَسْئَلُ
 اور اصل تو یہ ہے کہ زبان اور ظاہر میں ادب کرنے پر تو اکثر قادر ہیں مگر دلیں میں ایسے متکلف
 ظاہری بعد نہ معلوم ہونا کہ کوئی تو ہمیشہ کوششی ہے اور راندہ درگاہ اور کوئی سعید
 جاوید اور مقبول بارگاہ اس امر پر بجز راسخ عالم کے قدموں کے ثابت نہیں اور ہمیں
 وجہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے جو کسی نے خواب میں راگ کا حال پوچھا
 تو اپنے فرمایا کہ وہ صاف نتھرا ہے اور سبز بزرگ عالم کے قدموں کے اور لوگوں کے قدم نہیں جمتے اور
 یہ اسوجہ فرمایا کہ راگ دلوں کے اسرار خفی کو شریک کرنا ہی اور جیسے نشہ مدہوش کرنے والا آدمی
 کو پریشان کر دیتا ہے اور ادب کا عقدہ کو لڈتیا ہی اسطرح راگ ہی دلوں کو پریشان کرتا
 ہے اس درجہ تک کہ عجب نہیں کہ ادب باطنی بالاسے طاق ہو جائے مگر جسکو خدا تعالیٰ اپنے نور ہدایت

اور محبت سچا لپو سے اور ایسی ہے کسی نے کہا ہے کہ کاش ہم راگ سے جو کہ ٹون ہی جاوین کہ
 نہ ہو کو کچھ ثواب ہو نہ عذاب غرض کہ انہیں کے سماع میں اوس سماع سے زیادہ خطر ہی جو شہوت کا
 محرک ہو کیونکہ محرک شہوت کی غایت یہ ہے کہ ترک نصیحت ہو جائے چہ تو نہیں کہ کافر ٹھیکہ کے
 جو اس آگ کی غایت ہے اب یہ معلوم کرنا چاہئے کہ سمجھ کبھی سننے والے کے حالات کے لحاظ سے
 مختلف ہوتی ہے حتیٰ کہ ایک ہی شعر کے دو سننے والوں کو وجد ہوتا ہے حالانکہ ایک کی سمجھ
 درست ہوتی ہے اور دوسرے کی خطا یا دو فون کی سمجھ درست ہوتی ہے مگر ایک کچھ معنی سمجھا
 اور دوسرا کچھ اور ہر چند یہ دو فون معنی ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر ان دو فونوں
 کے حالات کے لحاظ سے ضد نہیں جیسے عتبہ غلام سے مروی ہے کہ او فون نے کسی کو گائے سنا

پاک ہو قدوس ذات کبریا	سینچ میں رہتا ہے عاشق مبتلا
-----------------------	-----------------------------

تو کہا کہ سچ کہتا ہے اور ایک اور شخص نے جو اس کو سنا تو کہا کہ جیوٹا کہتا ہے کسی بل بل نے
 فرمایا کہ دو فون درست و سچا کہتے ہیں اسلئے کہ اول کا قول اوس عاشق کا ہے جس کو مراد
 پر دست رس نہیں ہوئی بلکہ اعراض اور انکار محبوب ہے مثلاً اے آلام فراق ہے اور دوسرا
 کلام اوس عاشق کا ہے جس کو محبت سے انس ہے اور فطرت محبت میں سچا ہے اور دوست پرست
 ہو گیا ہے پر کار بند ہے در و تکلیف کا اثر نہیں معلوم کرنا ہے بلکہ اوس سمرہ اور لذت
 اوٹھاتا ہے یا ایسے عاشق کا کلام ہے جو اپنی مراد سے فی الحال کامیاب ہو اور آئندہ فانی
 اعراض سے واقف نہیں یعنی رہا اور حسن ظن اس درجہ کو اس کے دل پر غالب ہو ہے کہ غرض
 سے بالکل فانی ہے تو اس طرح حالات کے مختلف ہونے سے سمجھ میں اختلاف ہو جاتا ہے اور
 ابوالقاسم بن بردان جو ابو سعید خزاز رحمہ اللہ کی محبت میں رہتے تھے اور بہت برسوں
 راگ سننا چوڑو دیا تھا اونکی حکایت ہے کہ کسی دعوت میں گئے تو ان ایک شخص کو یہ گانے سنا

بر لب چو تشنه لب استاده ام جام از دستش نمی یابم هنوز

حاضرین اوٹھے اور وجہ کیا جب ساکت ہوئے تو اونہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اسکے
معنی آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کہا کہ معنی یہ ہیں کہ احوال شریفہ کا اشتیاق ہے اور باوجود انکے
سامان موجود ہونیکے افسے محرومی ہے اس جواب سے انکی تشفی ہوئی لوگوں نے کہا کہ آپکے
نزدیک کیا مقصود ہے؟ فرمایا کہ یہ مراد ہے کہ حالات کے سچ میں ہو اور کرامات محنت کی جائز
مگر اصل حقیقت سے کچھ نہ عطا کیا جائے اور انہیں اشارہ ہے کہ حقیقت احوال اور کرامات
کے سوا اور چیز انکے بعد ہی اور اس سے پیشتر احوال ہوتے ہیں اور کرامات اسکے مبادی ہیں
کرامات کے ہونے پر بھی حقیقت پر وصول نہیں ہوتا مثل مقصود دور رہتی ہے اب ان
میں جو اونہوں نے سمجھے اور انہیں جو لوگوں نے سمجھے تھے اتنا ہی فرق ہے کہ وہ اور جگہ کا
اشتیاق بیان کرتے تھے اور اب القاسم نے اور تہ کی تشنہ لبی بیان کی اور دونوں صحیح
ہیں اسکے کہ جو شخص احوال شریفہ سے محروم ہوتا ہے وہ اول اونہیں کا مشتاق ہوتا ہے
جب اوپر دسترس ہو جاتی ہے تو انکے بعد کے مقامات کا اشتیاق کرتا ہے تو جس مقام پر
ساکس کو پہنچنا نصیب ہوگا اسکے نیچے کے مقامات کا اشتیاق نہ ہوگا اور پر کے مقامات
کا راغب ہوگا اور شبلی رحمہ اللہ اکثر اس مضمون کے شعر پر وجہ کیا کرتے تھے

بہرست الفت تو محبت خدا و توست وصل تو قطع باشد و صلیحت ستیزہ

اس شعر کو کسی مختلف صورتوں پر سمجھ سکتے ہیں کہ اونہیں سے بعض حق ہیں اور بعض باطل
سب ظاہر تر وجہ یہ ہے کہ اسکو خلق کے باب میں بلکہ تمام دنیا اور ماسوا اللہ کے باب میں
سمجھا جائے اسلئے کہ یہ حال دنیا ہی کا ہے کہ غلابا فروبی او پزیرا بنایا قابل مائل میں او کو شوق و نظر ہرگز
دوست ہی جس مکان میں کہ اوس سے عیش بالا مال ہے آخر کو اوسی کا ہر حال ہے ابھی مکان و

شادان اور فرحان ہیں اور اپنی مالکہ کنان اور گریبان چنانچہ حدیث میں بھی اسکا انقلاب
مذکور ہے اور ثعالیٰ نے اسکا وصف اس مضمون سے بیان کیا ہے

بہاگ دنیا سے نہ نسبت کا اوس تو خیال
اوسکے خون کے مقابل میں ہر لہر میں قلیل
خوب کثرت سے کئی ہیں و اصفوح اوسکو
بادہ گلگون ہے وہ لیکن موت اوسکا خار
ہر وہ مبارک کہ جسکا حسن مدام فریب

قابل شوہر جو بی بی ہونو سے اسکو
سخیان زائد ہیں اوسکی بے ترد لا کلام
لیکین کتا ہوں اوسکے حق میں تہیہ تمام
بادیہی پر چڑھوا دے تو ہونو سے بد کلام
لیک باطن میں وہ کہتی ہے خباثت کا عام

غرض کہ شعر مذکور الصدقہ کے سب مضمون دنیا پر تطبیق ہو سکتے ہیں اور دوسرے معنی یہ ہیں
کہ اس شعر کو اپنے نفس پر اچھی طرح ڈالے کہ خدا تعالیٰ کے حقوق میں نفس کا یہی حال ہے
مثلاً اوسکی معرفت و حالت ہی اسنے کہ اللہ تعالیٰ خود فرمایا ہے وَهَاقْدَرَ اللَّهُ حَقَّكَ
اور طاعت اوسکی ریاضت اسوجہ کہ اللہ تعالیٰ سے کما بیغی و زنا نہیں اور محبت بالکل و کمال
کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کوئی شہوت اپنی شہوتوں میں کچھ پور تانہیں لے سکتا اور
اوصاف کمال کو قیاس کر لینا چاہئے اور جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو بہتری کرنی منظور
ہوتی ہے اوسکو اوسکے نفس کے عیبوں پر واقف کر دیتا ہے وہ اس شعر کو اپنے حال کا مصداق
سمجھتا ہے گو غافلوں کی نسبت کردہ عالی رتبہ ہوا اور عین وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
و اصحابہ وسلم نے فرمایا لَا أُحْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَتَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ اور
دوسری حدیث میں فرمایا اِنِّي لَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ سَبْعِينَ مَرَّةً
اور آپ کا استغفار اسی وجہ سے تھا کہ ہر وقت مقامات و احوال کے منازل آپ طے فرماتے
تھے اور مدارج غالیہ کی نسبت اوں مقامات کو بعید سمجھ کر استغفار کرتے تھے گو وہ مقامات

اپنے ما قبل کی نسبت درجات قرب میں تھے مگر قرب اور بعد امور اضافی ہیں کوئی
 قرب ایسا نہیں کہ اوکے آگے اور قرب نہ ہو بے انتہا درجے میں جیسا کہ مولوی روم
 رحمہ اللہ فرماتے ہیں شعر

اسے برا درجے نہایت در گیت	ہر چہ بروے میر سی بروے مایست
---------------------------	------------------------------

اور درجات قرب کے اعلیٰ درجہ پر پہونچنا نامحال ہے اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ اپنے
 احوال کے مبادی کو دیکھ کر اوپر راضی ہوا اور پسند کرے اور پھر انکے انجمنوں کو دیکھ کر
 ان حالات کو حقیر جانے یعنی ہر ایک میں پوشیدہ مغالطہ پاوے اور اس امر کو خدا
 تعالیٰ کی طرف سے جان کر جب یہ شعر سنے تو اس کے قضا و قدر کی شکایت پر ڈھال دے
 تو یہ کفری جیسا اوپر پہننے لگا ہی اور کوئی شعر ایسا نہیں جسکا ڈھالنا کسی معنویہ ممکن
 نہواور یہ امر سننے والے کی کثرت علم اور دل کی صفائی پر موقوف ہے چوتھی حالت یہ ہے
 کہ راگ سننے والا احوال و مقامات کو طے کر کے ماسوی اللہ کے سمجھنے سے جاتا رہا ہو یہاں
 کہ اپنے نفس اور احوال اور معاملات سے بیخبر ہو اور ایسا مدہوش ہو کہ گویا عین مدہوش
 کے دریا میں مستغرق ہے اور اسکا حال ان عورتوں کے مشابہ ہو جنہوں نے حضرت
 یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال و یکیتے وقت اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے
 اور ایسی مدہوش ہوئی تھیں کہ ہاتھوں کا کٹنا معلوم نہواور ان جیسی حالت کو صوفی
 فناعن النفس بولتے ہیں یعنی خودی سے جاتا رہتا ہے اور جب اپنے نفس سے فنا ہو گیا
 تو ظاہر ہے کہ دوسرے زیادہ تر فنا ہوگا تو وہ گویا بحر واحد شہود کے اور سب چہرے
 فنا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مشاہدہ کرنے سے بھی فنا ہو جاتا ہے اسلئے کہ دل اگر شاہدہ
 کرنے کی طرف التفات کر گیا اور اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوگا کہ میں مشاہدہ کر رہا ہوں

تو شہود سے غافل ہو گا بلکہ مآشقاں شہود کو شاہد سے سوکار نہیں رہتا جیسے
 کوئی مرنے پر چیز کا حریص جیسا اسکے دیکھنے میں زیادہ متفرق ہوتا ہو تو اس کو نہ اپنے
 دیکھنے کی طرف التفات رہتا ہو اور نہ آنکہ کی طرف جس سے رویت ہوتی ہو اور نہ دل
 کی طرف جس لذت معلوم ہوتی ہو اس طرح متوال کو اپنے نشہ کی خبر نہیں ہوتی اور لذت پانچا لیکو لذت
 پانچ کی طرف توجہ ہو بلکہ جس سے لذت ہوتی ہو فقط اسی کا حال جانتا ہو اس طرح کسی چیز
 کا جانتا اور چیز ہو اور اس کے جاننے کا علم ہونا اور ہر توجہ شخص کی ایک چیز کا عالم ہو جب
 اس کے دہیان میں اس کے عالم ہو نیک عالم ہو گا تو وہ اس چیز سے اعراض کنندہ
 نہیں ہوگا اور یہ حالت فناء عن النفس کی کہی تو مخلوق کے حق میں طاری ہوتی ہو اور
 کہی خدا تعالیٰ کے حق میں ہی ہوتی ہو مگر اکثر یوں ہے کہ یہ حالت بجلی کی سی چمک
 ہوتی ہو کہ ثابت اور دائم نہیں رہتے اور اگر ثابت رہے تو اس کے تحمل کی تاب قوت
 بشری میں نہیں بلکہ بعض اوقات اس کے بوجہ میں ایسا اضطراب کرتا ہو کہ اس سے
 اس کا نفس ہلاک ہو جاتا ہو چنانچہ ابو الحسن نوری رحمہ اللہ کا حال لکھتے ہیں
 کہ وہ ایک مجلس سماع میں موجود تھے کہ اس مضمون کا شعر سنا

پوچھتا ہوں تیری الفت سے دائم ایسی منزل لیرا | اترتے وقت جسم میں ہوتی ہو غفلت کو حیرانی

سننے ہی اور سنے اور وجد میں آکر جذبہ ہر موندہ ہوا چلنے اتفاقاً ایک جنگل میں پوچھنے
 کہ او میں سے بانس کاٹ لئے تھے اونکی جڑ میں تیز دھار کھڑی تھیں پس او میں
 میں کو دتے دوڑتے رہے اور دوسری صبح تک شعر مذکور کا اعادہ کرتے رہے اور پاؤں
 میں سے خون نکلتا جاتا تھا یہاں تک کہ دونوں پاؤں اور پٹلیاں ورم کر گئیں
 اور بعد اسکے آپ چند روز زندہ رہے واصلِ حق ہوئے رحمہ اللہ تو اس طرح کی چیز

اور وجد صدیقون کا درجہ ہو اور یہ سب درجوں میں اعلیٰ ہو کیونکہ سماع احوال
 کے ہونے پر درجہ کمال سے ناقص ہے اور وہ صفات بشری سے مخلوط رہتا ہو جو
 ایک طرح کا قصور ہو بلکہ کمال اسکا نام ہو کہ اپنے نفس اور احوال سے بالکل فناء ہو جاوے
 یعنی نہ نفس کی یاد رہے نہ احوال کی اور انکی طرف التفات بھی نہ رہے جیسے کہ مصر
 کی عورتوں کو یا تھون اور چھری پر التفات نہ رہتا اور راک کو لٹا اور بادشاہ اور فی
 سنے اور یہ رتبہ اوس شخص کا ہو کہ ساحل احوال اور اعمال سے پار ہو کر بحر حقیقت میں
 گئے اور صفائی توحید اور اخلاص محض میں رل مل جائے اور خودی کا نشان
 کچھ اوس میں نہ رہے بشریت بالکل منتفی اور صفات بشری کی طرف التفات یقیناً منفی
 ہو اور ہمارے غرض فنا سے فنا ہے جسم نہیں بلکہ فنا دل مقصود ہو اور دل سے
 مراد گوشت و خون نہیں بلکہ وہ سر لطیف مراد ہو جسکو قلب ظاہری کے ساتھ ایک علامہ
 مخفی ہو اور اس کے بعد روح ہو خود اے عزوجل کے حکم سے ہو اوسکو جو جانتا ہو وہی
 پہچانتا ہو اور جو جاہل ہو وہ نہیں جانتا اور اوس سر کے لگو ایک وجود ہو اور صورت
 اوس وجود کی وہ ہو اور اس میں موجود ہو تو جب اوس کے اندر غیر چیز موجود ہوگی
 تو گو یا بحر اوس حاضر چیز کے اوپر چیز کا وجود نہ رہیگا اور اوسکی مثال چلا والے آئینہ
 کی سی ہو کہ بذات خود اوس میں کوئی رنگ نہیں ہوتا بلکہ جو چیز اوس میں حاضر ہوتی ہے
 اوسی کا رنگ اوس آئینہ کا رنگ ہوتا ہو اور یہی حال شیشہ کا ہوتا ہو کہ خاص اوس میں
 کوئی رنگ نہیں ہوتا بلکہ جو چیز اوس کے اندر قرار پائے اوسی کے رنگ سے رنگیں ہو
 ہو تو اوس کا رنگ یہی ہو کہ سب رنگوں کے قبول کرنے کی استعداد اوس میں موجود ہے
 اور سر قلب کی حقیقت بلحاظ اوس کے اندر کی چیز کے کسی شاعر کے اس قطعہ سے خوب

معلوم ہوتی ہے قطعہ

صہبا اور آگینے سے دونوں میں قیق	ہر ایک شکل دونوں کی اور ایک آبلو
گویا کہ ہر شراب نہیں جام کا وجود	یا یہ کہ کو کہ ساغر سے یہ نہیں شراب

اور یہ امر معلوم مکاشفہ کے اون مقامات میں سے ہے جسے بعض لوگوں نے حلول اور اتحاد ذات حق کا دعویٰ کر کے انا لکھی کہمدا اور فرقہ نصاریٰ جو عالم لاموت اور ناسوت کے اتحاد کا دعویٰ کرتے ہیں یا اول کا لباس دوسرے کو بتاتے ہیں یا اول کا حلول دوسرے میں کہتے ہیں اور ان کے قول کی جہل ہی یہی امر ہے اور یہاں تک غلطی ہے انکا کلام ایسا ہی جیسے کوئی آئینہ کے اندر کی سرخی کو دیکھ کر اسکو سرخ رنگ بتا دے اور یہ نہ جانے کہ یہ رنگ آئینہ کا نہیں بلکہ اوس چیز کا ہے جو اس کے ساتھ ہے اور جب عکس اس کے اندر پڑا ہے اور چونکہ یہ تقریر علم معامد سے مناسبت نہیں کرتی اسلئے اب اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ فرق سمجھنے کے وجہات کا لکھ چکے ہیں

دوسرا مقام وجہ جو سمجھنے اور ڈھالنے کے بعد ہوتا ہے

صوفیہ کرام اور وہ حکما جو سماع کو اسوای سے مناسبت ہونے کی وجہ میں تقریریں کرتے ہیں دونوں فرقوں کے وجہ کی ماہیت میں بہت سے اقوال ہیں اول ہم ان کے اقوال نقل کرتے ہیں پھر جو امر محقق ہے اسکو بیان کریں گے صوفیوں کے اقوال تو اس باب میں یہ ہیں کہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ سماع کے لئے فرماتے ہیں کہ وہ حق کا وار د ہے اسلئے آتا ہے کہ دلون کی تحریک حق کی طرف کرتے تو جو کوئی اسکو حق کے سبب سے وہ محقق ہے اور جو نفس کے باعث سنیگا وہ زندیق ہے تو گو یا ان کے نزدیک وجہ سماع ہی

کہ دلونکا میل حتی کی طرف ہو یعنی جب سماع کا وارداوے تو حق موجود پیاو کہ اوسکا
نام ہی وارد حق ہوا اور ابو آسین و راج سماع میں وجہ کا حال یوں فرماتے ہیں کہ وہ
اوس حالت کا نام ہی جو سماع کے وقت پائی جاوے اور کہا کہ سماع مجھکو رونق کے پیرا
میں دوڑا لگیا اور عطا کے وقت حق کے واجب ہونے نے مجھکو وجہ میں ڈالا پھر
جام صفا سے مجھکو پلایا اور اوس رضا کے مراتب میں حاصل کئے اور ریاض نہر بہتا او
فضا میں مجھکو سیر کرائی اور شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سماع کا ظاہر تو فتنہ ہی اور باطن
عبرت تو جو کوئی اشارہ کو پہچانتا ہی اوسکو عبرت کا سنا حلال ہو ورنہ وہ خواستگار فتنہ
کا ہی اور بلا میں پڑنا چاہتا ہی اور اکابر فرماتے ہیں کہ اہل معرفت کے لئے سماع غذا الروح
کی ہو اسلئے کہ یہ ایسا وصف ہو کہ سب اعمال سے باریک ہی اور اپنے رقیق ہونے کی وجہ
سے طبیعت کی رقت ہی سے حاصل ہوتا ہی اور بانی وجہ کہ جو اسکے اہل ہیں اوسکے نزدیک
یہ صاف اور لطیف ہی تو بجز ستر قلبی کی صفائی کے اور کس بات سے نہیں دریافت ہوتا
اور عمر ابن عثمان مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کیفیت کو کوئی عبارت ادا نہیں
کر سکتی اسلئے کہ وہ ایماندار یقین والوں کی عبادت کے وقت کارا ز آئی ہو اور بعض
فرماتے ہیں کہ وجہ حق کی طرف کے مکاشفات کا نام ہی اور ابو سعید بن اعرابی فرماتے
ہیں کہ وجہ یہ ہے کہ حجاب کا دور ہونا اور دوست کا مشاہدہ کو نا فہم کاموجود ہونا
اور غیب کا دیکھنا اور راز قلبی سے گفتگو کرنا اور مقصود کو اس دنیا یعنی اپنی خودی
کو زائل کرنے سے مانوس ہو جانا اور یہ بھی او نہیں کا قول ہے کہ وجہ خصوصیت کے
درجات میں سے اول ہی اور سبب امور غائبہ کی تصدیق کا ہے کہ جب سالک وجہ کا
مرزا چکے ہیں اور انکے دل میں نور چمکتا ہی تو انکو کوئی شک اور شبہ باقی نہیں رہتا

اور یہ بھی اذکار ہی قول ہے کہ نفس کے آثار کا دیکھنا اور علایق اور اسباب کا تعلق
 وجد کا مانع ہوتا ہی اس لئے کہ نفس اپنے اسباب کے باعث سے مجبور ہے، تو جب اس کے اسباب
 منقطع ہو جائیں اور ذکر خالص ہو اور دل ہوشیار اور رقیق اور صاف ہو اور صورت
 اوہمیں اثر کرے اور مناجات کے اجنبی مقام میں پہنچ جائے اور اوہ ہر سے خطا پاک
 ہونے لگے اور خطاب کو گوش ہوش اور دل حاضر اور سر ظاہر سے نئے اور جو بات
 اپنے آپ میں نہ تھی اس کو مشاہدہ کرے تو اس کا نام وجد ہے کہ جو بات معدوم تھی
 اس کو خود میں موجود پایا اور یہ بھی اذکار قول ہے کہ وجد وہ ہے جو امور مفصلہ ذیل
 کے وقت ہو یعنی ذکر محرک کے وقت یا خوف قلق میں ڈالنے والی کیفیت یا تغزش پر
 توجہ کرنی یا کوئی لطیفہ کہنے یا کسی فائدہ کی طرف اشارہ کرنے یا غائب کی طرف اشتاق
 ہونے یا گم شدہ پر افسوس کرنے یا گزشتہ پر نادم ہونے یا کسی حال کی طرف کہنہ جانے
 یا کسی واجب کی طرف مائل ہونے یا سر قلبی سے رگوشی کرنے کے وقت اور وجد کی کیفیت
 یہ ہے کہ ظاہر کو ظاہر کے مقابل کرنا اور باطن کو باطن کے اور غیب کو غیب کے اور سر
 کو سر کے اور جو کچھ تقدیر میں فائدہ لکھا ہی مضر چیز کے بدلے میں اس کو پیدا کرنا تاکہ
 بناء کی سعی اسباب میں اس کے لئے لکھ لیا وے اور اسی کی جانب سے شمار کیا جائے
 تو اس صورت میں بدو ن سعی کے تو اس کے پاس سعی ہو جائیگی اور ذکر بدو ن ذکر
 کے اس لئے کہ شرع میں نعمت دینے والا اور ذمہ ور تو وہی کفیل مطلق تھا اور تمام اعمال
 آئندہ کو اس کی طرف رجوع کر گیا تو علم وجد کا ظاہر یہ ہے کہ جو بیان ہوا اور صوفیہ کے اقوال
 وجد کے باب میں اسی طرح کے بہت ہیں اب حکما کے اقوال کو سنو کہ بعض تو یہ کہتے ہیں
 کہ پس ایک عمدہ نصیحت تھی جس کو قوت نطق لفظوں نکال سکی پس اس کو نفس نے غفلت

باہر نکالا اور حبیب وہ ظاہر ہوئی تو نفس خوش ہوا اور اس کے سامنے طب میں آیا تو تم
 نفس سے سنا کر وادراوس سرگوشی کر دیا اور ظاہری مناجات کو ترک کر دیا اور بعض یہ
 کہتے ہیں کہ سماع کا نتیجہ یہ ہے بائین ہیں کہ رائے سے عاجز رہا کا ظالیہ متدبجہ اور
 جو فکر سے خالی ہوا و سکون فکر حاصل ہو جائے اور جو فہم کا کندہ ہوا و سکی فہم تیز ہو جائے
 حتیٰ کہ جو بات نزدیکی ہو وہ پہچانی آوے اور جو تنگ گیا ہو وہ حسیّت بنجائے اور جو
 میل ہو وہ صاف بنے اور ہر رکاوٹ میں جولانی کرے اور درست رکے خطا نہ لے
 کام کرے مگر تاخیر نہ کرے اور دوسرے حکیم نے کہا ہے کہ جیسا فکر علم کو معلوم کی طرف سے راہ
 بتاتا ہے ویسا ہی سماع دل کو عالم روحانی کی راہ بتاتا ہے اور حکیم سے
 سوال ہوا کہ لغوین میں وزن اور گت پر مانتہ پاؤں کا بالطبیح
 ہلجانا کس وجہ سے ہوتا ہے کہ یہ عشق عقلی ہو عاشق عقلی اسباب کا محتاج نہیں بلکہ اپنی
 مستشوق سے زبان ہی سے گفتگو کرے بلکہ وہ اس سے کلام اور سرگوشی تبسم اور ہلکے جھپکنے اور
 ابرو اور آنکھ کے لطیف اشارے کیا کرتا ہے اور یہ سب پیرین بائین کرتی ہیں مگر روحانی
 زبان میں ہیں کہ بدون عقل کے اور طرح نہیں سمجھی جاتیں اور جو عاشق بھی ہیں وہ جو
 زبان کو مستعمل کرتے ہیں تاکہ اپنے شوق ضعیف اور کوٹے عشق کو تقریر زبانی سے ملے
 کرین اور ایک اور حکیم کا قول ہے کہ جو شخص حزن ہو و سکون نعمات کا سنا چاہیے اسلئے کہ نفس
 پر سب نعم آتا ہے تو اس کا نور تجھ جاتا ہے اور حبیب خوش ہوتا ہے تو اس کا نور شعل ہوتا ہے اور
 اس کی روشنی جگمگاتی ہے اس صورت میں جب قدر آدمی میں استعداد ہوگی اور روشنی اور
 نایابی سے صفائی ہوگی اور سیدہ اشتیاق پیدا ہوگا اور سماع اور وجد کے باب میں اقوال
 بہت سے ہیں ان سے کچھ بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہیں معلوم ہوتا اسلئے ہم اس حق تک کہتے

ہیں جبکو وجد کنا جا بے پس قاض ہو کہ وجد اوس حالت کا نام ہے جو سماع کا ثمرہ ہوتا ہے
 یعنی ایک نئی حالت راگ سننے کے بعد سننے والا اپنے نفس کے اندر پاتا ہے اور یہ حالت دوز
 قسموں کی خالی نہیں یا تو اسکا انجام وہ مشاہدات اور کاشفات ہوں جو منجملہ علوم اور
 تنبیہات گئے جاویں اور یا تغیرات اور احوال ہوں کہ وہ از قبیل علوم ہوں بلکہ
 مثل شوق اور خوف اور حزن اور قلق اور سرور اور فحس اور زہانت اور سہا
 اور قبض کے ہوں اور سماع ان احوال کو یا تو جوش میں لاتا ہے یا قوی کر دیتا ہے پس
 اگر سماع ایسا ضعیف ہو کہ نہ تو ظاہر بدن کو حرکت یا سکون نہ کوئی سننے والے کی حالت
 بدلے کہ خلاف عادت پلنے لگے یا گردن جھکالے یا دیکھنے اور بات کرنے سے ساکن ہو جائے
 تو ایسی حالت کو وجد نہ کہیں گے اور اگر ظاہر بدن پر حال کا متغیر ہونا معلوم پڑے گا
 تو اوسکو وجد کہیں گے اور جب قدر اوسکا ظہور اور ظاہر حال کو بدلنا ہو گا اوسے نسبت سے
 وجد نہ کو ضعیف یا قوی ہو گا اور اوسکی تحریک اوس قدر زور سے ہوگی جس قدر قوت
 کہ وہ حالت آویگی اور ظاہر کو تغیر سے محفوظ رکھنا بقدر وجد واک کے زور اور ہمت یا د
 کے قابو میں رکھنے کے ہوتا ہے تو اکثر ایسا ہو جاتا ہے کہ وجد باطن میں قوی ہوتا ہے مگر ظاہر
 میں تغیر نہیں آتا کہ وجد لینے والا قوی ہوتا ہے اور بعض اوقات اوس حالت جدیدہ ضعیف
 ہونے سے ظاہر میں اثر نہیں کرتا کہ وہ حالت تحریک میں اور عقدہ ضبط کو کھولنے میں
 قاصر ہوتی ہے اور اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے ابو سعید ابن اعرابی نے وجد کی تعریف میں
 کہ رقیب کا مشاہدہ اور حضور فہم اور غیب کا ملاحظہ ہوتا ہے چنانچہ اوپر بیان ہوا اور
 بعید نہیں کہ سماع ایسی چیز کے منکشف ہونے کا سبب ہو جو پہلے سے کمشوف نہ واسکے کہ
 کشف کئی سببوں سے ہوتا ہے اول تنبیہ سے اور سماع تنبیہ کرنا والا ہے دوم احوال کا بدلنا

اور او کا شاہدہ اور ادراک کہ ادنیٰ کے ادراک میں بھی ایک طرح کا علم ہو جیسا ہی بات کو
 واضح کر دیتا ہو جو پیشتر معلوم نہ تھے سو دم دل کی صفائی اور راک سبب کا دل کی صفائی
 کا چہارم دل کا قوی ہونا اور قوت سماع سے دل کا سرور اتنا بڑا لگے کہ ہوتا ہو کہ اس
 شدت سے درمیں اولن اشیا کا شاہدہ کر سکتا ہو جس کے مشاہدہ پیشتر عاجز تھا جیسے شہر
 کے باعث وہ بوجھ اٹھا سکتا ہو جس کے اٹھانے کی پیشتر اس کو طاقت نہ تھی تو چونکہ دل کا
 عمل کشف ہونا اور اسرار ملکوت کا ملاحظہ کرنا ہی تو حبیب دل قوی ہوگا تو اس کا عمل بھی زیادہ
 ہوگا جیسے شہر کے قوی دل ہونے سے اس کا عمل زیادہ ہوتا ہو جیسا بوجھ کا اٹھانا یا سر
 انہیں سہا جی کے وسیلہ سے سماع کشف کا سبب ہوتا ہو بلکہ دل جب صاف ہوتا ہو جیسا اور قوت
 امر حق اور سکے سامنے صوفیہ پیکر کر سوجھنے لگتا ہو یا لفظ منطوم بنکر اس کے کان میں پڑتا ہو
 اور اس آواز کو اگر بیداری میں ہوتی ہو تو آواز ہاقت کہتے ہیں اور سونے کی حالت
 میں ہوتی ہے تو خواب کہتے ہیں اور یہ نبوت کے چہالیس حصوں میں ایک حصہ کہ امر حق
 اس طرح آدمی پر واضح ہو جائے اور عالم معاملہ اس علم کی تحقیق خارج ہو مگر تجربہ شاید ہو کہ
 صالح کا اس طرح کے معاملات پیش ہوتے ہیں چنانچہ محمد بن مسروق بغدادی رحمہ اللہ کہتے
 ہیں کہ جن نونین میں جاہل تھا ایک رات نشہ کی حالت میں اس شعر کو گاتا ہوا یا پڑھا شہر

گزر کر تارہوں میں حیدم باغ زیر پلور سنا کہ	عجب کر تارہوں میں دن لوگوں پہ چوہیتے ہیں نیکی
پس پئے سنا کہ کوئی یون کہتا ہے شہر	
جہنم میں وہ پانی ہو اگر کوئی پئے اس کو	تو اک دم میں گلا ڈالے وہ اسرار نہانی کو
تو ہی آواز میرے لئے توبہ کرنے اور علم و عبادت میں مشغول ہونے کا باعث ہوئی تو اب کیا ہو	
کہ راک نے اس کے دل کی صفائی میں کیے اثر کیا کہ حق بات کی حقیقت جہنم کی صفت میں صبر	

پکڑ کر اور الفاظ موزون ہو کر اوسکے گوش ہوش میں پڑ گئی اور سلم عبادانی کہتے ہیں کہ
ہمارے پاس ایک یاسع مری اور عقبہ غلام اور عبد الواحد بن زید اور سلم اسوار سی تشریف
لائے اور سائل دریا پر فرکش ہوئے جیسے ایک رات اوسکے لئے کھانا تیار کر لیا اور اوسکی
دعوت کی چنانچہ صاحب تشریف لائے جب کھانا سامنے آچکا تو اتنے میں کسی نے غیب سے
پکار کر یہ شعر پڑھا

یا دمکونین کمانون کے مزہ میں مقبضے | کچھ نہ کام آو گی یہ لذت نفس آخر کار
اسکو سنکر عقبہ غلام نے ایک چیخ ماری اور بیوش ہو کر گر پڑے اور دوسرے لوگ بھی رونے
لگے کھانا جون کا تون رکھا رہا کسی نے ایک لقمہ نہ کھایا اور مبطرح کہ قہقہے صفائی کے
وقت ہاتھ کی آواز سنائی دیتی جو اسی طرح آنکھ سے صورت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام کی بھی سو جیتی ہے کہ وہ اہل مل کے سامنے مختلف صورت میں شکل پکڑتے ہیں اور
اسی جیسی حالت میں فرشتہ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے سامنے صورت پکڑتے
ہیں خواہ اپنی حقیقی صورت میں خواہ ایسی شکل میں کہ کسی قدر اونکی صورت اصلی سے
مشابہت رکھتی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جبریل علیہ السلام
کو دو بارہ اونکی صورت پر دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ انہوں نے افق کو روک لیا اور وہی
صورت مراد جو ان آیتوں میں عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ وَوَجَّهَ لَهَا
يَا لَأَفْقَىٰ الْعَالَىٰ آخر آیات تک اور انہیں جیسے احوال میں دلون کا حال آدمی کو
معلوم ہو جاتا ہو اور اس معلوم ہو نیکی و تفرس کہتے ہیں اور ہمیں وجہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اتقون فزاسة المؤمن فانہ ينظر بنور اللہ کہتے ہیں کہ
کوئی یہودی مسلمانوں کے پاس جاتا اور پوچھتا تھا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں

اتقوا عن فراستہ المؤمن تو لوگ اس کے معنی بیان کر دیتے مگر اس کی تشبیہ نہ تو لی گئی
 وہ کسی صوفی صاحب باطن کے پاس گیا اور اس نے بھی وہی سوال کیا اور انہوں نے فرمایا
 کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو زمانہ تیرے کپڑوں کے اندر کمزور بندہ ہو اس کو توڑ ڈال اور
 کہا کہ اپنے سچ کہا اس کے یہی معنی ہیں اور مسلمان ہو گیا اور کہا کہ اب میں جانا کہ آپ
 ایماندار ہیں اور آپ کا ایمان حق ہے اس طرح ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ جامع بغداد میں
 چند درویشوں کے ساتھ میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک جوان خریف خوبصورت راہی
 خوشبو کا آیا میں نے اپنے یاروں سے کہا کہ کب کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص یہودی ہے بسکو یہ
 بات بڑی معلوم ہوئی آخر میں باہر چلا آیا اور وہ شخص بھی چلا گیا پھر ان لوگوں سے
 اگر دریافت کیا کہ شیخ نے میرے باب میں کیا فرمایا تھا اور انہوں نے بتانے میں تکلف کیا مگر
 اس نے اصرار کیا کہ سچ بتا دو تب انہوں نے کہا کہ یوں کہا تھا کہ تم یہودی ہو پھر وہ
 شخص میرے پاس آیا اور میرے ہاتھوں پر چمکا اور سر کو بوسہ دیا اور مسلمان ہو گیا
 اور کہا کہ میں اپنی کتابوں میں یہ مضمون دیکھا ہے کہ صدیق کی فراست خطائیں
 کرتی تو میں نے دلیں کہا کہ مسلمانوں کا امتحان ان پر جو مسلمانوں کو نازل کیا تو کہا کہ
 اگر مسلمانوں میں صدیق ہوتا ہو گا تو درویشوں کے فرقہ میں ہو گا کہ یہ خدا تعالیٰ
 کا ذکر کرتے ہیں اس نظر سے میں تمہارے مجمع میں صورت بد لکرا آیا جس شخص نے فراست سے
 میرا حال دریافت کر لیا تو میں نے جانا کہ وہ صدیق ہیں راوی کہتا ہے کہ پھر وہ جوان
 صوفیوں میں سے ہو گیا اور اسی طرح کے کشف کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے کہ
 ان الشیطانین یخومون علی قلوب بنی آدم لتنظروا الی ملکوت السماء اور
 شیطانوں کا دورہ دل و پیرا وسیع ہوتا ہے کہ صفات مذمومہ بہرے ہوں کیونکہ شیطانوں

حاشا گاہ وہی ہیں اور جو شخص ان صفات اپنے دلوں میں حاصل کرے شیطان اس کو
 دیکھ کر دشمن بن جائیگا بخیر اللہ تعالیٰ فرمائی کہ لا اجد فیہ منہم المخلصین اور فرمایا
 ان عبادی علیہم سلطان اور سلیم ولی صفائی کا سب سے اعلیٰ اور بزرگ ہے
 کے حق کا جان بوجھ کر تباہی کہ وہ سین حق ہی سامانی اور اس بات پر میری روایت و دلالت کرتی
 ہے کہ حضرت ذوالنون مصری بعد از مین داخل ہوئے اور ان کے پاس کچھ صوفی جمع ہوئے
 جن کے ساتھ ایک قوال تھا اور آپ اجازت چاہی کہ یہ شخص ہمارے ساتھ کچھ گایے
 اپنے اجازت دی تو اس نے اس مثنوی کے اشعار پڑھے

تری چوئی سی الفت نے بنایا	۱۱	بڑی ہوگی تو ہوگی کس غضب کی
اکبٹی کر دی تو نے دلیں میرے	۱۰	محبت جو کہ باہم مشترک تھی
ترس آئیگا جھکواؤں حزن پر	۹	کہ جب بیغم ہنسی کرتا یہ زاری

ذوالنون مصری اس کو سن کر کہے ہوئے اور موندہ کے بل گر پڑے پہر ایک اور شخص کھڑا
 ہوا اپنے فرمایا الذی یرکب جہنم یقوم وہ شخص بیٹھ گیا آکھو اے دل کا مال
 معلوم ہو گیا تھا کہ یہ تکلف سے وجد کرنا جو اس نے اس کو جتا دیا کہ اگر غیبت کے لئے اور جو
 تو وہی تمہارا مدعی ہو گا جو اوشے وقت شکوہ دیکھتا ہے اور اگر وہ مرد سچا ہوتا تو ہرگز نہ ہوتا
 غرض وجد کا انجام اس پر آیا کہ وجد یا کاشف ہوتا ہے یا حالت اب انہیں ہر ایک کی دوسری
 میں ایک وہ کہ افادہ کے بعد اس کو بیان کر سکیں اور ایک وہ کہ بیان نہ کر سکیں اور
 شاید تم اس کو بعد جانو کہ ایسی حالت اور عالم کسی ہو جس کی حقیقت بیان نہ کیا جاسکے
 تو اس کو بعد مت جانو کیونکہ شکوہ اس کی ظہیر میں اپنے حالات میں مل سکتی ہیں علم کی مثال
 تو یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی فقہ کے سامنے دو مسئلہ ایک ہی صورت کے پیش ہوتے

ہیں اور وہ اپنے ذہن میں اوں و لون کا فرق حکم میں جانتا ہی لیکن اگر اس کو
 کوئی فرق پڑ چلا تو زبان یاری نہیں کرتی کہ فرق بیان کر دے گو کیا ہی ضعیف ہو
 اور فرق کا معلوم کرنا ایک علم ہی جو اس کا دل سے ذوق دریافت کر لیتا ہی اور اس میں
 ہی شک نہیں کرتا کہ ولین اس کے پڑنے کا کوئی سبب تھا اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کی
 کوئی حقیقت ہی مگر اس کو بتا نہیں سکتا نہ اس کو سمجھ کہ اس کی زبان میں قصور ہی بلکہ اس کو
 کہ خود وہ معنی ہی دقیق نہیں کہ لفظوں میں نہیں آسکتے اور جو لوگ ہمیشہ مشکلات کی
 بحث کرتے رہتے ہیں ان کو یہیہ امر معلوم ہو کہ ایسا ہو کر تا ہی اور حال کی مثال یہ ہو کہ
 اکثر آدمیوں کو جو وقت ولین قبض یا بسط ہوتا ہی معلوم ہو جاتا ہی مگر اس کا سبب نہیں
 جانتے اور بعض اوقات آدمی ایک چیز میں فکر کرتا ہی اور اس کے ولین اثر ہوتا
 پھر اس سبب کو بھول جاتا ہی اور اثر ولین معلوم ہوتا ہی اور باقی رہتا ہی اور کبھی ہی
 حالت سرور ہوتی ہی کہ کسی ایسے سبب سے جو موجب سرور ہو ولین قرار پکڑتی ہی
 یا حالت حزن کسی غم کی بات میں تامل کرنے سے پیدا ہوتی ہی اور جس بات میں فکر
 کی تھی وہ یاد سے اتر جاتی ہی لیکن اس کے بعد اس کا اثر باقی رہتا ہی اور یہی
 حالت کبھی ایسی عجیب و غریب ہوتی ہی کہ نہ اس کو سرور کہہ سکتے ہیں نہ حزن اور نہ کوئی
 اور لفظ ملتا ہی جو ٹھیک اس کے معنی بتا دے اور مقصود ظاہر کرے بلکہ ذوق موزون
 شعر کا اور موزون اور ناموزون میں تمیز کر نہ کیا ایسا ہی کسی میں ہوتا ہی اور کسی
 میں نہیں ہوتا یہیہ ایک حالت ہی کہ ذوق والے اس کو معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ موزون
 ہی اور یہ زحاف والی ہو مگر جس کو ذوق نہیں اس کے سامنے ایسی طرح بیان نہیں کر سکتا
 کہ جس مقصود واضح ہو جائے اور نفس میں احوال عجیب و غریب ہیں کہ اوں سب کی ہی

سدرۃ المنتقی اور فردوس برین میں ہوگا، وہ اس کے مشتاق الیہ میں مگر اس کے خیال میں
 ان باتوں کا علم بجز صفات اور ناموں کے اور کچھ نہیں جیسے کوئی لفظ جماع اور عورتوں
 نام سننے اور کسی عورت کی صورت کہیں دیکھی ہو نہ مرد کی اور نہ اپنی صورت آئینہ میں کی
 نہ اوس پر قیاس کر کے جان لے تو اب راگ سننے سے اس کا شوق حرکت کرتا ہی مگر چونکہ
 زیادتی جہل اور دنیا میں مشغول ہونے سے وہ اپنے نفس کو اور اپنے پروردگار کو بھول
 گیا ہو اور اپنا وہ ٹھکانا ہی یاد نہیں جسکی طرف اس کا شوق طبعی ہوا اسلئے اس کا دل ایسے
 امر کا خواہاں ہوتا ہی کہ جانتا نہیں کہ وہ کیا ہی پرورد ہوش اور متحیر اور مضطرب ہوتا ہی اور
 اوس کا گونٹے ہوئے کی طرح ہو جاتا ہی جسکو کیفیت اوس درگد چوٹنے کی معلوم نہ ہو غرض کہ
 اس طرح کے حالات کی حقیقت پوری معلوم نہیں ہوتی اور نہ حال والا اونکو تقریر سے بیان
 کر سکتا ہی اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ وجد و طرح کا ہی ایک وہ کہ اس کا بیان لفظوں میں
 ہو سکے اور ایک وہ کہ ہوسکے پھر معلوم کرنا چاہئے کہ وجد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ غم
 بخود دل پر هجوم کرے دوسرے وہ کہ بتکلف وجد کیا جا اس دوسری صورت کو تواجہ یعنی
 حال لینا کہتے ہیں اور تواجہ میں اگر مقصود رہا ہو یا احوال شریفہ کا اپنے آپ میں ظاہر
 کرنا حالانکہ واقعہ میں اوسکی سفسف تب تو برابر ہو اور اگر اسلئے ہو کہ احوال شریفہ کا اپنے
 اندر حاصل ہونا اور اونکو سب کرنا اور تہہ پیر سے کہینچ لانا چاہئے تا آچکا اس نظر سے کہ آخر سب
 کو احوال شریفہ کے کہینچ لانے میں دخل ہو اور اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے تلاوت قرآن مجید میں فرمایا کہ جس شخص کو روانہ آوے وہ روتی صورت بنیاد ہو اور
 بتکلف حزن کرے کیونکہ یہ احوال ہر چند ابتدا میں بتکلف کئے جاتے ہیں مگر انجام میں
 ثابت اور متحقق ہو جاتے ہیں اور اس کا انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ جو شخص قرآن مجید کی تکرار

بیت

حجۃ

اول بڑے کلف سے یاد کرتا ہو اور تکلف کے ساتھ خوب سچ سوچ کر ذہن لگا کر پڑھتا ہو
 مگر غیب یاد ہونے کے بعد زبانی لکھتا چلا جاتا ہو کہ نماز وغیرہ میں غفلت کی حالت میں
 ہی تمام سورت پڑھ جاتا ہو اور تمام ہونیکے بعد جو پوشیا ہو تا ہی تو جانتا ہی کہ غفلت میں
 پڑھا تو اس طرح کہ اب اول میں بڑی محنت لکھنے پر کرتا ہو چہرہ خوش چوڑہ چلتی ہو تو کہنا
 بھرتی ہو جاتا ہو حتیٰ کہ ورق کے ورق لکھتا اور نقل کرتا چلا جاتا ہو اور دل دوسری
 فکر میں ڈوب رہتا ہو حاصل یہ کہ جن صفات کو نفس اور اعضا قبول کرتے ہیں ان کے
 کتاب کی صورت اول میں ہی ہوتی ہے کہ تکلف اور بناوٹ کرنا پڑتا ہو اور آخر کو
 عادت بنتا ہو جاتی ہیں اور یہی غرض ہے اس قول سے کہ عادت طبع خیم ہی پس اگر احوال
 کسی شخص کے اندر منقود ہوں تو اونسے نا اسیدی کرنی نہ چاہئے بلکہ چاہئے کہ اور کو جتن
 راگ سے اور کسی تدبیر سے حاصل کرے کیونکہ عادت میں ایسا دکھایا جو کہ جس شخص نے کسی
 دوسرے پر عاشق ہونا چاہا ہو اور پہلے سے عاشق نہیں تھا تو اونسے یہ تدبیر کہ کہ تو نفس
 کے سامنے اسکا ذکر مدام کرنا اور جو باتیں اوس میں عذرہ اور اخلاق حمیدہ تھیں انکا تذکرہ
 کرنا اور علی الدوام اسکی طرف دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ اوپر عاشق ہو گیا اور عشق اور
 دل میں ایسا ہو گیا کہ اس کے جدا اختیار سے بے مل گیا پھر اونسے اس کے بعد اوس سے چھوٹا چلا
 تو نہ چھوٹ سکا تو اس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے دھیرے کا شوق اور اسکی خشوع
 کا خوف اور دوسرا حوالہ شریف اگر آدمی میں منوں تو چاہئے کہ اس کے حاصل کرنے کی تدبیر
 کرے اس طرح کہ جو لوگ ان حالات کو مستحق ہوں تو ان کے پاس بشکریہ کو کو احوال دیکھ کر اور انکی صفات و ثلیر لکھ کر
 کرے اور راگ سننے میں اور کا شریک ہو خدا تعالیٰ کی جناب میں یہ دعا اور تضرع کرے کہ یہ
 حالت مجھ کو یہی مرحمت کر اور اس کے سامان میرے لئے حیا فرما اور ان احوال کے سامان

میں سے ایک یہ بھی ہے کہ راگ سنے اور نیکیخت بندون اور خوف کرنیوالوں اور محبوبوں اور
 مشتاقوں اور خاشعین کے پاس بیٹھے اس لئے کہ جو شخص دوسرے کے پاس بیٹھتا ہے اس کی صفات
 اس کے اندر بھی سرایت کر جاتی ہے ایسی طرح کہ اس کو خبر بھی نہیں ہوتی اور اسباب کی محبت
 محبت وغیرہ احوال کے حاصل ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہ
 ارشاد دلیل ہے کہ اپنے وعاین فرمایا اللہ عز و جل حب من یحب حب من یحب حب من یحب
 یعرف بنی الحب تو دیکھو اس وعاین اپنے محبت کی طلب فرمائی اگر یہ امر شرعی ہوتا تو
 اس کی درخواست کیسے ہوتی یہاں تک کہ بیان معلوم ہوا کہ وجہ کی دو قسمیں ہیں یکاشف
 اور محال اور ہر دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ اس کا اظہار ممکن ہو دوسرہ کہ اس کا اظہار
 ممکن نہ ہو اور نیز وجہ کی دو اور قسمیں ہیں ایک وہ کہ شکیف ہو دوسرہ کہ طبعی ہو
 اب اگر یہ کہو کہ یہ کیا بات ہے کہ صوفیوں کو قرآن مجید کے سننے سے جو اللہ تعالیٰ کا
 کلام ہے وجہ نہیں ہوتا اور راگ پر جو کلام شکر کا ہے وجہ ظاہر ہوتا ہے اگر بالفرض وجہ خدا
 تعالیٰ کی عنایت ہی سے ہوتا اور حق ہوتا اور شیطان کے فریب اور باطل ہوتا تو
 چاہئے تھا کہ راگ کی نسبت قرآن مجید سے بطریق اولیٰ ہو اکر تا تو اس کا جواب یہ ہے
 کہ جو وجہ حق ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی فرط محبت اور صدق ارادت اور اسکے شوق
 دیدار سے پیدا ہوتا ہے اور اس طرح کا وجہ قرآن مجید کے سننے سے ہی جوش کرتا ہے اور جو
 وجہ کہ خلق کی محبت اور مخلوق کے عشق سے ہو اکر تا ہے وہ البتہ قرآن مجید کے سننے سے
 جوش میں نہیں آتا اور قرآن مجید سے وجہ ہونے پر خود قرآن مجید گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے ارشاد فرمایا لا یدرک اللہ طمعیۃ القلب اور فرمایا من انی نقش فی سینہ جملۃ الذین یحبون
 ربہم ینبئہم بملکوتہم ھک قالوا ھم الیٰ ذکر اللہ تو طمانیت اور بد نہیرونگٹا کڑا ہوجاتا

اور خوف اور دل کی نرمی جو ان آیتوں میں مذکور ہیں وہ وجد ہی میں آتے
کہ وجد وہی ہوتا ہے جو سننے کے سبب سننے کے بعد نفس میں پایا جاوے اور دوسری
یہ کہ یون ارشاد ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحِلَّتِ قُلُوبُهُمْ
اور فرمایا لَوْ اَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ كُلِّ لُغَةٍ لَّكُنَّ مِنْهَا قَوْمًا
خَشِيئَةً اللّٰهُ تَوَّان آیتوں میں ترس اور خشوع وجد ہی حالات قبیل سے گو رکھا
کے قبیل سے نہیں مگر کہی رکھا شفات اور تنبیہات کا سبب ہو جاتا ہے اور اسی لحاظ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زینب دو قرآن کو اپنی آوازوں اور
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا القداوتی من ماکرام
من امیرال حاوہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور جن حکایات سے معلوم ہوتا
ہے کہ اہل دلو قرآن مجید سننے کے وقت وجد ہوا ہے وہ بہت ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا شَیْبَةُ بْنُ سَوَّامٍ ؓ ھُوَ رَءُوۡیُہٗ تَوْبِیْہٖ ہِیَ وَجْدٌ
اسے کہ بڑا پاسزن اور خوف سے حاصل ہوتا ہے اور حزن اور خوف وجد میں داخل
اور مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے سامنے سورہ نسا پڑھی جب اس آیت پر پہنچے فَکَیْفَ اِذَا جِئْتُمْ مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ
بِرِسْوَیْہِمْ وَجِئْتُمْ بِکُلِّ شَہِیْدٍ عَلَیْہِمْ کَاۡدٍ شَہِیْدًا آپ نے فرمایا کہ بس کرو اور دونوں
سے اسکا جاری تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے خود پڑھا یا کسی اور شخص نے آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی اِنَّ لَدٰیۡنَا اَلْکُتٰبَ وَجِوۡہَا
وَطَعَاہَا ذَاۃُ اَعۡصَمَہٗ وَعَدَاۃً اَبَاۡ اَیۡمَانَہِمْ پے بیہوش ہو گئے اور ایک روایت میں
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس آیت کو پڑھ کر کہو اِنَّ لَدٰیۡنَا اَلْکُتٰبَ

قَالَتْ هُمْ عِبَادُكَ هَ الْآيَةُ أَوْرِيهِمْ أَپکار دستور تھا کہ آیت رحمت پر گزرتے تو دعا مانگتے
 اور بشارت کی درخواست کرتے اور بشارت کی التجا و جہد ہو اور جو لوگ قرآن مجید پر
 وجہ کرتے ہیں ان کی تعریف خدا تعالیٰ نے کی ہے چنانچہ فرمایا وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ
 مِنَ الْوَسْطَىٰ تَرَىٰ أَجْنَعَهُمْ تَفِيضٌ مِّنَ الدَّقِيقِ صَاعِرٌ فَوَارٍ مِّنَ الْحَقِّ اور مروی
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے آپ کے سینہ مبارک میں
 ایسا جوش ہوتا تھا کہ ہنڈیا کی کہد بند ہونے کی آواز ہوتی ہو اور صحابہ اور تابعین
 نے جو قرآن پڑھ دیکھا ہو ان کی نقلیں بہت سی ہیں کہ بعضوں نے چھپاڑ کھائی اور
 کچھ رو اور کچھ بیہوش ہو گئے اور بعض غشی کی حالت میں مر گئے چنانچہ کہتے ہیں کہ
 ذرارہ بن ابی اوفی رقیہ میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے کہ کسی کعت میں یہ آیت پڑھی
 فَأَذَانُ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكِ يَوْمَئِذٍ يَوْمَ عَسِيرٍ أَكْوَبٍ پڑھتے ہی بیہوش ہو کر
 گر پڑے اور محراب ہی میں مر گئے یہ بزرگ تابعین میں سے تھے اور حضرت عمر رضی
 اللہ عنہ نے ایک شخص کو پڑھتے سنا اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَكُلِّ وَاقِعٍ مَّا لَكَ مِنْ دَافِعٍ
 اپنے ایک چچ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑے لوگ مکان پر اوٹھا لائے ایک مہینے پر
 آپ بیمار رہے اور ابو جریز تابعی کے سامنے صلح مری نے قرآن میں کچھ پڑھا وہ چچ
 مار کر مر گئے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے کسی قاری کو یہ پڑھتے سنا اِنَّ
 يَوْمَئِذٍ يَوْمَ عَسِيرٍ أَكْوَبٍ فَيَعْتَذِرُونَ اَبَاؤُهُمْ اَوْ اَبْنَاؤُهُمْ اَوْ اَزْوَاجُهُمْ
 فضیل رحمہ اللہ نے کسی قاری کو پڑھتے سنا يَوْمَ يَفْقَهُمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ
 تو غش کھا کر گر پڑے حضرت فضیل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہی تم کو روک لیا
 واللہ تعالیٰ نے تمہ سے معلوم کر لیا یہی اس طرح بہت سے لوگوں کی اس طرح کی کایتیں

منقول ہیں اور ایسا ہی موقوفوں کا حال ہو چنانچہ کہتے ہیں کہ شبلی رحمہ اللہ رمضان
 کی شب میں ایک امام کے پیچھے اپنی مسجد میں نماز پڑھتے تھے امام نے یہ آہ پڑھی کہ
 شَيْئًا لَمْ تَدْرُكْ يَا لَدَيْهِ اَوْ حَيْثَا اَلَيْكَ حضرت شبلی نے ایک بیچ ایسی ماری کہ
 لوگوں کو گمان ہو کہ ایک طاہر روح نفسِ حقیر کی پروا کر گیا اور پکار کر گسار دیا
 اور شانے تھرانے لگے اور یہی بار بار کہتے تھے کہ احباب کو ایسی ہی طرح خطاب کیا کرتے
 ہیں اور حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کے پاس گئے کہتے ہیں
 کہ میں وہاں دیکھا کہ ایک شخص کو غش آیا ہوا ہے مجھ سے فرمایا کہ یہ ایک شخص ہے کہ قرآن
 مجید کی آیت سُبْحَانَكَ اِسْكُوفْ اِگیا ہے میں نے کہا کہ اُس پر وہی آیت دو بار پڑھو جب وہ آیت
 پڑھی گئی تو اس کو آفاقہ ہو گیا حضرت سری سقطی نے پوچھا کہ یہ مضمون تم نے کہاں سے
 کہہ لئے کہا کہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماہینائی مخلوق کے
 باعث سے تھی تو مخلوق ہی کے سبب آپس ہو گئے اگر آپ کا اپنا ہونا حق کے واسطے ہو
 تو مخلوق کے سبب اپنا ہوئے حضرت سری سقطی نے اس جواب کو اچھا کہا اور جو تیرے
 حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمائی تھی اسی کیطرن شاعر کا قول اشارہ کرتا ہے

میں نے اول تو پئے جام مزہ میں اگر اور ثانی ہے بدیہ و جہ کہ ہو دور خار

اور کسی صوفی کا قول ہے کہ میں ایک شب اس آیت کو پڑھ رہا تھا کہ نفس خالقہ
 الموت میں نے اس کو کر پڑھنا شروع کیا اتنے میں جب ایک آواز آئی کہ کہا جسک
 اس آیت کو کر پڑھ گیا چار بن تو تو نے قتل کر دے جنہوں نے روز ولادت اپنا اسم
 کیطرن نہیں اویٹا یا تھا اور ابو علی مغازی نے شبلی رحمہ اللہ سے کہا کہ بعض اوقات
 میرے کان میں کوئی آیت قرآن مجید کی پڑتی ہے تو مجھ کو دنیا سے اغراض کرنے کی

کشت کرتی تھی پہر چو اپنے کار و بار اور لوگوں کی طرے رجوع کرتا ہوں تو کیفیت صدر
بر باقی نہیں رہتا حضرت شبلی نے فرمایا کہ اگر قرآن سنکر تم متوجہ اور مائل الی اللہ ہوتے
ہو تو یہی خدا تعالیٰ کی توجہ اور عنایت ہی اور اگر تمکو تمہارے نفس کی طرے رجوع کرتا
ہی تو یہی اسکی شفتت اور رحمت ہی کیونکہ اسکی طرف متوجہ ہونے میں تمکو بجز اس امر کہ
اور کچھ شایان نہیں کہ اپنی تدبیر اور قوت سے بری ہو جاؤ اور کسی صوفی نے ایک
قاری کو یہ پڑھتے سنا یا اِنَّهَا النَّفْسُ الْمَكْحُومَةُ الرَّجُوعِي الْمَرْجُوعِي سَرَضِيَّةً
تھم ضمیمہ طواو سکو قاری سے دوبار پڑھا کر کہا کہ نفس کو یک تک کئے جاؤں کہ رجوع
کر اور یہ رجوع نہیں کرتا ہر حالت میں اگر ایسی چیخ ماری کہ جان کل گئی اور بکربن جان
نے کسی کو پڑھتے سنا وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاُزْفَةِ الْاَلَمِ تُو مضطرب ہونے پر چیخ کر کہ
کہا کہ حکم کر اور چپکو تونے ڈرایا اور ڈرانے کے بعد بھی وہ تیری طاعت پر متوجہ نہوا
اتنا کہ اور نکو غش آگیا اور ابراہیم ادہم رحمہ اللہ جب کسی کو اِنَّ السَّمَاءَ انشَقَّتْ پر پڑھتے
سنے تو آپکے جو ایسے مضطرب ہوتے کہ گویا بند بند کا پتہ ہی اور محمد بن صباح کہتے ہیں کہ
ایک شخص فرات کے اندر غسل کرتا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی کنارہ پر یہم یہم پڑھتا ہوا
مکلا وَاَمْتَارُوْا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْحُجَّوْمُوْنَ تُو وہ نہایت اڑھنے لگا یہاں تک کہ ڈوب کر
مر گیا اور کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کسی جوان کو تلاوت کرتے
دیکھا اور جب وہ ایک آیت پر پہنچا تو اس کے رو میں کہرے ہوئے حضرت سلمان کو اور
محبت ہو گئی چند روز جو اسکو نہ دیکھا تو لوگوں نے اسکا حال دریافت کیا کس نے کہا
کہ وہ بیمار ہی آپ اسکی حیات کو تشریف لیکن دیکھا تو وہ دم نزع میں تھا اور اسے حضرت
سلمان کہا کہ جو پھر تیری کہ اپنے پیسے بدلیں ملاحظہ فرمائے تھے وہ بہت اچھی صورت بنکر میرے

پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے سب گناہ بخش دئے حاصل یہ کہ اہل قرآن
 قرآن سنیے کے وقت ہی وجد خالی نہیں ہوتے اور اگر قرآن کا سننا اوس میں ہرگز
 اثر کچھ نہ کرے تو اوس کو اس آیہ کا صدق سمجھنا چاہئے **لَا تَقْرَأُ فَيَبْصُرَ وَهُمْ كَمَا لَا يَشْعُرُ**
لَا يَذَّكَّرُ عَنْ أَمْرِ ذُو الْأَلْبَانِ مگر جو صحیح فہم نہ لایں **لَا يَذَّكَّرُ عَنْ أَمْرِ ذُو الْأَلْبَانِ**
 بھی اثر کرتا ہے چنانچہ جعفر خلدی کہتے ہیں کہ ایک شخص خراسانی حضرت جنید کی خدمت میں
 حاضر ہوا اوس وقت آپ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اولیٰ پوچھا کہ آدمی کے
 نزدیک اوس کے شاخو خان اور برائی کئے والے یکساں کب جاتے ہیں کسی درویش نے
 کہا کہ جب آدمی شفا خانہ میں جاتا ہے اور دو قیدون میں مقید ہوتا ہے حضرت جنید
 رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جواب تمہارے شان کے شایان نہیں ہے آپ اوس خراسانی
 کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ یہ نوبت اوس وقت ہونی چاہیے کہ اگر میں مخلوق پر
 اوس شخص نے ایک چیخ ماری اور مر گیا اب اگر یہ کہو کہ اگر قرآن کا سننا وجد
 پیدا کرتا ہے تو صوفی قوالوں کے راگ سننے پر کیوں جمع ہوتے ہیں قاریوں قرآن مجید
 اکٹھے ہو کر کیوں نہیں سنتے مناسب تو یہ تھا کہ اؤ کا اجتماع اور حال لینا قاریوں
 کے حلقہ میں ہوتا نہ ڈھاڑیوں کے طائفہ میں اور یہ بھی چاہئے تھا کہ ہر ایک دعوت
 میں اجتماع کے وقت کوئی قاری بلا یا جاتا نہ قوال کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام راگ سے
 بلا شایا افضل ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو قرآن مجید کا سننا باعث وجد ہو مگر اوسکی نسبت
 کہ وجد کا جوش سماع سے زیادہ ہوتا ہے ثبات و جہون کے سبب وجہ اول یہ ہے کہ
 قرآن مجید کی سب آیتیں سننے والے کے مناسب حال نہیں اور نہ اس قابل ہیں کہ
 سب کو سمجھیں حال میں وہ مبتلا ہو اور سپرد مال لے مثلاً جس شخص پر حزن اور شوق

اور نداشت غالب ہو تو اس کے حال کے مناسب یہ آئیے ہوگی **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ**
آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا **الَّذِیْنَ** **حَظَّ** **الْاَنْثِیْنِ** **ط** اور یہ آئیے **وَالَّذِیْنَ یَرْصُدُونَ** **الْحَسَنَاتِ**
اور اس طرح اور آئین جن میں احکام میراث اور طلاق اور حدود وغیرہ کے ہیں اور ول
کی بات کی حرکت وہی چیز ہوتی ہو جو اس کے مناسب ہو اور اشعار کو جو شعر اے نظم کیا ہو
تو حالات دل کے ہی ظاہر کرنے کے لئے ہو اور ان اشعار سے حال کے سمجھنے میں کچھ تکلف نہیں
کرنا پڑتا تاہاں جن شخص پر حالت زیر دست غالب ہو کہ اس کے ہوتے ہوئے دوسری حالت
کی گنجائش ہی ہو اور اس کی تیزی طبع اور ذکاوت میں اتنا ہو کہ الفاظ میں سے دور دور
کے معنی سمجھ لیا کرے تو ایسا شخص البتہ ہر قول کے سننے پر وجد کر سکتا ہو مثلاً اگر کوئی شخص
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا **الَّذِیْنَ** **حَظَّ** **الْاَنْثِیْنِ** **ط** سے موت کی حالت سمجھے جس سے وصیت کی حاجت ہوتی ہو اور
یہ کہ ہر انسان کو ضرور یہ کہ اپنا مال و لا و وجود دنیا کے اندر دو محبوب چیزیں ہیں زمین
سے ایک محبوب کو دوسرے کے قبضہ کے لئے چھوڑے اور دونوں سے مفارقت کر جائے تو اس خیال سے
اوسہ خوف اور فزع غالب ہو جائے یا **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا** **الَّذِیْنَ** **حَظَّ** **الْاَنْثِیْنِ** **ط** میں صرف اسم ذات سکرید ہوش
ہو جائے نہ اس کے آگے کے معنوں کی خبر یہی پیچھے کے معنوں کی یاد میں یہ گزرے
کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت کو دیکھنا چاہئے کہ بندوں کی میراثوں کی تقسیم کا معاملہ
بھی خود ہوا کہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں بندہ پر عنایت رہے اور اس سے
بہ خیال کرے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے مرنے کے بعد ہماری اولاد پر شفقت فرمائی ہو تو
بیشک وہ ہم پر بھی نظر رحمت فرمائے گا اور اس خیال سے رجا کی حالت جو شکر کر گئی اور موجب اس کے
سرور اور استبشار کا ہوگی یا **لَا تَتَّبِعُوا** **الَّذِیْنَ** **حَظَّ** **الْاَنْثِیْنِ** **ط** سے ول میں یہ خیال بند ہے
کہ مرد کو مردیت کے باعث سے عورت پر فضیلت ہو اور آخرت میں فضیلت اول مردوں کو

نہیض ہوتا ہے اور تیسری بار تو گویا رہتا ہی نہیں اور اگر بالفرض کسی ایسے شخص کو کہا جائے
 جس پر وجہ غالب ہو کہ ہمیشہ ایک ہی شعر پڑھتا رہے تو اسے عرصہ میں ایک دن یا ہفتہ کے
 اندر حال لیا کرے تو اس سے کہی نہوسکیگا اور اگر شعر بدل دیا جائیگا تو البتہ اس کا اثر
 اس کے دل میں نیا پیدا ہوگا گو مضمون وہی ہو جو پہلے شعر کا تھا مگر لفظ اور وزن و
 قافیہ کا پہلے سے جدا ہونا نفس کو حرکت دیتا ہو گو قوال وہی ہو اور قاری سے ممکن
 نہیں کہ ہر وقت نیا قرآن پڑھے اور ہر دعوت میں نئی تلاوت کرے اسلئے کہ قرآن تو
 محصور ہوا آسمان کچھ بڑھ نہیں سکتا نہ الفاظ بدل سکیں وہ تو کل محفوظ ہے اور بہت دفعہ
 سنا جاتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب اعراب کو دیکھا کہ
 قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اسکو سنتے ہیں اور سنا کہ ہم بھی ایسے ہی تھے
 جیسے تم ہو مگر اب ہمارے دل سخت ہو گئے تو اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ صدیق رضی اللہ عنہ کا
 دل اجلاں عربی ہی زیادہ سخت تھا یا آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام سے محبت اتنی نہ تھی
 جتنی اون لوگوں کو تھی بلکہ اصل یہی تھی کہ دل پر مکر کرنے سے عادی سے ہو گئے تھے اور
 کثرت استماع کی جہت سے اس سے اتنا انس تھا کہ اثر کم معلوم ہوتا تھا کیونکہ عادت میں حال
 ہی کہ کوئی سننے والا ایک آیت سے جسکو پہلے نہ سنا ہو اور گریہ کرے پھر میں برتن کہ ہمیشہ
 اوسیکو مکر پڑھ کر دیا کرے حالانکہ آیت وہی ہو مگر چونکہ نئی بات نہیں ہوتی اسلئے کہ پھر اثر
 نہیں ہوتا اور یہ شور ہے کہ کل جب دید لکھنا ہر نئی بات کا ایک صدمہ ہوتا ہے اور یہ
 مالوف کے ساتھ انس ہوتا ہے جو صدمہ کے مخالف ہے اور اسلئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
 قصد کیا تھا کہ لوگوں کو خانہ کعبہ کا طواف کثرت سے نہ کرنے دین اور فرمایا کہ مجھ کو خوف ہے
 کہ لوگ کہیں اس گھر سے مانوس نہ ہو جائیں اور ہر وقت ولین کتر ہو جائے اور جو شخص

حج کو جاتا ہو اور پیشتر خاندان کعبہ پر اسکی نگاہ پڑتی ہو تو روزِ نای اور چلانا ہو اور بعض وقت
 دیکھتے ہی غش آجاتا ہو اور پھر اتفاقاً لکھ نغمہ میں ہمیشہ ہر شعر نای تو وہ بات اپنے دل میں
 نہیں پاتا حاصل یہ کہ قوال اجنبی اور نئے اشعار ہر وقت پڑھ سکتا ہو اور آیتوں میں
 قاری سے ایسا نہیں ہو سکتا تیسری وجہ یہ ہے کہ کلام کے سوز و غم ہونے سے شعر کا دھڑ
 بدل جاتا ہو اور دل میں اثر عبادت گاہ کرتا ہو کیونکہ اچھی آواز موزون دن اور رات میں
 اور کلام طبعاً وزن اور ہوتا ہو اور وزن اشعار ہی میں پایا جاتا ہو آیت میں نہیں
 ہوتا اور وزن کو اس باب میں استاد فعل ہے کہ اگر قوال جس شعر کو پڑھتا ہو تو سینہ حافض
 کر دے یا غلطی کرے یا آئی کی حد جو نغمہ میں ہوتی ہو نائل ہو جائے تو سننے والے کا دل گہرا
 اور اس کا وجد و سماع باطل ہو جائیگا طبیعت کو عدم مناسبت کی جست و خیز ہوگی اور
 جب طبیعت پریشان ہوگی تو دل پہلے پریشان ہوگا غرض کہ باطن کا لکھ و وزن گواہ
 ہو کر آواز میں شعر ہی مطلوب ہو اچوتھی وجہ یہ ہے کہ شعر موزون کی تاثیر دل میں
 نغموں کی محبت سے مختلف ہوتی ہو حکوثر اور لڑکتے ہیں اور یہ باتیں صرف منصوص
 کو تیرہ ہانے اور مدد کو گشتانے اور کلمات کی جہ میں وقف کرنے اور بعض کو منقطع اور بعض
 کو موصول کرنے سے ہوتے ہیں اور یہ تصرفات شعر میں درست ہیں مگر قرآن مجید
 جائز نہیں کیونکہ انہیں تلاوت اسی طرح چاہئے جیسے خداوند کریم نے نازل فرمایا
 اگر مقتضاً تلاوت کے خلاف آئیں ہر جگہ قصر یا اسکا عکس یا وقف یا وصل یا قفا
 ہوگا تو وہ حرام یا مکروہ ہوگا اور اگر قرآن مجید کو سادہ طور پر جیسے نازل ہوا ہو پڑ
 جائیگا تو آئین وہ اثر ہوگا جو نغموں کے سرون ہوتا ہو حالانکہ تاثیر میں وہ تیسرے
 ہیں گو سمجھ نہ جاوین جیسے تار و کبابجے اور نفیری اور شاہین اور تمام آواز

جو سمجھ میں نہ آوین اثر دیکھا جاتا ہی پانچویں وجہ یہ کہ نجات موزوں کی تاکید اور آواز
 موزوں سے بھی ہو جاتی ہے جو خلق سے نہیں بکلتی مثلاً لکڑی سے گت لگانے یا دھوکے تال غیر
 سے اثر دو بالا ہو جاتا ہی اسلئے کہ وجد ضعیف جب ہی اوہ ہوتا ہی کہ اسکا سبب قوی ہو اور
 سبب ان سب باتوں کے یکجا ہونے سے قوی ہو جاتا ہی اور انہیں سے ہر واحد کو تاثیر میں داخل
 ہی اور واجب ہے کہ قرآن مجید ان جیسے قرآن سے بچا یا جاوے اسلئے کہ عوام کے نزدیک ان
 قرآن کی صورت کھیل کی سی ہو اور قرآن تمام خلق کے نزدیک کھیل نہیں پس حق محض میں
 ایسی چیز ملانی جو عوام کے نزدیک کھیل ہو یا خواص کے نزدیک کھیل کی سی صورت ہو گو وہ
 اسکو اس نظر سے نہ دیکھتے ہوں کہ کھیل ہی جائز نہ ہوگی بلکہ قرآن کی تعظیم کرنی چاہئے
 کہ راستہ نپہ نہ پڑا جاوے اور نہ جنات کے جال میں اور نہ بے وضو ہونے کے وقت میں
 بلکہ ایسی مجلس میں پڑا جاوے جہیں سکون اور سکوت ہو اور ظاہر ہی کہ حق حرمت قرآن کا
 بحر اون لوگوں کے اوکسی سے پورا نہیں ہو سکتا جو اپنے احوال کے نگران رہیں اسی لحاظ
 سے راگ کی طرف میل کیا جاتا ہی جہیں حاجت اس نگرانی اور لحاظ کی نہیں اور جہیں وجہ
 شادی کی شب میں دن بجا نامع قرآن کی تلاوت کے درست نہیں حالانکہ دن بجا نیز کا
 حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کھل کو ظاہر کر دو کہ چلنے ہی بجائے
 سے ہو یا کسی اور عبارت ارشاد کیا جسکے معنی یہ ہیں اور دن بجا ناشع کے ساتھ درست
 ہی نہ قرآن کسما تھ اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بیچ بنت منوف
 کے گھر میں اونکی شادی کے روز تشریف لگئے اور اونکے پاس کہہ لو نڈیان گار ہی تیر
 پس اپنے ایک کی آواز سنی کہ وہ یہ کہتی ہو

و شاعر

خدا نے بھیجا ہی وہ سیدہ الرسل ہم میں	کہ جو معاملہ کل ہو گا اسکو ہے معلوم
--------------------------------------	-------------------------------------

اپنے فرمایا کہ اسکو ترک کر اور جو پہلے کہتی تھی وہی کہہ اور اسکی رو بہ ہی تھی کہ یہ نبوت کی
 شہادت تھی اور اگر اسکیل جو اور شہادت نبوت کیل نہیں تو اسکو ایسی چیز سے ملانا
 نہ چاہئے جو کیل کی صورت ہو کہ اس صورت میں اوں اسباب کی تقویت و ثبوت ہوگی جسے
 سامع دل کی توحید کرتا ہو تو اسلئے اسکو اس قول سے منع فرمایا اور راگ کی اجازت دیدی
 پس جیسے اوں لوندی پر شہادت نبوت سے راگ کیل ان اخراجات و اسباب ہوا اسیلطرح حضرت
 قرآن مجید اسکے مقتضی ہو کہ اوں سے ہی راگ کیل میں مغفرت ہونا چاہئے جسکی وجہ یہ ہو کہ قول
 کہی کوئی شعر ایسا نہ ہوتا کہ کسنے والے کے حال کے موافق نہیں پڑتا اسلئے وہ اوں کو
 برا جانتا ہو اور قوال کو روک دیتا ہو کہ اسکو دیت کو دوسرا شعر پڑ ہو کیونکہ ہر کلام ہر حال کے
 موافق نہیں ہوا کرتا پس اگر دعوتوں میں قاری سے کچھ پڑ ہوا یا کہتے تو عجب نہیں کہ وہ
 ایسے آیت پڑھتا جو اسکے حال کے موافق نہ ہوتے اسلئے کہ قرآن مجید ہر جہاں سب کا سب لوگوں
 کے لئے شفا ہو مگر باعتبار حالات ہر مثل رحمت کی آیتیں مخالفانہ کے حق میں شفا ہیں اور
 عذاب کی آیتیں بخلاف اور مخالفین میں پڑے ہوئے شخص کی شفا ہیں اسیلطرح ہر آیت کو
 معلوم کرنا چاہئے تفصیل دار لکنا بہت طویل چاہتا ہو تو اب قرآن پڑھنے میں جیسا کہ
 کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آیت عامہ مجلس کے حال کے موافق نہ پڑ ہی اور اسکا نفس اسکو
 برا سمجھائے اور کلام الہی کے برا جاننے کے خطرہ میں مبتلا نہ ہو جائے کہ پھر اوں سے جو تنے کی کوئی
 سبیل ہی نہ ملے اس خطرہ سے احتراز کرنا نہایت واجب اور ضروری اسلئے اوں سے
 خلاص ہونے کی تدبیر یہی ہو کہ کلام کو اپنے حال پڑھنے والے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو ہر
 اسی صورت پڑھنا کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مقصود اور وہی صورت پڑھنا کہتے ہیں
 جائز نہیں اور شاعر کے شعر کو جائز ہو کہ اسکی مراد کے سوا پر ہی ممول کر لیا جائے غرض کہ

قرآن مجید میں یا تو خطرہ اس کے بڑا جاننے کا ہی یا تاویل غلط کا جو حال کے موافق ہو تو کلام
 الہی کو ان دونوں باتوں سے محفوظ رکھنا اور اسکی توفیر کرنی واجب ہے یہ ہمہ جہت و جہین
 قرآن مجید کے منسے اور راگ کی طرف فرقہ حنفیہ کے میل کرنے کی جھکاؤ سوچی ہیں وجہ یہ کہ
 وہ ہر جسکو ابو نصر سراج طوسی نے ذکر کیا ہے اور قرآن سے سماع نہ کر سکا عذر اس طرح لکھا ہے
 کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ایک صفت ہے اسکی صفات میں ہے اور چونکہ وہ حق ہے اور
 غیر مخلوق ہے تو بشریت جو مخلوق چیز ہے اسکو اسکی تابین اور اگر ایک ذرہ قرآن مجید
 کے معانی اور ہیبت کا واضح ہو جائے تو بشریت کی صفات ہٹ جائیں اور رہ بھوش
 و متحیر ہو جائیں مگر نعمات عمدہ کو طبیعتوں سے مناسبت ہے اور انکی نسبت لذتوں کی
 سی نسبت ہے نہ امور حقہ کی سی اور شعر کی نسبت ہی محفوظ کی سی ہے تو جب اشعار کے
 اشارات اور لطیفہ نغمون اور آواز و سجع ملتے ہیں تو ایک دوسرے کے ہم شکل ہو جاتے ہیں
 اور لذتوں سے قریب تر اور دلون پر بلکہ معلوم ہوتے ہیں اس نظر سے کہ مخلوق کا جوڑ مخلوق
 سے خوب ہوتا ہے تو جب تک بشریت رہتی ہے اور ہم اپنی صفات اور خطوط پر ہیں تو ہمکو
 راحت نعمات و لکھش اور اصوات خوش سے ملتی ہے اسیلئے ان خطوط کے بقا کے مشاہدہ
 لئے یہی بہتر ہے کہ ہم اشعار کی طرف راغب ہوں اور کلام الہی سے جو اللہ تعالیٰ کی صفت
 ہے اور اوستی سے اسکا آغاز اور اوستی پر اسکا انجام ہے خطوط کے جو یا نہوں یہ علامت
 ہے ابو نصر کی تقریر اور عذر کا اور ابو اسن دراج کہتے ہیں کہ میں نے بغداد سے یوسف بن
 حسین رازی کی زیارت اور سلام کے لئے سفر کیا جب رنج وین داخل ہوا تو میں سے
 اسکا حال پوچھا تو نے یہی کہا کہ اوں نے ندیق سے تمکو کیا کام ہے میرا دل تنگ ہوا تھا
 کہ ابراہہ واپس آئیگا کیا پر دلمین سوچا کہ اتنا بڑا سفر میں کیا ہے اور کچھ نہ تو ادا ہو

دیکھ تو لون غرض پوچتا پوچتا اونکے پاس گیا دیکھا تو وہ ایک مسجد کی محراب میں بیٹھے
 ہیں اور اونکے سامنے ایک شخص ہوا اور خود قرآن پاتھ میں لئے تلاوت کرتے ہیں تمنا
 خوبسترا اور جبکہ دیکھ کے آدمی قطع ڈاڑھی والے ہیں جیسے سلام کیا اور منوں میری
 طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم کہاں آئے ہو جیسے کہا بغداد سے پوچھا کہ کس لئے آئے ہو جیسے
 کہا کہ آپکے سلام کرنے کو آیا ہوں فرمایا اگر بالفرض ان شہروں میں جہانکرم آئے ہو کہ
 تم سے یوں کہتا کہ تم ہمارے پاس شہر جاؤ ہم تمہاری لئے گریباوندی مول لئے دیتے ہیں
 تو یہ امر تمہارے آئینکا مانع ہوتا یا نہیں جیسے کہا کہ اب تک تو اللہ تعالیٰ نے میرا امتحان
 کسی بات سے نہیں لیا لیکن اگر اس طرح میرا امتحان لیتا تو نہ معاویہ اور سوقت میں کیا
 ہوتا پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ تمکو کچھ گانا آتا ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ تو کچھ
 کہو میں نے یہ قطع پڑھا قطع

بنائے سحر تو کرتا ہے دیکھتا ہوں ہلام	جو ہوش ہوتا تجھے کرنا یہ بنا ہمار
پڑا ہے کام مجھے تم سے اوس گریہی جسم	کہ لفظ کینٹ سے بہتر نہیں تہیں گفتا
تو کاش پڑتا مجھے پالا ایسی ساعت میں	بہانہ جولی سے نکو نہوتا کچھ سز و کار

اونہوں نے قرآن مجید تو بند کر دیا اور اتار روئے کہ ڈاڑھی اور رومال تر ہو گیا
 حتیٰ کہ رونے کی کثرت سے مجھے بھی اونکے حال پر ترس آ گیا پھر فرمایا کہ بیٹا رکے لوگ
 مجھکو ملا مت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یوسف ز ندیق ہوا اور میرا یہ حال ہے کہ صبح کی نماز
 سے قرآن پڑھتا تھا مگر میری آنکھ سے ایک قطرہ بھی نہیں گرا اور ان اشعار سن مجھے
 قیامت ٹوٹ پڑی حاصل یہ کہ دل ہر چند خدا تعالیٰ کی محبت میں ہونکے ہوئے ہوں
 تاہم شعر ابھی اونہیں وہ جوش پیدا کرتا ہی جو قرآن مجید کی تلاوت سے نہیں ہوتا

اور یہ بات شعر کے وزن اور طبیعتوں کے ساتھ اس کے ہمشکل ہونے سے ہوتی ہو اور چونکہ نصیحت
 بشری کے مناسب ہوتے ہیں اسلئے آدمی شعر بنانے پر قادر ہو لیکن قرآن چونکہ کلام شری
 کے اسلوب اور طریق سے باہر ہے اسلئے قوت بشری میں نہیں کہ ویسا کلام کہہ سکے کیونکہ
 اسکی طبیعت کے ہمشکل نہیں اور کہتے ہیں کہ ایک شخص والنون مصری رحمہ اللہ کے اوشاد
 اسرافیل کے پاس آیا اور انکو دیکھا کہ زمین پر انگلی ہر تین تین اور ایک شعر گارہیں پھاوس پوچھا کہ
 تمہارے کوئی چیز اچھی طرح گانی آتی ہو اسنے کہا کہ نہیں آپنے کہا کہ تو بیدل کا آدمی ہو آئین
 یہ اشارہ تھا کہ جو شخص دل والا ہو اور اپنی طبیعت کو جانتا ہو اسکو معلوم ہو کہ دیکھو انشا
 اور نغموں سے وہ حرکت ہوتی ہو جو دوسری چیز سے نہیں ہوتی اسلئے وہ ترکیب کا طریق ^{تکلف}
 پیدا کرتا ہو خواہ اپنی آواز سے ہو خواہ غیر کی آواز سے یہاں تک ہم دو مقاموں کا حکم کہ
 چکے یعنی سماع کے سمجھنے اور ڈھالنے کا اور وجد کا جو دل میں معلوم ہوتا ہو اب ہم وجد کا
 اثر ظاہری یعنی جینا گریہ کرنا اور ہلنا اور کپڑوں کا پھاڑنا وغیرہ بیان کرتے ہیں :

تیسرا مقام سماع کے آداب ظاہری اور باطنی کے ذکر میں
 اور اس باب میں کہ وہ کیا آثار میں کون اچھا ہو اور کونسا بُرا ہے

سماع کے آداب تو پانچ ہیں اول ادب یہ ہو کہ وقت اور جگہ مہیا ران جلسہ کا لحاظ کرنا
 چنانچہ جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سماع تین باتوں کی حاجت رکھتا ہے
 ورنہ سنانہ چاہئے وقت اور جگہ اور یاران جلسہ وقت کی رعایت سے یہ مراد ہے
 کہ کمانا سو جو ہونے کے وقت یا بھگڑنے کے وقت یا نماز کے وقت یا اور کسی وقت تمہیں
 کوئی مانع پیش ہو اور دل نہ لگنے سے سماع سے کچھ فائدہ نہیں اور مکان کی رعایت

دیکھتے توں ہر کہ چلتا رہتا ہے یا بڑی صورت کا مکان نہو یا آدمین کوئی ایسا سبب نہو کہ
 جس سے دل اور طرف بٹے تو ایسے مکانوں کا اجتناب چاہئے اور یا ران جلسے میں غرض سے
 کہ کوئی غیر صبیح سماع کا سنکر زائد خشک و لون کے لطائف سے بے بہرہ مجلس میں نہو کیونکہ ایسے
 شخص کا موجود ہونا اگر ان گزر گیا اور دل و سکی طرف مشغول ہو گا اور یہی صورت
 اگر کوئی سنکر دنیا دار ہو گا کہ اور سکا لحاظ پاس کرنا چاہے یا کوئی بنا ہوا صوفی کہ وہ ہر
 اور ناچنا اور کپڑے پہنا کر نامہ دے لئے کہے تو اس طرح کے لوگ دل پریشان کرتے ہیں
 اسے ہی اجتناب چاہئے حاصل یہ کہ اگر یہ شرطین ہوں تو راگ کا یہ سنا بہتر ہو تو سننے
 والے کو اسکا لحاظ چاہئے ورنہ ادب یہ ہے کہ شیخ کو حال موجودین کا دیکھ لینا چاہئے یعنی
 اگر اسکے مریدوں کو سماع سے ضرر ہوتا ہو تو ان کے سامنے راگ نہ سنئے اور اگر سننے ہی تو
 انکو کسی اور شغل میں لگا دے اور جس مرید کو سماع سے ضرر ہوتا ہو وہ تین طرح کے ہونا چاہئے
 میں سے ایک ہونا ہی اول جو سب میں کم رتیبہ ہو وہ مرید جو جسے طریق سلوک میں سبب جمال
 ظاہری کے اور کچھ نہیں معلوم کیا اور اسکو سماع کا مزہ ہی نہیں تو ایسے مرید کا سماع
 میں مشغول نہ بیفائدہ ہی اسکے کہ نہ تو وہ کیل والوں میں ہی تاکہ کیل ہی کیلے اور
 نہ ذوق والوں میں ہی کہ سماع کے ذوق سے مزہ پائے تو ایسے شخص کو ذکر میں یا اور
 کسی کام میں مشغول ہونا چاہئے ورنہ راگین مفت تفتیح اوقات ہر گز درم نہ
 کہ اسکو سماع کا ذوق تو ہو مگر اسی تک اور میں کچھ حفظ نفس اور شہوات اور صفات
 بشری کی طرف التفات باقی ہوا یا ایسا منکسر ہوا کہ صفات بشری اور شہوات کی آفات
 مایوں ہو جائے تو بعض اوقات محب نہیں کہ سماع اس کے حق میں مقتضی ہو اور شہوات
 کا ہوجانے اور جس طریق میں وہ مصروف ہی اس سے باز رکھے اور کیل سے رو کرے

سب سے پہلے
مذکورہ
الہیہ
وہابیہ
ہو

سوم وہ مرید ہے کہ اسکی شہوت بھی ٹوٹ گئی ہو اور اسکی آفتون بھی محفوظ ہو اور بصیرت
مفتوح اور دل پر محبت الہی غالب ہو مگر اسنے علم ظاہر کی تحصیل بخوبی نہیں کی اور نہ اللہ تعالیٰ
کے اسرار و صفات سے واقفیت ہم ہو چالی اور نہ یہ معلوم کیا کہ خدا تعالیٰ پر کون
چیز جائز ہو اور کون محال تو ایسے شخص کے سامنے اگر باب سماع مفتوح ہوگا تو جو کچھ سنے گا
اور سکو خدا تعالیٰ کے حق میں ڈالے گا خواہ واقع میں جائز ہو یا ناجائز پس اس صورت میں اگر
سے جو فائدہ ہوتا ہو اسکی نسبت کم تر رہے گا وہ ہوگا کیونکہ اکثر باتیں جو لایں جناب کبریائی
نہیں اور سکے ڈالنے سے کافر ہو جائیگا سہل تر سہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس جبر کا
شاہد قرآن اور حدیث نہ ہو وہ باطل ہے پس ایسے شخص سماع کے قابل نہیں اور نہ وہ جنگا
دل دنیا کی محبت اور لوگوں کی تعریف و ثنا کے شوق میں ملوث ہو اور نہ وہ لایق ہون
جو شرف و عزت اور بالطبع اچھا معام ہونیکو سنتے ہیں اسلئے کہ سماع انکی عادت ہو جاتی ہو اور عبادت و عمل کی
نگاہ سے روک دیتا ہو اور خواہ کوئی کرنے کے لئے نہادہ ہو کہ ہو جائے حال یہ کہ سماع قدم کے لغزش کر کے جابو
ضعیفوں کو اور سچے علمدار کو کہنا واجب ہو حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
کہ میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا اور اسکو پوچھا کہ تجھ کو ہمارے یار و پیروں ہی کچھ قابو
چلتا ہے تو نے کہا کہ ہاں دو وقتوں میں ایک سماع کے وقت دو منظر کے وقت کہ ان
دو فون میں مجھ کو ادھر دخل مل جاتا ہے اپنے جو اس خواب کو بیان کیا تو کسی بزرگ نے
فرمایا کہ اگر میں اسکو دیکھتا تو یوں کہتا کہ تو بڑا احمق ہے ہلا جو کوئی سننے کے وقت
خدا تعالیٰ ہی سے شے اور دیکھنے کو وقت اسکی طرف دیکھے تو اسپر تو کیسے جیتے گا اپنے
فرمایا کہ تم نے درست کہا تیسرا ادب یہ ہے کہ قوال جو کچھ کہے اسکو خوب دل لگا کر سننا اور
ادب و التفات کم کرے اور سننے والوں کو نہ تاکے اور جو کچھ اونپر وجہ کی کیفیت ظاہر ہو اسکو

نہ دیکھے بلکہ اپنی ہلن و بیان کرے اور دل کی نگرانی کرے اور دیکھے کہ خدا تعالیٰ
 میرے باطن میں اپنی رحمت سے کیا چیز ڈالنا چاہتا ہے اور حرکت کو رکھ رہا ہے جو یا ران ہلکے و لکھ
 پریشان کرتی ہے بلکہ ایسی طرح بیٹھے کہ اعضا ڈھلا ہری سے کچھ نہ بٹے کہ شکار نے اور سبائی
 لینے سے اعتراف کرے اور کروں نیچے کو ڈالے جیسے کوئی بڑی گہری فکر میں ڈوبا ہوا
 تالی سبانا اور ناچنا اور تمام حرکتیں بناوٹ کی اور غلو کی کچھ نہ کرے اور ناشائستہ
 میں وہ کلام نہ کرے جسکی ضرورت نہ ہو اور اگر وجہ غالب ہو اور بے اختیار ہلے تو اس میں
 وہ مجبور کچھ ملامت کے قابل نہیں مگر جب افاقہ ہوا و سبقت پر سکون اور وقار اختیار
 کرے یہ نہیں چاہئے کہ اسی حالت پر باقی رہے اس شرم سے کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اچھا
 وجد تھا جو ذرا سی دیر میں جاتا رہا اور نہ یہ چاہئے کہ زبردستی وجد نکلا ہر کرے تاکہ
 لوگ یہ نہ کہیں کہ بڑا سخت دل ہے اور صفائی اور رقت سے بے بہرہ ہو جکتے ہیں کہ
 ایک جوان حضرت بنیدر رحمہ اللہ کے ساتھ رہتا تھا جب کوئی ذکر سننا تو چلے پڑتا
 اپنے ایک روز اوسکو فرمایا کہ اب اگر ایسا پھر کر دے تو میرے ساتھ مت رہنا اسکے
 وہ اپنے نفس کو اتار دینے لگا کہ ہر بال میں اوسکے پانی کا قطرہ نکلتا بیچ نہ مارتا
 ایک روز جو اسنے اپنے نفس کو بہت روکا تو کھلا گھٹنے لگا آخر ایک نفرہ ایسا مارا کہ اوسکا
 دل پھٹ گیا اور جان نکل گئی اور مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے بنی اسرائیل میں وعظ کیا اور نبینے ایک شخص نے اپنا کپڑا یا کرتا پھاڑ ڈالا
 اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی پہنچی کہ اوسکو
 کہہ دو کہ ہمارے لئے اپنے دل کے ٹکڑے کرے کپڑے نہ پھاڑے ابوالقاسم نصر آبادی
 نے ابو عمر بن حبید رحمہ اللہ سے کہا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کچھ لوگ جمع ہوں اور

اونکے ساتھ میں کوئی قوال کچھ گا وے تو یہ امر اس بہتر ہی کہ وہ لوگوں کی غیبت کریں
 اور ابو عمر نے کہا کہ راگ میں نمود کرنے یعنی جو حالت اپنے اندر نہواؤ سکون ظاہر کرنا نیز
 بریں کی غیبت کرنے سے بھی بری ہے اب اگر یہ کہو کہ افضل وہ شخص ہے کہ جو ضبط کے بیٹھا
 رہی اور سماع اوسکے ظاہر میں کچھ اثر نہ کرے یا توہ افضل ہی جس پر اثر ظاہر ہو تو اسکا جواب
 یہ ہے کہ اثر کا نہ ظاہر ہونا کسی طرح سے ہوتا ہی کبھی تو اسوجہ سے ہوتا ہے کہ وجد ہی کم ہو
 تب تو البتہ نقصان میں داخل ہو اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ وجد تو باطن میں قوی ہوتا
 ہے مگر چونکہ ضبط اعضا کی قوت سالک میں بدرجہ کمال ہوتی ہے اسلئے ظاہر نہیں ہوتا تو
 یہ بدرجہ کمال کا ہے اس میں نقصان نہیں اور کبھی اسلئے ظاہر نہیں ہوتا کہ حالت وجد کی
 سالک کو ہر وقت اور ہر حال میں یکساں رہتی ہو تو سماع سے کچھ زیادہ اثر معلوم نہیں
 ہوتا یہ بدرجہ نہایت اعلیٰ ہی کمال کا کیونکہ وجد والوں کا وجد غالباً ہمیشہ نہیں بجا کرتا
 تو جو شخص وجد دائمی میں ہو تو وہ حق سے وابستہ اور عین شہود کا ملازم ہو اوسکو
 احوال عارضی بدل نہیں سکتے اور عجب نہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو عمر
 سے فرمایا تھا کہ ہم بھی کبھی ایسے ہی تھے جیسے کہ تم ہو مگر اب ہمارے دل سخت ہو گئے اس قتل
 سے وجد دائمی کا اشارہ ہو یعنی ہمارے دل قوی اور مضبوط اس درجہ کو ہو گئے ہیں
 کہ ہر حال میں وجد کے ملازم رہنے کی طاقت رکھتے ہیں اسیوجہ ہم کو یا قرآن کے معنی ہمیشہ
 سنتے رہتے ہیں ہمارے حق میں قرآن کوئی نئی بات اور عارضی نہیں کہ اوس سے ہم متاثر
 ہوں غرض کہ وجد کی قوت تحریک ظاہر کیا کرتی ہے اور عقل اور روک کی قوت اوسکو
 ضبط کیا کرتی ہے اور بعض اوقات ان دونوں میں ایک چیز دوسرے پر غالب
 ہو جاتی ہے یا تو اسوجہ سے کہ خود نہایت درجہ کو قوی ہوتی ہے یا اسوجہ سے کہ طرف مقابل

کر رہی ہوئی ہے اور نقصان اور کمال کیسے ہو جب ہو کر رہی ہو تو تمکو یہ گمان کرنا ہے چاہے
 کہ جو شخص خود زمین پر نہ چلتا ہو وہ تو وہ بین کمال ہے اور جو اپنے اندر اسکو مضبوط
 ہو وہ ناقص ہے بلکہ بہت ضعیف ہے نسبت زمین والے کے وہ بین کمال ہوتے ہیں چنانچہ
 حضرت جنید رحمہ اللہ شریع موعین میں کچھ حرکت کیا کرتے تھے اور آخر کو بالکل جنبش نہ کرتے
 تھے کسی نے جو اسکا سبب پوچھا تو اپنے یہ آیت پڑھی وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَانِبًا
 ذَرَأً مِّنْ مَّاءٍ فَفَصَلَ بَيْنَ الْجِبَالِ مِثْلَ نَفْثٍ اِنْ يَسْفِكُوا الْمَاءَ سَفَكَ الْمَاءَ
 دَلَّ تَرْتِيبًا ہاں اور ملکوت میں جو لایمان کر رہا ہے اور ظاہر میں احمد اساکم اور پیشتر
 ہوئے ہیں اور ابواکس محمد بن احمد جو بصرہ میں تھے کہتے ہیں کہ میں ساتھ میں سہل
 تشری رحمہ اللہ کے ساتھ رہا مینے اور کد کبھی نہیں دیکھا کہ کبھی کسی ذکر یا قرآن کی
 سنکراؤ میں کچھ تغیر ہوا ہو جب وہ آخر عمر میں پہنچے تو ایک شخص نے انکے سامنے یہ کیا
 پڑھی قَالِیَوْمَ لَا یُؤْمِنُ خَلْقًا وَفِیْہِ الْآیَۃُ تَوَسَّیْ دیکھا کہ کانپ اٹھے اور قریب
 تھا کہ گر پڑیں جب وہ اصلی حالت پر آئے تو مینے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی آپ نے فرمایا کہ
 شفق میں اب ہم ضعیف ہو گئے اس طرح ایک بار یہ آیت سنی اَللّٰکَ یُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ
 اَللّٰکَ تَوَسَّیْ دیکھا کہ ابن سالم جو آپ کے مرید تھے اونہوں نے اسکی وجہ پوچھی فرمایا کہ میں
 ضعیف ہو گیا کسی نے اسے عرض کیا کہ اگر یہ بات ضعف سے ہو تو حال کی قوت کیا
 اپنے فرمایا کہ قوی احوال رہے ہو کہ جو وارد اور سیراوسے اور سوا اپنے حال کے زور سے گرا
 کوئی واردات کیسی ہی زبردست کیوں نہ ہو اسکو تغیر نہ کر سکے اور باوجود وہ جسکے
 مضبوط ظاہر پر قادر ہوئے کہ اسباب یہ ہوتا ہے کہ ہر وقت کے شہود سے سب حالتیں یکساں
 ہو جاتے ہیں چنانچہ سہل تشری رحمہ اللہ کا قول بقول ہے کہ میری حالت شاز سے پیشتر

اور اوسکے بعد ایک ہوا اسلئے کہ آپ ہر وقت دل کے گمان اور خدا تعالیٰ کے ساتھ حاضر رہتے تھے تو اس طرح کا شخص سماع سے پہلے اور نیچے یکساں رہیگا کیونکہ اوسکا وجد اور حال دائمی ہوگا اور اشتیاق برابر اور ذوق متواتر رہیگا اس طرح کہ سماع سے اوس میں کچھ بڑھتی نہوگی چنانچہ مروی ہو کہ ممشاد وینوری ایک جماعت پر گذرے کہ اوس میں قوال کچھ کہہ رہا تھا وہ آپکو دیکھ کر چپ ہو گئے آپنے فرمایا کہ تم اپنا کام کرو میرے کان میں تو اگر تمام دنیا کے ملا ہی اکٹھے ہونگے تب بھی میری بہت کو نہ روکین گے اور نہ میری حالت میں کچھ ترقی ہوگی اور حضرت جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم کے فضل کے ہوتے ہوئے وجد کا نقصان کچھ ضرر نہیں کرتا اور علم کا فضل وجد کے فضل سے زیادہ کامل جواب اگر یہ کہو کہ ایسا شخص بہر سماع میں کیوں آتا ہو تو اسکا جواب یہ ہو کہ ان لوگوں میں سے بعض نے تو سماع کو بوڑھا پے میں چوڑو دیا تھا اور بہت کم سماع میں آتے تھے یعنی کسی بیانی کی خاطر اور اوسکے دل خوش کر نیکو کبھی اتفاق ہو جاتا تھا اور بعض اوقات اسلئے شریک ہوتے تھے کہ لوگ اونکی قوت کے کمال کو دیکھیں اور جانیں کہ ظاہر کا وجد کچھ کمال کی بات نہیں اور ظاہر کا ضبط کرنا اونسے سیکھیں کہ تکلف اور بناوٹ سے اس طرح علیحدہ رہتے ہیں گواونسے اونکی پیروی نہ کیے اسوجہ سے کہ یہ امر اونسے مثل سرشت ہو رہا ہو اور اگر وہ لوگ اتفاق ابنا جنس کے سوا اور کسی سماع میں جاتے ہیں تو بد نوع اور نیکو شریک رہتے ہیں اور دلونے اور دور رہتے ہیں جیسے بدون سماع کے غیر جنسون میں اگر کسی ضرورت سے بیٹھتے ہیں تو وہاں بھی یہی حال ہوتا ہو کہ ظاہر اوس میں ہوتا ہو اور باطن ملکوت میں اور کچھ لوگوں نے سماع کا ترک منقول ہو اور گمان ہوتا ہو کہ اونہو نے اوسکو برا جانا ہو مگر واقعہ میں سبب ترک کا یہی ہو کہ اُنکو سماع کی حاجت نہ تھی دائم الوجد تھے اور

بعض لوگ اسوجہ زائید تھے کہ انکو سماع میں حجاز و بحالی نہ تھا اور نہ اہل اہل بیت تو
 اپنے ترک کردیا کہ بیفائدہ بات میں کیوں مشغول ہوں اور بعضوں نے اسلئے کہ
 کیا کہ انکو مایان جلسہ غیر منہوی مینا سچہ کسی شخص سے پوچھا گیا کہ تم راگ کیوں نہیں سنتے
 اسنے جواب دیا کہ کس سستون اور کسے ساتھ چوتھا ادب یہ ہے کہ جب اپنے نفس کو
 روک سکتا ہو تو نہ کلام ہو اور نہ رونے میں آواز بلند کرے لیکن اگر ناجانی اور زوئی صورت
 بنا رہے تو مباح ہے بشرطیکہ ریا منظور نہ ہو کیونکہ رونی صورت بنانے سے حزن پیدا ہوتا ہے
 اور سرور نشاط کی تحریک کا سبب رقص ہوا کرتا ہے اور سرور مباح کی تحریک ہمارے ہی اور
 اگر مایان مرام ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے ساتھ حبشیہ کو مانتے نہ دیکھتیں چنانچہ آپ بعض روایات میں یوں ہی فرماتے ہیں
 کہ وہ ناج رہتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہی بعض اکابر کا مایان سرور کیقت
 مروی ہے اور وہی سرور موجب انکے رقص کا ہوا ہے چنانچہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ
 عنہ کے بیٹے کے قصہ میں جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر آپ کے بہن
 اور زمین عارضہ رضی اللہ عنہم میں جھگڑا ہوا کہ اس لڑکی کی پرورش کون کرے
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو یہ فرمایا
 کہ تو چمکے اور میں تبتہ سے انکو ستر کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اوچلے لگے اور حضرت
 جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میری صورت اور ستر کے مشابہ ہو گیا تو وہ حضرت علی
 رضی اللہ عنہ سے ہی زیادہ اوچلے اور اپنے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تو
 ہمارا بھائی اور موی ہے تو وہ حضرت جعفر سے ہی زیادہ اوچلے پر اپنے فرمایا کہ یہ لڑکی
 جعفر پاس رہے گی کیونکہ اسکی نالہ جعفر کی منکوحہ ہے اور خالہ کو با والدہ ہی ہے اور کیا

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہارے شوہر کا نالچ پسند ہے غرض کہ نالچ اور اوہلنا خوشی کے سبب ہوتا ہے تو اس کا حکم بھی خوشی ہی پر مبنی ہو گا یعنی جس صورت میں کہ خوشی اچھی ہو اور نالچ اس کو ترقی اور تازگی ہو تو وہ نالچ محمود اور اچھا ہو گا اور اگر خوشی سبب ہوگی تو نالچ ہی سبب ہو گا اور اگر بری ہوگی تو وہ بھی برا ہو گا تاں یہ حرکت اکابر اور مقتدا لوگوں کی شان کے لائق نہیں کیونکہ یہ علم اکثر لوگوں کے لیے ہے اور جو بات کہ لوگوں کی صورت پر لوگوں کی نظروں میں ہو تو اس سے مقتداؤں اور پیشواؤں کو اجتناب کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کی نظروں میں حقیر نہوں اور لوگ ان کا اقتدار نہ چھوڑیں باقی رہا کپڑے پہنا کر نالچ اور اس کی اجازت نہیں مگر اس صورت میں کہ آدمی اپنے اختیار میں نہ رہے اور یہ کچھ بعید نہیں کہ دل پر وجہ کا غلبہ اس وجہ کو ہو کہ وہ اپنے کپڑے پہنا کر دے اور وجہ کے نشہ میں اس کو معلوم نہو یا معلوم ہی ہو مگر بدیون کپڑے پہنانے کے نفس کو ضبط نہ کر سکتا ہو تو اس شخص کا حال ایسا ہو گا جیسے ریسوٹی کسی سے کوئی کام لیا جاوے کیونکہ وہ تو تڑپنے اور کپڑے پہنانے میں سچائی کی صورت دیکھ کر مجبور ہی سے اس کو اختیار کرتا ہی جیسے بیمار آہ مجبوری سے کرتا ہی اگر کوئی اس کو نہ رو آہ سے روکے تو ہرگز اس سے صبر نہو سکے گا باوجودیکہ فعل اختیار ہی کیونکہ یہ ضرور نہیں کہ جن فاعلوں کا حاصل ہونا ارادہ ہوا انسان اس کے ترک پر قادر ہی ہو مثلاً سانس لینا ہی ارادہ سے حاصل ہوتا ہے لیکن اگر کسی کو کہا جاوے کہ ایک ساعت کو سانس روک لو تو وہ اپنے اندر سے کہہ کر سانس لینا اختیار کرے گا یہی حال پیچھے اور کپڑے پہنانے کا ہے کہ یہ بھی ایسی ہی طرح ہوتے ہیں تو ان کو

حرام نہیں کہہ سکتے چنانچہ سری سقلی رحمہ اللہ کے سامنے ذکر تیز و جہد اور غالب کا ہوا آخر
 فرمایا کہ ہاں وجہ غالب ہوتا ہے کہ اگر وجہ والے کے موافق نہ ہو تو اسکو خبر نہ ہو کہ
 نے دوبارہ پوچھا اور اپنے گمان میں بےید بانا کا اس حد کو وجہ ہو جائے اسلئے بہت
 اصرار کیا مگر اپنے پرکھ نہ کہا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بعض اوقات میں بعض شخصوں
 کو ایسا ہی وجہ غالب ہوتا ہے کہ کیسی ہی ایذا و نکو دیا ہو وہ معلوم نہیں کرتے
 اب اگر یہ کہو کہ مباح کے بعد اور وجہ سے فارغ ہونے پر جو صوفی نے کپڑے چیر کر اور
 چوٹے چوٹے ٹکڑے کر کے لوگوں کو دیتے ہیں اور اسکو نام خرقة کہتے ہیں تو اس باب
 میں تم کیا کہتے ہو یہ امر کیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہاں مباح ہی بشرطیکہ پارچہ پٹا ہوا
 مربع قابل پیوند لگانے کیڑوں یا جانناز کے ہوا اسلئے کہ پہاڑ نے میں کچھ ممنوع بات
 نہیں آخر تان کو بھی پہاڑ کر ہی کپڑا کرتے بناتے ہیں اور مال کا ضائع کرنا بھی نہیں
 اسلئے کہ اس پہاڑ نے سے ایک عرض متعلق ہے یعنی پیوند لگانا کہ وہ چوٹے چوٹے
 لگا یا جاتا ہے اور سبکو بافتنا اس نظر سے کہ خیر میں سب شریک ہوں مباح اور مقصود
 اسلئے کہ ہر مالک کو اختیار ہے کہ اپنے تان کے تنو ٹکڑے کر کے مثلاً سونقیر و نکو دیے
 لیکن ہاں یہ چاہئے کہ وہ ٹکڑے ایسے ہوں جو پیوند و ن میں کام آویں اور مباح
 میں جو ہم نے کپڑے پہاڑنے کو منع لکھا ہے تو اسے پہاڑ نیکو منع کیا ہے جس سے کچھ کپڑا
 بناؤ اور کسی کام کا نہ ہو کیونکہ یہ محض ضائع کرنا ہے تو اختیار کے ساتھ جائز نہیں ہے
 میں مجبوری ہے پانچواں ادب یہ ہے کہ کپڑا ہونے میں لوگوں کی موافقت کرنی چاہئے
 یعنی اگر کوئی شخص جہد صاوق میں آکر بد و ن ہو و اور بناوٹ کے کپڑا ہو جاوے
 یا بد و ن اظہار وجہ کے با اختیار خود کپڑا ہوا اور لوگ اس کے لئے کٹے ہو جائیں تو

اونکے ساتھ آپ بھی کھڑا ہو جائے کہ یا ران جلسہ کی موافقت آداب صحبت میں ہے
 اسطرح اگر لوگوں کی عادت یہ ہو گئی ہو کہ اگر وجہ والے کی بگڑی گرجائے تو وہ ہی
 اپنی پڑیاں اوسکی موافقت کو اوتار لیں یا اوسکی چادر اوتر جائے تو اپنی ہی اوتار لیں
 تو ایسی باتوں میں جسکے موافق کام کرنا خوبی آداب صحبت اور عشرت میں داخل ہے کیونکہ
 ہر ایسے کی مخالفت کرنی موجب وحشت ہو اور ہر قوم کی رسم جدا گانہ ہی تو جیسا دین
 ویسا جیس کرنا چاہئے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے خالکو
 الناس باخلاص یعنی لوگوں کی اوسکی عادتوں کے موافق بلخصوص جب ایسے خلاق
 ہوں کہ ان میں حسن عشرت اور دلون کا خوش کرنا موافقت کرنے سے پایا جاتا ہو تو
 اوسکا استعمال ضروری ہو اور یہ جو معترض کہتا ہے کہ یہ امر بدعت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم
 کے وقت میں نہ تھے تو یہ اوس صورت میں صحیح ہو کہ جتنے مباحات ہیں وہ سب صحابہ
 رضی اللہ عنہم سے منقول ہوں حالانکہ کچھ ضرور نہیں کہ مباحات صحابہ رضی اللہ عنہم سے
 منقول ہوں بلکہ ممنوع وہ بدعت ہی جو مخالف کسی سنت کے ہو جسکے کہنیک حکم شارع علیہ
 والسلام نے دیا ہو اور امتنازع فیہ میں کسی طرح کی مخالفت منقول نہیں اور انبیاء کے
 کو آئیکے وقت کھڑا ہو جانا عرب کی عادت میں منتہا تھا تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے بھی بعض احوال میں کھڑے نہوتے تھے جیسا کہ حضرت
 انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے مگر چونکہ اس میں کوئی نہی عام ثابت نہیں ہوئی تو
 جن شہر نہیں آئیوالے کی تعظیم کی عادت کھڑے ہونے سے ہو ان میں کسی کے لئے کھڑا ہونا
 کچھ مضائقہ نہیں اسلئے کہ مقصود تو اوسکی تعظیم اور عزت اور دل خوش کرنا ہی تو جس
 بات میں موافقت کرنیے دوسرے کا دل خوش کرنا مقصود ہو اور لوگوں نے اوسکو دل خوش کرنیکی اطلاع ملنی ہو تو اسکی تعظیم

اونکی موافقت کرنے میں کچھ مخالفت نہ تھی بلکہ بہتر یہی ہو کہ موافقت کرے بجز اس صورت
 کے جس پر سختی وار دہوا اور اسکی تاویل کچھ نہوا اور ایک ادب یہ ہو کہ لوگوں کے ساتھ ناپسند
 کو نہ دے اگر وہ لوگ اسکا تاج بڑا جانتے ہوں اور انکے احوال میں ابتری نہ ڈالے
 اسلئے کہ جو تاج بدون اظہار وجہ لینے کے ہو تو وہ سیاح ہو اور جو تاج ابد کے نام سے ہوتا
 ہو اس میں سبکو بناوٹ کا اثر معلوم ہوتا ہو اور جو صدق کے ساتھ کھڑا ہوتا ہو اسکو
 طبیعتیں ثقیل نہیں جانتی ہیں مگر شکہ حاضرین جلسہ گرامیل باطن ہوتے ہیں تو انکے
 دل راستی اور تکلف کی کسوٹی ہوتے ہیں چنانچہ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ وجہ سیاح کیا
 ہو تو ہونچ فرمایا کہ اسکا صحیح ہونا یہ ہو کہ وجہ دے اور اسکو قبول کریں بشرطیکہ اسکے
 موافق ہوں مخالف نہ ہوں اب اگر یہ کہو کہ کیا بات ہو کہ طبیعتیں حق سے نفرت کرتے
 ہیں اور ظاہر ایہ گمان ہوتا ہو کہ رقص باطل اور لہو اور دین کے مخالف ہو کہ جب کوئی
 دین میں کوشش کرے تو اسکو دیکھتا ہو تو اسکا انکار ہی کرتا ہو تو اسکا جواب یہ ہو
 کہ کوئی کتنا ہی لہو کا زنا بد ہوا اسکے جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے
 زیادہ نہو گی حالانکہ اپنے مسجد میں بیٹیوں کو ناپسند دیکھا اور انکار فرمایا کیونکہ
 وہ وقت ہی اسکے لائق تھا اور وہ لوگ اسکے لائق تھے یعنی عید کا دین تھا اور پیشی
 تاج رہتے تھے ان تاج سے باہر لہو و طبیعتیں متنفر ہیں کہ اکثر اسکے ساتھ لہو و لعب
 ہوتا ہو اور لہو و لعب ہر چند سیاح ہو مگر ایسوں ہی کے لئے جیسے زندگی اور پیشی ہیں
 اور منصب والوں کے لئے مگر وہ ہو کہ اونکی شان کے لائق نہیں اور جو چیز اسوجہ مذکورہ
 ہو کہ منصب والوں کے لائق نہیں اسکو حرام نہیں کہہ سکتے مثلاً اگر کوئی سائل کسی فقیر
 سے کہہ مانگے اور وہ اسکو اکیڈروٹی دیدے تو یہ دنیا و عذرہ طاعت اور اگر کوئی بادشاہ

کچھ سوال کرے اور بادشاہ اوسکو ایک یا دو روٹی دے تو تمام خلق کے نزدیک بڑا ہوگا اور
 ناریخونین کا بایا بیگا کہ منجملہ بادشاہ کی برائیوں کے ایک یہ حرکت تھی اور اوسکی اولاد و حفا
 کو اوسکے بستے لوگ ننگ دلائین گے مگر باوجود اسکے یوں نہیں کہہ سکتے کہ بادشاہ مذکور
 جو حرکت کی وہ حرام تھی اسکے کہ اوسنے ہا بن لہاٹ کہ فقیر کو دیا اچھا فعل کیا ہے مگر اپنی شاخ
 اعتبار سے ایک باروٹی کا دنیا مثل دینے کے ہی اور بڑی سی طرح ناچ اور دوسرے
 سباحات کا حال ہے کہ عوام کے حق میں سباح بین اور نیک بندوں کے حق میں برائیاں
 ہیں اور نیکوں کی بدلائیاں مقرب بندوں کے حق میں برائیاں ہیں لیکن یہ حکم
 اوسی صورت میں ہے کہ اوسکو بلحاظ منصب و کمین ورنہ اگر بلحاظ کسی منصب وغیرہ کے
 و کمین تو یہی حکم کرنا واجب ہوگا کہ بذات خود اس میں کچھ حرکت نہیں واللہ اعلم تفصیل گذشتہ
 سے یہ ثابت ہوا کہ سماع چار قسم ہے حرام اور مباح اور مکروہ اور مستحب سماع حرام اون
 لوگوں کے حق میں ہے جو جوان ہوں اور بچہ دنیا کی شہوت غالب ہو کہ سماع اون میں کسی قسم
 کی تحریک نہ کر گیا بجز اسکے کہ جو بری صفتیں اونکے دل پر غالب ہیں وہ حرکت میں آجائیں
 اور مکروہ اون لوگوں کے حق میں ہے کہ جو سماع کو مخلوق کی صورت پر تو نہیں دیکھتے مگر
 اکثر اوقات اوسکو عادت پڑ گیا ہے کہ وہ کے طور پر اور مباح اون لوگوں کے حق میں ہے جو
 سماع سے کوئی بہرہ سوا خوش آوازی سے مزہ پانے کے نہیں اور مستحب اون لوگوں کو ہے
 جنہ خدا تعالیٰ کی محبت غالب ہے اور سماع بجز صفات محمودہ کے اور کسی چیز کی تحریک نہیں
 نہیں کرتا والحمد للہ اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً و صلی اللہ علی کل عبد مصطفی
 تمام ہوتی عبارت کتاب مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم کی اور یہ ترجمہ پورا آٹھ
 باب کا بالاسی باب ہے اور اب بیان سے بعض اور کتابوں معتبر کا ترجمہ عبارت ورج

ہوتا ہی تو اول رسالہ شریف کے ترجمہ کا اتفاق ہوا و ہوندا

باب بیان سماع میں

فرمایا اللہ تعالیٰ و تقدس فی بشرۃ عبادہ الذین یستمعون القول فلیتعون
 احسنہ ط یعنی پس جو شہری رہے اور سیر مذکور جو سنتے ہیں قول کو بہ اتباع کرتے
 ہیں اور میں احسن اور بہتر اوسیکہ اور حرف لام لفظ قول میں تعلیم اور استعراق کا ہے اور
 دلیل اس پر یہ کہ اوسکی مدح کی ہو ساتھ اتباع احسن کے اور فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے
 فیہ فی ذلک و ضہیٰ محکوم و ط اور تفاسیر میں ہے کہ یہ خبروں یعنی سماع کے ہے اور
 جان کہ سننا اشعار کا ساتھ الحان طیبہ اور نغمہ ہاے ملذذہ کے اگر سننے والا معتقد کسی
 امر ممنوع کا نہ ہو اور کسی صفت مذمومہ فی الشرع پر سماع نہ کرے اور اسکا سماع ایسا نہ ہو کہ ملان
 خواہش نفسانی کے کہنے اور نہ داخل کرے لہو میں تو یہ سماع سماع ہے فی الکلمہ اور اختلاف
 نہیں ہوا میں کہ تحقیق اشعار پر ہے گئے ہیں روبرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وسلم کے اور اپنے اشعار کو سننا ہی اور کسی پر اشعار میں انکار اور منع فرمایا سو جبکہ
 ہو سننا اشعار کا بدوین الحان طیبہ اور خوش آوازی کی تو حکم نہیں بدلتا سننے میں
 ساتھ الحان کے اور یہ امر ظاہر ہے تو یہ بات کہ واجب کرے سننے والے پر نور و حریت
 کو طاعات پر اور یاد کرنے ایسی چیز مذکور ہو یا اور طیار کی ہیں اللہ تبارک سبحانہ و تعالیٰ
 اپنے بندوں متقی کے درجات سے جبکہ یہ امر باعث ہوتا ہی آدمی کو اور بچے کے سماع
 اور پوچھنا ہی ملان قلبی کے فی احوال صفائی و ارواح کو تو یہ بات مستحبہ دین میں اور
 مختار ہی شرع اطہر میں اور تحقیق کہ جاری ہوئے ہیں لفظ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسے کہ قریب ہیں شعر سے اور نہیں مقصود
کہ وہ شعر ہوں یعنی بلا ارادہ قریب شعر کے صادر ہوئے ہیں اور خود بنفس نفیس قصیدہ ہو کر
کرنے شعر کا نہیں کیا چنانچہ غزوہ خندق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ انصار رضی اللہ عنہم خندق کو دور پہنچے اور یہ وزن کہہ رہے تھے ۵

نحن الذين بايعوا محمدا ۱ | على الجهاد ما بقينا ابدًا ۲

پس جو ابدا یا ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ ۵

الله لا عيش الا عيش الآخرة ۱ | كرم الانصار والمهاجرة ۲

اور یہ لفظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے نہیں ہیں اوپر وزن شعر کے اور
نہ اوپر ارادہ شعر کے لیکن قریب شعر کے ہیں اور تحقیق کہ سننے ہیں سلفا متقدمین اور
اکابر رحمہم اللہ نے ابیات ساتھ خوش آوازی کے پس منجملہ قائلین بالاباحت کے ساتھ
حضرت مالک بن انس اور اہل حجاز میں کہ یہ سب مباح رکھتے ہیں غنا اور راگ کو لیکن باگ
صدار پس اجماع ہی انکا اسکے جواز پر اور تحقیق کہ وارد ہیں اور پہنچے ہیں آثارا سباب میں
اور مروی ہے ابن جریج رحمہ اللہ سے کہ یہ شخص اور اجازت دیتے تھے سماع کی تو آواز سے کہا
کیا کہ جب آپ روز قیامت کے میدان حشر میں بلائے جاؤ گے اور آپ کے حسنات اور سیئات
حاضر کئے جاویں گے تو یہ سماع آپکا کو کسی حجت اور جانب میں ہوگا تو فرمایا کہ نہ جانب حسنات
میں اور نہ حجت سیئات میں ہوگا یعنی مطلب یہ ہے کہ سماع منجملہ مباحات کے ہے لیکن حضرت
امام شافعی رحمہ اللہ سوا آپ اسکو حرام نہیں فرماتے تھے بلکہ اکثر اور عوام روایات میں مکرر
فرماتے ہیں یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے اپنے حرفت اور پیشہ راگ کا کیا ہوا اور نصف ہو علی الذم
سماع کا بروجہ لہو کے تو روز قیامت ہی اپنے شہادت اسکی اور نہ فرمایا ہی اسکو منجملہ سیئات

کے کہ جسے مروت جاتی رہتی ہو اور ساقط ہوتی ہو اور لاحق نہیں کیا ہو اسکو سات مرتبہ
 کہے اور ہمارا کلام نہیں ہو اس قسم کے سماع میں کہ چونکہ یہ طائفہ بزرگ اور بلند درجہ ہیں اگر
 کہ سماع کو بطور لہو کے سنیں اور جیسے راگ کے پسند فرمادیں اور ہووین ساتھ دلوں کے
 کے فکر کر نوالے منہا میں لغو میں آیا سنیں بطور صفت خیر اور کفر کے اور تحقیق کہ مروی ہیں
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے آثارا بامت سماع میں اور اسید طرح حبیب اللہ بن جعفر
 بن ابیطالبؑ اور اسید طرح عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مدار وغیرہ میں اور پڑھے
 گئے روبرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اشعار پس نبی نفرمائی
 اپنے اوسے اور مروی ہو جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ پڑھو گئے اپنے اشعار تمہارا
 مستور اور ظاہر کے یہ ہو کہ آپ داخل ہوئے خانہ جناب صدیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا میں اور وہاں دو لڑکیاں گاتی تھیں سو اپنے منع فرمایا او کو چنانچہ بطول سنا
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ تحقیق حضرت ابو بکر داخل ہوئے انکے ہاں
 وہاں لڑکیاں گارہی تھیں ایسے واقعہ جو ہوئے تھے انصار میں روز بیعت کے ہوا
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ یہ مزار شیطان کا خانہ دولت جناب رسول اللہ صلی
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 نے کہ چوڑو و انکو لے ابو بکر پس تحقیق کہ واسطے ہر قوم کے ایک عید ہوتی ہو اور ہمارا جو
 یہ روز ہو اور یہی بطول سنا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ اونہوں
 کلام کیا تھا ایک اپنے رشتہ دار عورت کا انصار سے پس تشریف لائے جناب نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور کہا کہ آیا رخصت کرو یا تم نے لڑکی کو جو عرض کی حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے کہ ہاں پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ کسی گائیو لگا

اوسکے ہمراہ پہونچایا ہر عرض کی کہ نہیں پس فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ تحقیق انصار میں غزل ہوتے ہیں پس اگر پہونچا دیتے تم کوئی ایسا کہ کشاکش اتینا کہ اتینا کہ فحیانا و حیاء کو یعنی تو خوب تھا اور یہی بطول سنا دے ہی حضرت برابر بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سنائیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حسن زیادہ کرو تم قرآن مجید کا ساتھ اپنی آوازوں کے پیش تحقیق کہ خوش آوازی زیادہ کرتی ہر قرآن مجید کا حسن پس دلالت کی اس خبر نے اور فضیلت خوش آوازی کے اور یہی بطول سنا دے ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ واسطے ہر چیز کے ایک زیور ہوتا ہے اور زیور قرآن مجید کا خوش آوازی ہے اور یہی بطول سنا دے ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ دو آواز ملعون ہیں ایک تو آواز ویل کا وقت مصیبت کے اور دوسرا آواز مہمار کا وقت راک کے پس مفہوم خطاب کا مقتضی ہے اباحت سوا ان دو آواز غیر ان دونوں حالوں میں یعنی حالت مصیبت اور حالت راک میں والا باطل ہوگی وجہ خاص کرنے کی اور اخبار اس باب میں بہت ہیں اور زیادتی اس قدر پر ذکر روایات سے خارج کرتی ہے کہ کو مقصود کہ جو اختصار ہے اور تحقیق مروی ہے کہ ایک شخص نے ریشہ کا پڑے رو بہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے شعر

اقلت فلاح لها	عارضان كالسج
ثم ادبرت فقلت لها	والفواد في الوحج
عادي ويحك	قد عرفت في اللج

هل على حكان	ان عشقت عن حراج
-------------	-----------------

پس فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لا حرج انشاء اللہ
 تعالیٰ کہما مصنف کتاب رسالہ قشیریہ یعنی استاد ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن
 قشیری رحمہ اللہ نے کہ کہا استاد رحمہ اللہ نے کہ تحقیق خوش آوازی سجدہ انعامات
 الہی تعالیٰ شانہ کے ہر جسکو کہلے آدیوں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یزید بن ابی الحنفیہ
 مائتہ کہ گایا تفسیر میں کہ مراد اس زیادتی سے جو ایہ شریفین مذکور ہر خوش آوازی
 ہوا اور دم کی اللہ تعالیٰ و تقدس آواز بد کی اور فرمایا تعالیٰ سبحانہ نے ان اکبر
 الأصوات لصوت الجہد یعنی تحقیق کہ منکر تر آوازوں کی آواز کہ ہے کی
 اور لذت پانا دلوسکا اور مانوس ہونا و کسا ساتھ آواز طیبہ کے اور راحت پانا ساتھ
 اسکے ایسا ہر کہ اس میں ہکا کرنا امکان نہیں رکھتا کیونکہ اگر کجا بچہ ساکن ہوتا ہر آواز
 طیبہ سے اور آواز تحمل کرنا ہر سختی سیر اور شدت بوجہ کا اور آسانی پاتا ہر ساتھ جلد
 کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے أفلا ينظرون إلى آل أبي لیل کیف خلقت اور حکایت کہ
 گیا ہر اسمیل بن علیہ سے کہا کہ میں جبار ہوتا ہر امیر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے وقت
 دو کپڑے پہنچے ہم ایک موضع میں کہ وہاں ایک شخص کہیہ ہوتا تو آپ نے فرمایا کہ چلو
 اور میل کرو طرف اسکے پھر مجھ سے فرمایا کہ کیا طربناک کرنا ہر چھکاوہ یہ تو بیٹے کہا کہ نہیں ہر
 فرمایا کہ تجھے قوت حس کی نہیں ہوا اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے کہ نہیں کان لگایا اللہ تعالیٰ نے ساتھ کسی چیز کے مثل کان لگانے اسکے کہ
 واسطے نبی کے کہ تعنی کرے ساتھ قرآن مجید کے مروی ہر ساتھ طول اسناد کے حضرت
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہیں کان لگایا آخر حدیث تک اور کہا گیا ہی کہ سنتے تھے قرات حضرت داؤد علی نبینا و
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جن اور انس اور وحش اور طیور جبکہ پڑھتے تھے آپ زبور اور
 اوٹھائے جاتے تھے آپ کی مجلس سے چار سو جہازہ اون لوگوں کے کہ جو مرتے تھے بسبب
 سننے قرات آپ کی کے اور فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ
 اشعری رضی اللہ عنہ کو کہ تحقیق دی گئی ہو کہ ایک نماز مجھ میں امیر آل داؤد سے اور
 کہا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم سے کہ اگر میں جانتا کہ تحقیق آپ سنتے ہیں تو البتہ آراستہ کرتا میں قرات کو اور
 بطول اسناد مروی ہو حکایت ابو بکر بن داؤد دینوری رحمہ اللہ سے کہا کہ میں
 ایک جنگل میں تھا سو پہونچا میں ایک گروہ کے نزدیک قبائل عرب کہ ضیافت کی ایک
 نے اوس گروہ سے میری سودیکھا بیٹے اوسکا ایک سیاہ غلام قید وہاں اور دیکھا
 بیٹے اونٹون کو مردہ صحن گہر میں پس کہا مجھ سے اوس غلام نے کہ تم آجکی رات مہمان
 اور میرے مالک کے نزدیک گرامی ہو تو میرے ہی سفارش کرنا کہ وہ
 تمہاری سپارش روز کر گیا پس کہا بیٹے صاحب خانہ سے کہ میں کہانا نہ کہا اور لگا
 جب تک کہ تور ہا کرے اس غلام کو تو اوسنے جواب دیا کہ اس غلام نے فقیر اور محتاج کر دیا
 مجھ اور بر باو کیا مال میرا پس بیٹے اسکی حقیقت اوس دریافت کی تو کہا اوس نے اور
 جواب دیا کہ یہ غلام خوش آواز ہو اور میں اپنا گزارہ ان اونٹون سے کرتا تھا سو لاوا
 اسے اونپر بوجہ بہاری اور گایا دیکھے واسطے راگ حمار تو کاٹا اونہون راستہ تین
 روز کا ایک دن میں پس جبکہ اوتا را اونپر سے بار تو مر گئے وہ سب لیکن شیر میں نے
 انشا اوسے شہ کو آور کھول دی غلام سے قید چہر جبکہ صبح ہوئی تو جا پائے کہ سنون اوسکی

آمانا و سوال کیا مالک اسکا اور نام کیا اسنے غلام کو کہ کے مدار واسطے ان اونٹوں
 کے جو وہاں کنوئے پر تھے اور پانی بہرتے تھے سو کہا اسنے راگ مدار اور گرے اونٹ
 اپنے موہو پیر اور ٹوڑوا لیں۔ یہاں اپنی اور میں گمان نہیں کرتا کہ میں نے سنی کج
 آواز اس سے بہتر اور گرامین اپنے موندہ کے بل ہائیک کہ اسنے اشارہ کیا غلام کو خاموشی کا اور
 کہا حضرت بنید رحمہ اللہ نے کہ کیا حال ہے انسان کا کہ ہوتا ہے راہ یاب اور جبکہ شتا ہے
 راگ تو اخطراب کرتا ہی ہیں فرمایا کہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبکہ مخاطب کیا نوریا
 کو میثاق اول میں ساتھ قول اَلْکُتُبِ بِرِجْکُمْ کے تو سیلاب کیا شیرینی اس کلام نے
 ارواح کو تو جبکہ سنتے ہیں سماع تو سحر کیا دیتا ہے وہ ذکر اور نکوا اور سنائے استاد اور
 علی رحمہ اللہ سے کہ کہتے تھے سماع تین حال پہ ایک حرام ہے اور یہ عوام کا سماع ہے اسو ایک
 انکے نفس بحال خود باقی ہوتے ہیں اور دوسرا سماع ہے اور یہ زیادہ نکا ہے اسواسطے
 کہ اونکو مجاہدہ حاصل ہوتا ہے اور تیسرا مستحب ہے اور یہ ہم لوگوں کا یعنی صوفیہ صافی کا
 ہے اسواسطے کہ اکاد دل زندہ ہوتا ہے اور سنائے استاد ابو علی رود باری رحمہ اللہ
 کہ جارت محاسبی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے تھے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ نہیں
 تو اونسے نفع مندی حاصل کیا وے اور بے اونکو کم کیا ہے یعنی بہکو وہ بیستین ہیں
 ایک خوبصورتی ہے جو اس اور خدایات کے ساتھ ہو و جو خوش آوازی جو دیانت کے
 ساتھ ہو تیسرے بہتر برادری جو وفاداری کے ساتھ ہو اور پوچھا گیا حضرت ذوالنون
 مصری رحمہ اللہ سے حال خوش آوازی کا تو فرمایا کہ یہ مخاطبات اور اشارات ہیں کہ کعبہ
 رکھا ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے واسطے ہر طیب اور طیبہ کے اور دوسری بار پوچھا گیا تو فرمایا
 کہ سماع ایک وار و حقانی ہے کہ پیشہ ہے تیا ہے و لو نکو طرف حق کے سو جو کوئی کہنے اسکو

ساتھ ہی کے وہ محقق ہو اور جو کوئی کہنے اور سکوسا ساتھ نفس کے وہ زندیق ہو اور فرمایا
 حضرت جنید رحمہ اللہ نے کہ نازل ہوتی ہو رحمت الہی فقر پر تین مقام میں ایک وقت سماع
 کے کیونکہ یہ لوگ نہیں سنتے مگر حق سے اور نہیں کہہ رہے ہوتے مگر وجہ سے دوسرے وقت
 کہانا کمانے کے کیونکہ یہ لوگ نہیں کہاتے مگر فاقہ سے تیسرے وقت ہمکلاچی علم کے کیونکہ
 یہ لوگ تذکرہ نہیں کرتے مگر صفت اولیا کا اور فرمایا انہوں نے کہ سماع فتنہ ہی اس
 شخص کو کہ طالب ہو اسکا اور حکایت کیا گیا ہو اسے کہ فرمایا سماع کو احتیاج تین چیز کی
 ہی ایک وقت دوسرے مکان تیسرے برادران کی اور پوچھا گیا حضرت شبلی رحمہ اللہ
 سے حال سماع کا تو فرمایا کہ ظاہر اسکا فتنہ ہو اور باطن اسکا عبرت ہو سو جو کوئی کہ جانتا
 ہو اشارہ تو حلال ہو اسکو سماع ورنہ وہ شخص طالب فتنہ کا ہو اور پیش ہو اور واسطے
 بلا کے اور کہا گیا ہو کہ لایق نہیں ہو سماع کا مگر وہ شخص کہ نفس اسکا مردہ ہو اور قلب
 زندہ ہو اور نفس اسکا فوج کیا گیا ہو ساتھ شمشیر مجاہدہ کے اور زول زندہ ہو ساتھ
 نور موافقت کے اور پوچھا گیا ابو یعقوب نر جو ری سے حال سماع کا تو فرمایا کہ ایک حال
 ہو کہ شروع کرنا ہو رجوع کو طرف اسرار کے بحیثیت احراق کے اور کہا گیا ہو کہ سماع لطیف
 غذائے روحانی ہو واسطے اہل معرفت کے اور سنائیے استاد ابو علی رحمہ اللہ سے کہ کہتے
 تھے کہ سماع مہر ہے مگر جو کہ موافق شرع اطہر کے ہو اور حافت ہو مگر جو کہ حق سے ہو اور فتنہ ہو
 مگر جو کہ عبرت سے ہو اور کہا گیا ہو کہ سماع دو قسم ہے ایک سماع بشرط علم اور صحو کے ہے پس
 بشرط ایسی سامع کی ہو معرفت اسامی اور صفات کے ورنہ واقع ہو گا کفر محض میں اور
 دوسرا بشرط حال کے ہے پس بشرط ایسے سامع کی ہو فانی ہونا اپنے احوال بشرط سے اور جو
 ہونا آثار خلط سے بسبب ظہور احکام حقیقت کے اور حکایت کیا گیا احمد بن ابی احواری

کہ کہا پوچھا میں ابویہا کے حال سماع کا تو کیا کہ دوستی اگر ہو تو یہ دوست تر ہو میرے
 نزدیک اس کے ایک ہی ہوا اور پوچھا گیا ابو اکسین نوری سے حال صوفی کا تو کیا صوفی
 وہ ہو کہ جو میں نے سماع کو اور اختیار کرے اسباب کو اور پوچھا گیا ابویہا بدوی سے حال سماع
 کا ایک روز تو کیا کہ ایسے کاش خلاص اور زلمائی باؤین ہم ادب سے بالتمام سنائیے شیخ
 ابو عبد الرحمن سلمی سے کہ کہتے تھے سنائیے ابو عثمان مغربی سے کہ کہتے تھے جو شخص کہ
 دعوی کرے سماع کا اور نہ سماع کرے صوت طیور پر اور آواز کو اثر پر اور آواز ہو اور تو
 وہ مدعی فریبی ہو سنائیے ابوعلم مجستانی سے کہ کہتے تھے سنائیے ابو نصر السراج سے
 کہ کہتے تھے کہ سنائیے ابوالطیب احمد بن مقاتل علی سے کہ کہتے تھے کہا جعفر نے کہ تھان
 زریزی اصحاب بعید رحمہم اللہ سے ایک شیخ فاضل سوا اکثر حاضر ہوتے تھے موضع سماع میں
 تو اگر خوش آتا تھا انکو کہہ تو سچا لیتے تھے اپنے تہ بند اور بیٹے تھے اوپر اور کہا گیا ہے کہ
 صوفی مع اپنے نیک ہی اگرچہ خوش آوے اور کہا گیا کہ سماع واسطے ارباب قلوب کے ہیں
 لے شیخ اور اوٹھایا جوتا پنا اور سنائیے محمد بن حسین بطول اسناد کہ پوچھا گیا حضرت
 رومی سے حال وجود صوفیہ کا وقت سماع کے تو جواب دیا کہ وہ مشاہدہ کرتے ہیں اور
 معانی کا کہ جو غائب ہیں غیر انکے سے سوا اشارہ کرتے ہیں طرف انکے سماع کہ متوجہ ہوں
 میرے پس ثابت و بیجا تی ہو ساتھ اسکے خوشی سے ہر واقع ہوتا ہی حجاب تو خود کرتا ہے
 یہ سرور طرف بجا اور گرہ کے پس بعض کہے پاڑتے ہیں اور بعض حج مارتے ہیں اور
 بعض روتے ہیں اور ہر آدمی اپنے قدر اور انداز پر ہی اور بطول اسناد مری ہی
 حدیثی سے کہ کیا اونہوں نے اپنے بعض کلام میں میں کیا کرتا ہوں ایسا سماع کہ
 منقطع ہو جا جو وقت کہ منقطع کرے او سکوا کا نوا لا چاہئے کہ ہوسماع اور سکوا متصل غیر منقطع

اور کہا انہوں نے کہ چاہئے کہ ہوشنگی اتم اور شرب دائم اور حقد ر شرب اور پینا زیادہ
ہو اور سیم قدر پیاس بڑھتی جاوے اور آیا ہو مجاہد رحمہ اللہ سے تفسیر قول الہی
تعالیٰ میں کہ **فَقَدْ رَزَقْنَاهُ رِزْقًا كَثِيرًا** یہ کہ بھروسہ کے معنی سماع کے ہیں جو
حور الصین سے ایسے الفاظ کے مانند ہو گا جنہاں الخالکات فلا نفوت ابدا ونحن
الناجحات فلا بنوس ابدا اور کہا گیا ہو کہ سماع تسخر ہے اور وحید اراؤلی کہتے ہیں
اور باسناد ابو عثمان مغربی سے مروی ہے کہ کہا کہ دل اہل حق کے حاضر ہوتے ہیں اور
کان اٹکے کشادہ ہوتے ہیں اور اسے نہیں سنا کہ قول ابوسہل معلوکی کا نقل کرتے
تھے کہ سماع سننے والا در بیان حجاب اور تجلی کے ہوتا ہے پس حجاب واجب کرنا ہو سبب اور
شعاع زنی کو اور تجلی موجب ہوتی ہے راحت پانے کو اور حجاب سے پیدا ہوتے ہیں حرکات
مریدین کے اور یہ مقام ضعف اور عجز کا ہے اور تجلی سے پیدا ہوتا ہے سکوت و صلیں کا اور
یہ مقام استقامت اور تکمیل کا ہے اور یہی ہے صفت حضور کی کہ نہیں ہے مگر جو ہونا
شیخے و اوقات ہدایت کے فرمایا اللہ تعالیٰ سبحانہ فلما حضروہ قالوا انصتوا لکما ابوتما
نے کہ سماع تین وجہ پر ہے ایک وجہ واسطے مرید و کج اور مبتدیان کے ہو کہ وہ ساتھ اس
سماع کے طالب ہوتے ہیں احوال شریفہ کے مگر آسمین انہر خوف فتنہ اور ریا وغیرہ کا ہونا
ہو اور دوسری وجہ واسطے صمد قوی ہو کہ وہ ساتھ اس سماع کے طالب ہوتے ہیں
زیادتی کے اپنے احوال شریفہ میں اور حاصل کرتے ہیں اس سماع سے وہ جو موافق
ہو انکی اوقات کے اور تیسری وجہ واسطے اہل استقامت کے جو عار قوت سو یہ گروہ
با شکوہ نہیں اختیار کرتے اللہ سبحانہ تعالیٰ پر یعنی کسی غیر کو در بیان اس چیز کے کہ
جو دار و ہوا کے قلوب صافیہ پر حرکت اور سکون اور بطول اسناد مروی ہے ابو علی

رو دبا رہی ہے قول ابوسعید خدری از رحمہ اللہ کا کہ جو شخص کہ دعویٰ کرے مغلوب ہونے
 اپنے کا باوجود فہم کے یعنی سماع میں اور یہ کہ حرکات بالکب ہیں اسکے یعنی بے اختیار صادر
 ہوتے ہیں تو نشانی اسکے صدق کی ہیں کہ تحسین کریں اسکی وہ اہل مجلس کہ نہیں اسے
 وجہ کیا ہو کہا شیخ ابو عبد الرحمن نے کہ ذکر کیا میں نے اس حکایت کو ابو عثمان مغربی سے تو فرمایا
 انہوں نے کہ یہ نشانی صدق کی ادنیٰ ہی بلکہ علامت صحیحہ یہ ہو کہ نہ باقی رہی مجلس میں کوئی
 اہل حق مگر کہ اس حاصل کرے ساتھ اسکے اور نہ باقی رہی کوئی اہل باطل مگر کہ دشت عامل
 کرے اس کے کہا بندار بن حسین رحمہ اللہ نے کہ سماع تین وجہ پر ہو بعض کا سماع بالطبع ہوتا ہے
 اور بعض کا بالحال اور بعض کا باقی ہوتا جو پس انہیں سے جو کہ سماع بالطبع ہو تو اسکے شریک
 سب خاص اور عام ہیں اس واسطے جبلت بشری یہی لذت پانا ہو ساتھ آواز خوش کے آواز
 جو کہ سماع بالحال ہو تو وہ تامل کرنا ہو اور میں کہ جو وارو ہو اس پر ذکر عتاب اور خطاب اور صل
 اور ہجر اور قرب اور بُعد اور افسوس گذشتہ اور شنگی آئندہ آوروں اور فاعلوں اور مقصد
 و عید اور توڑنے پیمان اور ذکر قلوب اور اشتیاق اور خوف فراق اور فرحت وصال
 وغیرہ سے اور جو کہ سماع باقی ہو پس وہ سماع بالبدن اور سماع لہجہ اور وہ نہیں ہوتا
 ہونا ساتھ ان احوال کے کہ جو مخلوط ہیں ساتھ مخلوط بشریہ کے کیونکہ وہ مخلوط باقی
 ہیں ساتھ اپنے اسباب اور علل کے پس وہ یعنی سماع باقی سماع میں حیثیت منفی
 توجیہ جی سے نہ خط سے اور کہا گیا ہو کہ اہل سماع تین طبقہ پر ہیں ایک طبقہ ابتداء و حقائق
 ہیں کہ یہ رجوع کرتے ہیں اپنے سماع میں طرف مخاطبہ کرنے کے کہ انکو جو اور دو طبقہ
 وہ جو کہ یہ مخاطب کرتے ہیں حق تعالیٰ کو ساتھ اپنے اپنے دلوں کے ساتھ اور معانی
 کے کہ جبکہ سماع کرتے ہیں اور طلب کرتے ہیں ساتھ صدق کے اوسمیں کہ اشارہ کرتے

ہیں ساتھ اس کے طرف خداوند کریم کے اور تیسرے طبقہ وہ فقیر مجروح ہیں کہ اونہوں نے قطع کیا ہے تعلقات کو دنیا اور آخرت سے اور سماع کرتے ہیں یہ ساتھ خوشی قلوب اپنی کے اور یہ طبقہ قریب تر انہیں کا ہی طرف سلامتی کے اور مروی ہے کہ پوچھا گیا ابو علی سو دہائی رحمہم اللہ سے حال سماع کا تو کہا کہ یہ مکاشفہ اسرار کا ہی طرف مشاہدہ محبوب کے اور پوچھا گیا خواص رحمہم اللہ سے کہ کیا حال ہے آدمی کا کہ حرکت کرتا ہی نزدیک سننے غیر قرآن مجید کے ایسا کہ نہیں وجہ کرتا سننے قرآن مجید میں تو جواب دیا کہ اس واسطے کہ سننا قرآن مجید کا ایک صدمہ عظیم ہے کہ ممکن نہیں کسی ایک کو یہ کہ حرکت کر سکے اس میں بسبب شدت غلبہ کی کے اور سننا قول کا راحت پانا ہے تو اس میں حرکت کرتا ہی اور عبد الرحمن رازی رحمہم اللہ نے قول حضرت جنید رحمہم اللہ کا نقل کیا کہ جس وقت کہ دیکھتے تو ہرید کو کہ وہ دوست رکھتا ہے سماع پس جان لے کہ اس میں بقیہ بطلالت کا ہے اور قول سہل بن عبد اللہ رحمہم اللہ کا ہے کہ سماع ایک علم ہے کہ متاثر ہے ساتھ اس کے خاص اللہ پاک کہ اس کو بجز اس کے کوئی نہیں جانتا اور منقول ہے کہ حضرت ذوالنون مہری رحمہم اللہ جبکہ پہونچے بغداد میں تو جمع ہوئے انکے ہاں تمام صوفی اور ان کے ساتھ توان بھی تھا تو سب نے آپ سے اجازت چاہی کہ قوال آپ کے روبرو کچھ کہیں آپ نے اجازت دی تو شروع کیا یہ قول شعر

صغیرۃ ہواک عذابی	فکیف بآذا ااحتنگا
وبعد رضاک تقتلنی	وقتل لا یجمل لکا
فانت جمعت من قلبی	ہوی قد کان مشترکا
لا تری ملکئیب	اذا ضحک الخلی بکا

پس کھڑے ہوئے ذوالنون اور گرس اپنے موندہ کے بل اور خون ٹپکتا تھا اول کی

پیشانی سے مگر نہیں گزرتا تما زین پر پہر کڑا ہوا ایک آؤ شخص اوس گروہ سے کہ وجہ کرنا
 تو کہا اوسکو ذوالنون رحمہ اللہ ہی میرا لکھ چکے تھو تم میں سے کچھ گیا وہ شخص کہا
 ابوعلی رحمہ اللہ نے اس حکایت میں کہ تھے حضرت ذوالنون رحمہ اللہ صاحب الطلح کے
 اوس شخص پر کہ خبردار کر دیا کہ یہ مقام مقام اوسکا نہیں ہوا اور تھا وہ شخص صاحبان
 کا کہ قبول کیا اوسنے یہ اور لوٹ کر بیٹھ گیا اور منقول ہو کہ ملک مغرب میں دو شخص تھے اور
 انکے اصحاب اور شاگرد تھے کہ ایک کا نام جبلہ تھا اور دوسرے کا نام زریق تھا تو ملاقات
 کی زریق نے ایک روز منع اپنے یاروں کے پس بڑا ایک شخص نے یاران زریق سے کہہ تو
 حجاج ماری ایک نے یاران جبلہ سے اور مگر گیا پر جبکہ صبح ہوئی تو کہا جبلہ نے زریق سے کہ
 تھے وہ شخص جسے پڑھا تھا کل کے روز اور چاہے کہ پڑھو آج ہی کوئی آیت پس پڑھی
 اوسنے ایک آیت اور سچ ماری جبلہ نے سو مگر گیا پڑھنے والا تو کہا جبلہ نے کہ ایک بار ایک
 کے اور ابتدا کر نیوالا ظالم ترجی اور پوچھا گیا ابراہیم راستانی سے حال حرکت کرنے کا وقت
 ساع کے تو کہا کہ ہو بخیر جو مجھے یہ کہ تحقیق حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیہ
 فرما رہے تھے بنی اسرائیل میں پس پناہ مانگے ہیں سے ایک نے قیصر اپنا تو وحی فرمائی اللہ تعالیٰ
 و تعالیٰ نے کہ کہ تم اوس کے پناہ واسطے میرے ذیل اپنا اور رست پناہ کبڑا اپنا اور پوچھا
 ابوعلی مغربی نے حضرت شبلی رحمہ اللہ سے اور کہا کہ اکثر پوچھتی ہو میرے کان میں آیت کتاب
 عز وقل کی تو کہی جی ہوجھے اور ہرگز کرنے اشیاء کے اور اعراض کرنے کے دنیا اور پھر رجوع کرنا
 ہوں طرف اپنے احوال اور لوگوں کے پس کہا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے وہ جو جذب کرنا
 جو تجھے طرف اپنے پس وہ الطاف اور اعطاف ہیں اوس تجھ پر اور وہ جو وار و ہوتا ہی ہے
 نفس پر پس وہ شفقت ہوا اوس تجھ پر سواسطے کہ بنو زیم کو مرتبہ برترے اور انقطاع طاقت

اور قوت سے توجہ الی اللہ میں صحیح نہیں ہوا ہی اور منقول ہے حضرت شبلی رحمہ اللہ سے کہ آپ ایک رات مسجد میں تھے ماہ رمضان میں اور نماز پڑھتے تھے پیچھے اپنے امام کے کرا راوی نے کہ میں اونکے پہلو میں کھڑا تھا کہ امام نے پڑھا وَلَکِنَّ شَتْنًا کُنْدَ هَبْکَ بِالْکَلْبِ اَوْ حَبْنًا لِّلْکَلْبِ تو پیچھے آپ ایک چیخا کہ میں سمجھا کہ انکی روح پرواز کر گئی اور وہ ٹپٹپتے تھے اور کہتے تھے کہ اسی طرح پر خطاب کیا جاتا ہی احباب کو مکر کرتے تھے اسیکو بہت بار اور حکایت ہے حضرت جنید رحمہ اللہ سے کہا کہ میں گیا ایک روز حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کے نزدیک اور دیکھا وہاں ایک شخص بیہوش پڑا ہوا تو میں نے اوسکا ہاتھ دریافت کیا کہا کہ اسنے سناتا تھا ایک آیت کو کتاب اللہ عز وجل سے پس کہا میں نے کہ بڑی ہمت اسپر وہی آیت دوبارہ سو پڑھی گئی اور اوسکو افادہ بھی ہو گیا پس کہا مجھ سے کہ میں نے یہ کہا سچ جانا تو کہا میں نے کہ تحقیق پیرا بن حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا گئی تھیں بسبب اسی کے کہ انکے بن حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ پر بعد میں لوٹ کر بھی اسی سبب بنیا ہو میں تو اوسکو مجھ سے اونہوں نے پسند کیا اور منقول ہے کہ ایک جوان حضرت جنید رحمہ اللہ کی صحبت میں رہا کرتا تھا اور حبیب بھی کہ سناتا تھا کچھ ذکر سے توجہ مارا کرتا تھا تو کہا اوسکو حضرت جنید رحمہ اللہ نے ایک روز کہ اگر ہر تو نے ایسا کیا تو ہماری صحبت میں مت آنا پس وہ جب سناتا تھا کچھ تو متغیر ہوتا تھا اور اپنا نفس ضبط کرتا تھا یہاں تک کہ ہر بن سے قطرے ٹپکتے تھے پہاں وزاؤں ایک پیچ ماری اور کل گئی جان اوسکی اور منقول ہے ابو الحسن دیراج رحمہ اللہ سے کہا کہ میں ارادہ کیا جا میں کا پاس یوسف بن اسحٰن رازی کی بعد اوسے پس جبکہ داخل ہوا میں شہر رنج میں تو تلاش کیا میں نے اونکا مکان سوچو کوئی کہ میں اوس تلاش کرتا تھا کہ سناتا تھا

مجھ سے کہ تو کیا کر گیا اورس زیندقی کو یہاں تک کہ یہ بات سننے سننے میں اس نے تنگ ہو گیا
اور یہاں تک کہ میں نے اس کو لٹھ مارنے کا کیا پس شب باشی کی بیٹے ایک سو میں اس بات اور
کہا میں نے یعنی اپنے دل میں کہ میں آخر اس شہر تک آیا ہوں اور کچھ نہیں تو ان کی کیا
ہی کر لینا چاہئے پس لگا میں پوچھنے یہاں تک کہ پوچھا میں ایک مسجد میں کہ وہ اس کی
محراب میں بیٹھے تھے اور اونکے روبرو رعل پر قرآن مجید رکھا تھا کہ تلاوت کرتے تھے
اور وہ ایک شیخ تھے خوبصورت اور خوبصورت ریش و اکو تو نزدیک ہو کر سلام کیا میں نے اور
جواب دیا اونہوں نے سلام کا اور پوچھا کہ تم کہاں آئے جیسے کہا کہ میں بغداد سے بارادہ
زیارت شیخ کے آیا ہوں پھر کہا اونہوں نے کہ اگر راستہ کے بعض شہروں میں کوئی کہتا کہ
تم بیان شہر و ہمارے پاس کہ ہم تم کو مکان یا چوکری خرید کر دیں گے تو آیا تم کو یہ بات میری
زیارت مانع ہوتی ہے کہ میں کہتا کہ یا سیدی ابھی تک تو خداوند کریم نے میرا امتحان کیا نہیں فرمایا
اور اگر ایسا ہوتا تو نہیں معلوم کہ میں کیا کرتا پھر کہا کہ تجھے کیا خوش آتا ہے کہ کہے تو کچھ میں نے
کہا ہاں اور کہا میں نے یعنی بالبحان

سرایتک تبندی دانتا فی قطیعتی | ولو کنت ذاحم لہذا تہ ما کنتی

پس بند کر دیا اونہوں نے مصحف مجید اور لگے رونے یہاں تک کہ تر ہو گئی ڈاڑھی اور
کپڑے اونکے اور یہاں تک کہ مجھے رحم آیا اونکے شدت رونے پر پھر کہا کہ لے فرزند من
ملاست کہ تو اہل زکوٰۃ کو انکے کہنے پر کہ یوسف بن حسین زیندقی ہی اور حالانکہ وقت نماز سے
رشتک میں پڑھتا تھا قرآن مجید اور نہ گرامیری آنکھ سے ایک قطرہ اور نہ تحقیق کہ قائم ہوئی
مجھ پر قیامت اس بیت سے اور منقول ہی انہیں دلچ رہا کہ میں اور ابن
فرطی جاتے تھے دریا و بلد پر دریاں بصرہ اور ایلہ کے کہ ناگاہ وہاں ایک محل بلند اور

بہتر تھا اور ایک اوسین جبرو کا تھا اور اوسین ایک شخص تھا کہ اوسکے روبرو ایک چوکری
کا رہی تھی اور کہہ رہی تھی

شعر

فی سبیل اللہ و در کان فی لک یبذل | کل یوم تتلون غیر ہذا ابک اجمل

اور ناگاہ ایک جوان نیچے جبرو کے کے تھا کہ اوسکے ہاتھ میں ایک لوٹہ تھا اور گدڑی ٹوٹا
پہنے تھا وہ سنتا تھا پس کہا اوسنے اے لونڈی تجھ کو اپنے مولیٰ کی زندگی کی قسم کہ اس
ٹٹائی مصرعہ کو پھر لوٹا کل یوم تتلون غیر ہذا ابک اجمل سوٹوٹا اوسنے یہ مصرع
تو کہا فقیر نے کہ قسم یہ خدا کی یہ حال سیر تلون کا ہی ساتھ حق کے اور ماری ایک چچ اور
مر گیا پس کہا مالک محل نے چوکری سے کہ تو لوجہ اللہ آزاد ہو اور بکے اہل بصرہ اور فاع ہوا
اوسکے کفن اور نماز اور دفن سے تو کہہ اہوا مالک محل کا اور کہا کہ تم لوگ مجھے کیا نہیں جانتے
میں تم کو شاہد کرتا ہوں کہ جو چیز میری ملک ہے وہ خدا کی ہے اور جو ملک میرے ہیں وہ آزاد ہیں
پرتہ بینہ نڈا ایک اور چاروڑ ہی ایک اور صدقہ کر دیا محل اور خود چلا گیا اور نہیں
دیکھا گیا بعد اسکے وہ اور نہ سنی گئی اوسکی کچھ خبر اور منقول ہو کہ ابوسلیمان دمشقی نے کسی
کو چہ گرد سے سنا کہ وہ کہتا تھا یا سعفی بڑی تو گر پڑے وہ بیہوش پس جبکہ افاقہ ہوا
اونکو تو اسکی کیفیت دریافت کی گئی پس کہا اونہوں نے کہ میں سمجھا کہ یوں کہتا ہوا اسع
ثری بڑی اور منقول ہو کہ عبدہ الغلام نے سنا ایک شخص سے کہ کہتا تھا سبحان باب السماء
ان الحب لفی عناء تو کہا عتبہ نے کہ سچ کہا اور سنا ایک دوسرے شخص نے یہی قول تو کہا کہ
جھوٹ کہا تو ہر ایک شخص سماع کرتا ہی بحیثیت اپنے رتبہ کے اور منقول ہو رویم سے کہا کہ سول
کیا گیا اون سماع رحمہ اللہ سے جو سمجھتے تھے سماع میں یعنی حال سماع کا تو کہا کہ مانند اور
گلہ کے ہو کہ پڑے اوسین بہیڑ یا اور حکایت ہو ابوسعید خدری سے کہا کہ دیکھا میں نے علی بن ابی

حالت سماع میں کہہتے تھے مجھے کٹر کر دو تو کٹر کر دیا او کو پس کہے ہوئے وہ اور وجہ
 کیا پر کہا کہ میں شیخ زمانہ کا ہوں اور کہا گیا ہے کہ کہے ہوئے سنی ایک ات کو صبح تک
 کہہ رہے ہوتے تھے اور گرتے تھے اس بیت پر اور لوگ کہہ رہے تھے شیخ

بِاللّٰهِ فَارِدْ وَفَوَادْ مَلَكْتَبْ | لیس لہ من حبیبہ خلف

اور منقول ہے خادم سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے کہا کہ خدمت کی بیٹھنے انکی بہت برسر
 تو نہیں دیکھا بیٹھنے او کو متغیر ہوں نزدیک سماع کے بلکہ سنا کہتے تھے ذکر اور قرآن مجید
 وغیرہ پڑھ کر انکی آخر عمر ہوئی تو پڑھا اونکے روبرو اس آیت کو قَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ
 مِنْكُمْ فِدَّ بَدَّ تَمَّ پَس دیکھا بیٹھنے او کو کہ متغیر ہو گئے اور لرزے لگے اور قریب تھا کہ
 پڑھ کر رجوع کیا حالت صحیحہ کی طرف تو پوچھا بیٹھنے اون سے سبب اسکا تو فرمایا کہ اے حبیب میرے
 میں ضعیف ہو گیا ہوں اور حکایت ہے ابن سالم سے کہا کہ دیکھا بیٹھنے ایک دفعہ دوسری
 بار کہ انکے روبرو پڑھا اس آیت کو اَلْمَلِكُ يُؤَمِّنُ كِنَ الْحَقِّ لِلرَّحْمٰنِ تو متغیر ہو گئے
 اور قریب تھا کہ گر پڑیں تو کہا بیٹھنے اون سے یہ حال تیس جواب دیا او انہوں نے کہ میں ضعیف
 ہو گیا ہوں اور یہ صفت ہی حضرات اکابر کی کہ نہیں قرار دے رہا ہوں او پر کوئی وار داکو
 قوی ہو کر یہ کہ وہ قوی تر ہوتا ہی اس سے سنا بیٹھنے شیخ ابوعبدالرحمن سلی سے کہ وہ کہتے تھے
 داخل ہوا میں او پر بیٹھ عثمان مغربی کے اور پایا بیٹھنے کہ وہ ہلاتے تھے پانی کو کوٹے سے چرخی
 پر پس کہا اے عبد الرحمن آیا جانتا ہے تو کہ کیا کہتی ہے یہ چرخی کہا بیٹھنے کہ نہیں جانتا کہا کہ
 کہتی ہے ایشا اللہ اور مروی ہے حضرت اسد اللہ الغالب جناب علی بن ابوطالب رضی اللہ
 عنہ سے کہ سنی اپنے آواز ناقوس کی تو فرمایا اپنے اصحاب سے کہ تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے تو کہا
 کہ نہیں پس کہا اپنے کہ کہتا ہے یہ کہ سبحان اللہ حقان المولای یقی ابد اور

منقول ہو کہ ایک جماعت صوفیہ کرام رضی اللہ عنہم کی جمع تھی قزاق کے گہرین اور ان کے
 ہمراہ قوال تھے کہ وہ راگ گاتے تھے اور وجد کر رہے تھے پس آئے اور پیر مشاد دینوری رحمۃ اللہ
 علیہ تو یہ لوگ خاموش ہو گئے تو فرمایا اونہوں نے کہ تم رجوع کرو اپنے کام کی طرف جو کہ یہ
 تھے کیونکہ اگر جمع ہوں تمام دنیا کے ملا ہی میرے کان میں تو وہ مشغول کرے میرے دلو
 اور نہ بدلے جو حال کہ مجھ میں ہو اور منقول ہو ابو علی رو د باری رحمہ اللہ سے کہا کہ پوچھا
 ہو کہ اس معاملہ میں مثل تیزی شمشیر یعنی دلیل قاطع کی کہ اگر ہم میل کریں کچھ تو آگ میں
 ہیں اور منقول ہو کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وعظا فرما رہے تھے کہ چنچ
 ماری اونہیں سے ایک نے سوگمرا اور جہر کا اوسکو حضرت موسیٰ نے پس وحی فرمائی اللہ
 تبارک و تعالیٰ نے کہ اے موسیٰ یہ لوگ ساتھ خوشبو میری کے خوشبودار ہوئے اور
 بیچ محبت میری کے تباہ ہوئے اور بیچ وجد میرے کے چیخے شوقم مت منع کرو میر بند و پیر
 اور منقول ہو کہ سنا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے کسی کہنے والے کو کہ کہتا تھا الخیار عشوۃ
 بدلتی تو چنچ ماری اونہوں نے اور کہا کہ جب بنیاد ایک دانگ کے دس ہوں تو شترار
 کا کیا حال ہوگا اور کہا گیا ہو کہ جھوٹ راگ کر لگی ہو رین جنت میں تو لہر اوٹنگے اشجار اور
 کہا گیا ہو کہ تے خون بن جبد اللہ کہہ کر کرتے تھے چو کری کو جو انکی تھی اور خوش آواز
 تھی پس وہ گاتی تھی اپنی آواز و ردناک کے ساتھ یہاں تک کہ روتے تھے لوگ اور پوچھا
 کیا ابوسلیمان دارانی سے حال سماع کا تو فرمایا کہ جو دل کہ چاہے خوش آوازی کو تو وہ
 ضعیف ہی علاج کیا جاوے اوسکا جیسے کہ علاج کیا جاتا ہو لڑکا جبکہ چاہتے ہیں کہ وہ سچا
 پیر کہا ابوسلیمان نے کہ تحقیق خوش آوازی نہیں داخل کرتی دلیں کچھ مگر یہ کہ حرکت
 دیتی ہو اوس چیز کو کہ جو دلیں ہو کہا ابن ابوالجوار سی رحمہ اللہ نے کہ سچ کہا واللہ ابوسلیمان

نے اور کہا میری نے کو خواہر بائین کے معنی میں کہ یعنی سننے والے اللہ تعالیٰ سے
اور کہنے والے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور سوال کیا گیا بعض سے سماع کا تو کہا کہ یہ ایک
بجلی ہو کہ چمکاتی ہو اور دیر ہو جاتی ہو اور نور ہو کہ جہلک جاتا ہو اور پیر پوشیدہ ہوتا
ہو کیا مزہ دار ہو اگر باقی رہی اپنے صاحب کے ساتھ ایک پلک مارنے تک پیر ہر شعر پر

خطرت فی السرمندہ خطرۃ	خطرة البرق ابتداء لہ
اضھل ای نورک لو تضادہ	وھلک بک لو حقائق

اور کہا گیا ہو کہ سماع میں حصہ تمام اعضا کا ہو پس جو کہ واقع ہوا نکتہ پر تو روتی ہے
اور جو کہ واقع ہو زبان پر تو چیخ مارتی ہو اور وہ جو واقع ہو ہاتھ پر تو پھرتا ہو اور
اور مارتا ہو طمانچہ اور وہ جو واقع ہو اوپر پاؤں کے تو ناچتا ہو اور کہا گیا ہو کہ ایک باؤ
جو کام کر گیا تھا اور چھوڑا تھا اوسنے ایک لڑکا اپنا پس چاہا لوگوں نے کہ بیعت کریں اور
سو کہا کہ کیونکہ ہم معلوم کریں اسکی عقل اور ذہن کو تو اتفاق کیا اسپر کہ بلاوین کسی قول
کو کہ کہ وہ کچھ تو اگر اسنے اچھی طرح سنا تو معلوم ہو جاوے گی اسکی سمجھ اور کیا ستا
لائے وہ قول اور کہا قوال نے کچھ تو بھینے لگا وہ بچہ دودھ پیتا تو بوسہ دیا سنے اسکے
رو برو زمین کو اور سعیت کی اوس سے اور منقول ہو ابو علی سے کہا کہ جمع ہوئے ایک جگہ میں
ابو عمر بن نجید اور نصر آبادی اور طبقہ پس کہا نصر آبادی نے کہ میں کہتا ہوں کہ ہر قوم
جمع ہو قوم اور کہے ایک اونہیں کا کچھ اور خاموش ہوں باقی تو بہتر ہے اس کے غیب کرنا
کسی کی پس کہا ابو عمرو نے کہ البتہ اگر غیب کرے کسی کی تیس سال تو یہ امر سید نجات بڑی
کا ہو تمکو اس سے کہ ظاہر کرے تو سماع میں جو وہ نہیں ہے انہیں اور منقول ہو استاد ابو علی
سے کہا کہ لوگ سماع میں تین قسم پر ہیں ایک متنع ہو دوسرا مستمع ہو تیسرا سامع ہو پس متنع

وہ جوئے بمقتضائے وقت اور منع وہ جوئے ساتھ حال کے اور سماع وہ ہی جوئے ساتھ ہو کر
 اور پوچھائے استاد ابو علی دقاق سے مکرر کہ چاہتا تھا میں رخصت سماع کی تو وہ حیکہ کرتے
 تھے ایسا کہ جو واجب کرے منع ہونا اس پر بعد تکرار کے فرمایا کہ تحقیق مشائخ رحمہم اللہ نے
 کہا ہے کہ وہ سماع کہ جو جمع کرے تیرے دل کو طرف اللہ تعالیٰ کے تو مضائقہ نہیں اور میں
 اور مروی ہے باسناد طویل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وحی فرمائی اللہ تعالیٰ
 نے طرف حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ تحقیق میں پیدا کئے ہیں تھیں
 دس ہزار کان تھا آنکہ سنا تو نے کلام میرا اور پیدا کیں میں دس ہزار زبان تھا آنکہ جواب دیا
 تو نے اور محبوب ترین کاموں کا طرف میرے اور قریب تر اونکا یہ ہے کہ بہت پہنچاؤے تو
 درود اوپر حبیب میرے کے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں اور اونکی آل پر
 اور کہا گیا ہے کہ دیکھا بعض نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب میں تو فرمایا
 کہ غلطی سماع میں اکثر ہوتی ہے اور منقول ہے باسناد طویل ابو حارث اولاسی کہنا کہ دیکھا تھا
 ابلیس کو خواب میں اوپر بعض جہتوں اولاس کے اور میں ہی جہت پر تھا اور اوپر دیکھا
 اوسکے کے ایک جماعت تھی اور اوپر بائیں اوسکے کے ایک جماعت تھی اور اوپر لپاس
 لطیف پاکیزہ تھے پس کہا ایک جماعت کو اوئیں سے کہ کو کچھ سوکھا اونوں نے اور غما کیا
 تو خوش آئی مجھے خوش آوازی اونکی نہایت کہ میں چاہا کہ اپنے کو جنت سے گرا دوں چہر
 اوسنے کہا ناچو سونا پیے وہ خوب ناچ پر مجھ سے کہا کہ بے ابواسحارث نہیں پائی میں کوئی
 چیز ایسی کہ بسبب اوسکے دخل پاؤں میں تم لوگوں پر مگر یہ اور مروی ہے عبد اللہ بن علی
 کہا کہ بیٹھا میں ایک رات ساتھ حضرت شبلی رحمہ اللہ کے پس کہا قوال نے کچھ سوچنا کہ
 حضرت شبلی نے اور وجد کیا تو کہا گیا اوسے کہ اے ابو بکر کیا ہوا تمکو درمیان اس جماعت کے

پہر کھڑے ہوئے اور وجہ کیا اور کہا کہ مجھے دینے ہیں اور دوسرے جاسو نکو ایک لاش ہے
 میں مخصوص ہوں انہیں سے اکیلا اور منقول ہی ابو علی رودباری سے کہا کہ چڑھائی
 ایک محل پر پس دیکھا میں ایک جوان خوب روپڑا ہوا اور گرد اس کے لوگ جمع تھے سو دریافت
 کیا میں نے حال اس کا تو کہا او نہوں نے کہ چڑھائی تھا یہ اس محل پر اور ایک چوکری یہ
 کا رہی تھی

کبرت ہمت عین طمعت فی ان براءک | وما حسبت لعین ان ترمی من قدر لہا

پس چچ ہاری اسنے ایک پتہ اور گر گیا بیا شک تمام ہوئی عبارت مترجم کتاب رسالہ فقیری
 کی جو تحقیق سماع میں ایک باب لکھا ہو دانشا علم:

اب بیان کتاب مقصد اہل علم ترجمہ عین العلم کہ جو ترجمہ فقیر نے کیا ہو لکھا مصنف عین العلم
 رحمہ اللہ نے نوین باب کتاب مذکور میں جو آفات اللسان کے بیان میں جو تحقیق سماع
 میں لکھا ہو کہ نظر اہل تحقیق کی اباحت اور حرمت سے غنائین بقول صحیح کے مطابق
 اثر کے ہو دینے پس مستحب اگر مشاق کرے راگ سامع کو طرف حج اور غزاکے کہ جو وہاں
 ہوں بخلاف اوس وقت کے کہ یہ واجب نہوں اور والدین اسکی اجازت نہیوں
 یا غالب ہو خوف ہلاک کا راستہ میں اور مثل اسکے دوسرے موانع میں اگر ہوں اور یہی
 مستحب راگ اگر اندوہ یکم کرے سامع کو تفصیلات دینے پر اور باعث ہو دینے ترک
 اور مکافات اسکے کے چنانچہ مروی ہے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے
 اور جیسے کہ پڑھتے ہیں اعط لوگ منبر پر اور بھی مستحب اگر زیادہ کرے محبت مولیٰ تعالیٰ
 کی اور مباح اگر زیادہ کرے سرور سامع کا ایسی چیز میں کہ وہ سرور مباح ہو اوش چیز
 میں مثل عیدین یا نکاح یا ولادت یا ختمہ یا حفظ قرآن مجید یا آنے مسافر کے کہ سرور

ایسے اوقات اور مقامات میں مافوق ہر سلف رحمہ اللہ سے اور یہی سراج اگر اشتاق کرے گی رگ
 طرف ملاقات ہائیوں یا بی بی یا ملاو کہ کے اور حرام ہی رگ اگر اشتاق کرے طرف زنا کے معاذ اللہ
 سنایا اندوگین کرے مردوں پر یا بلا اور مصیبت پر فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے رکب کا
 تاسو اعلم انما کانکم یعنی ابد و ذکر و تم او سپر جو فوت ہو چکا ہی اور ادنیٰ رتبہ غنا کا اور
 رگ سننے کا یہ ہے کہ واسطہ شہوت نفس کے ہو اور یہ دم شیطاں سے ہوتا ہے کہ وہ طرف سننے
 کلام حسن اور جمال کے آتش شہوت کی تیز کرتا ہی اور بڑا کتا ہی اور یہ حرام ہی اور اس سے بڑھ کر
 یہ ہے کہ واسطہ لہو اور بازی اور لذت پانے کے ساتھ مجر و نعمہ کے ہو بغیر تحریک شہوت کے
 اور یہ سراج ہی اور ہیشگی اور مداومت مواظبت اسکی گناہ ہی اور اس سے بڑھ کر وہ ہے کہ کہی ہی
 واسطہ آرام دینے نفس کے اور قطع کرنے ملال کہ ہو کہ بسبب کثرت عبادت کے حاصل ہوا ہی
 اور یہ سراج بلکہ سبب ہے اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ واسطہ مقابلہ حال اپنے کے ہو بیچ اور معاملہ
 کے جو اپنے مولے تعالیٰ سے رکھتا ہی ہجر اور وصل اور قرب اور بقعہ اور خطاب اور عتاب
 وغیرہ سے اور شرط ہی اس سراج میں رعایت کرنا شرع اطہر کا ساتھ حمل کرنے معافی اہیات کے
 ایسی چیزوں پر کہ مناسب جناب اقدس الہی تعالیٰ کے ہوں اور بڑھ کر سب مراتب سے
 یہ ہے کہ محض واسطہ محبت الہی تعالیٰ کے ہو اور یہ مرتبہ اوس کسی کیواسطہ ہے کہ وہ فانی ہو
 اپنے حظ نفس سے اور غائب ہو غیر مولیٰ تعالیٰ سے یہاں تک کہ ملاحظہ شہود اپنے سے ساتھ حق
 تعالیٰ کے ہی فانی ہو اور اس درجہ کو تثار البقا کہتے ہیں اور اس سراج سے پیدا ہوتا ہی
 وجد اور وجد کہتے ہیں اوس حالت کو کہ جو پیش آوے دل کے شوق اور غم اور عز و
 اور خلق سے اور فائدہ دیتا ہی وجد صفائی قنک کہ دریا ہی اور حصول علم ربانی کا اور کاشف کا
 اور بہت حالات ہیں کہ جو حاصل ہوتے ہیں وجد سے ایسے کہ ممکن نہیں ہے تعبیر و بیان

اور نکاح جیسے کہ قاصر کی عبارت بیان کرنے فصاحت اور بلاغت اور تواجد یعنی تکلف و جہد
 کرنا نہ موسوم ہو اگر واسطے ریا اور نمود و مخلوق کے ہو اور مذموم نہیں ہو اگر بارادہ و سولہ کے
 ہو طرف حقیقت کے سبب وار و ہو حدیث اللہ ہمارے قافی حبیب و حب میں محبت و حب
 عمل لقمہ بنی الو حبیب کے توسل فرمایا دعائیں ساتھ طلب کرنے حب الہی اور حب دوسرے
 الہی اور حب اوس عمل کی کہ نزدیک کرے طرف حب الہی تعالیٰ شانہ کے اور وجہ ایسا
 عمل ہے کہ پہونچا نیوالا ہر طرف محبت الہی کے پس دوستی اور کی اگرچہ تکلف ہو درست ہے
 اوسکے کہ جو گذرا آداب تلاوت میں جائز ہونے تکلف گریہ سے باعث مشاہدہ ہونے اس
 بات کے کہ پیشگی ہونا ذکر ایک چیز کا اور دیکھنا طرف اوس چیز کے اور فکر کرنا اوسکے فضا
 میں پہونچانا ہر انسان کو طرف عشق اوس چیز کے اور محکم کرنا ہوا و سکود میں بیان تک کہ
 مستغ اور دوشوار ہوتا ہو خلاص ہونا اوس اور آداب سماع کے یہ ہیں کہ مفتی اور نوح سے
 شو کہ حرام ہو نظر کرنا طرف اوسکے مثل امر بے ریش اور عورت اجنبی کے مگر سماع ایسا بوڑھا
 کہ کہ من ہوا اپنے نفس پر کہ فتنہ میں نہ پڑ گیا جیسا کہ حکم بوسہ روزہ دار کا ہے اور نہوا کہ
 فنا کاملہ مار مثل رباب اور چنگ اور زرباط اور طبلہ و دراز تنگ در میان کہ دونوں طرف
 کشادہ ہوا اور رو اور نامائی عراقی کے کیونکہ یہ چیزیں شعائر اور لوازم شراب و خوار
 ہیں پس حرام ہیں بسبب تبعیت شراب کے چنانچہ حرام ہو خلوت کرنا ساتھ عورت اجنبی کے
 اور نظر کرنا طرف ران اوسکی کے کہ مقدمات زنا سے ہو اور بسبب اسکے کہ مزایر یاد و لانا
 شراب کو اور شتاق کرنا ہر طرف اوسکے مثل ہزفت اور عنتم کے کہ ظرافت شراب کے تھے جبکہ
 شراب حرام ہوئی تو استعمال ان ظرافت کا بھی ممنوع ہوا اور راگ میں کہ جو مزایر کے ساتھ
 ہوتے ہیں ساتھ اہل فس کے اور تشبیہ انکی حرام ہو چنانچہ حرام ہو تشبیہ جمع کرنے لوگوں

اور حاضر کرنے آلات طرب اور برپا کرنے ساقی اور دُور کرنے پیالہ سکنجبین کے مثلاً لپٹ چکے
 اشیا و مباح اس وضع سے بسبب تشبیہ انکی کے حرام ہیں تو استعمال اشیا و مخصوصہ انکی کا بھی
 حرام ہے بھلاں مثل دف او طبل اور شاہین وغیرہ کے کہ متبادل شرک نہیں ہیں اور
 باقی ہیں اپنی اصل یا محت پر اور نون وہ جو گاتے ہیں آیات قرآن مجید کے کیونکہ
 جائز نہیں ہے قرآن مجید میں مد کرنا مقصور کا اور قصر کرنا محذور کا کہ یہ لازم ہے الحاح
 موسیقی میں واسطے موافق کرنے آواز کے اور جائز نہیں ہے قرآن مجید میں منع کرنا اور
 آیت سے کہ موافق مزاج سامع کے نہو مثل آیات معاملات اور حدود کے اور جائز نہیں ہے
 مقرون کرنا دستک اور دف بجانے کا ساتھ پڑھنے قرآن مجید کے اور نہو حالت سماع
 میں ایسی چیز کہ مشوش کرے دل سامع کو اور باز رکے فراغ سے اور نہو سے وہ
 چیز کہ شاعلی بزمانہ ہر مثل وقت نماز و طعام کے یا شاعلی بزمانہ ہر مثل شارع عام
 یا وہ جگہ کہ اوسیں ضرورت قبیح یا راسخہ کر یہ ہو کہ یا وہ شاعلی انخوان ہوں جیسے حاضر ہو
 کسی ایسے مکان پر کہ محتاج ہو سامع طرف رعایت کرنے حال اوسکے کے اور وہ کہ تکلف کرے
 ہو ساتھ رقص اور پانہ کرنے لباس کے کہ مشوش کرے خاطر حاضر ہو نیوالے کو اور
 وہ کہ تکلف کر نیوالا ہو اظہار زہد میں اور مفلس ہو باطن میں محبت مولیٰ تعالیٰ سے اور
 وہ کہ عذیم الذوق ہو سماع میں اور وہ کہ جاہل ہو اور حمل کرنے قول مغنی کو ایسے معنی
 پر کہ جولایق جناب مقدس الہی تعالیٰ کے نہو اور وہ کہ آلودہ ہو دل اوسکا ساتھ
 محبت دنیا اور شہوت نفس کے اور وہ کہ نغمہ کو واسطے مجر و لہو کے سننے اور آداب سماع
 سے یہ ہو کہ سننے سماع کو ساتھ حضور دل کے اور التفات کرے جائین بائین اور سننے
 والوں کی طرف بلکہ مشغول رہی ذات سے اور رعایت کرے اپنے دل کی اور وہ کہ مشغول

ہوا اور ہر عقاید اور معارف سے آدرشیت حاصل کر فی الواقع مستغرق ہو کر اور
 استرازا کرنے اور اس کے مشوش کرنے و لگو کھانسی و جانی اور دوسرے منکرات مثل ہاتھ پر
 ہاتھ مارنے اور حرکت کرنے سے ساتھ ہاتھ کے یا موافقت غنہ سے اور رقص کرنا اور دیگر
 پیاؤ ناگہر و شغف کہ مغلوب العقل ہو کر اس حیثیت سے کہ اس کو علم اپنے فعل کا نہ ہو یا علم قاتی
 ہو مگر طاعت منع ہونے کی نہ کہتا ہو بسبب غالب اور طاری ہو کر ایسے حال کے کہ باعث ہو سکے
 حرکات اضطراری پر پس ایسی حالت میں معذور ہو چنانچہ غالب ہوا اور حضرت ابی البرکات
 عمر رضی اللہ عنہ کے حمایت کرنا دین کا روز صلح حدیبیہ میں اور اپنے انکار صلح سے کیا
 اور روز ثمر نے عبد اللہ بن ابی ریحان منافقوں کے اور انکار کیا اپنے نماز گزارنے اور
 وعازمانے جناب آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اس کے جنانہ پر اور کہنے پر
 جناب آنسور رضی اللہ عنہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اس کی قبر پر اور غصے کہ غالب ہوئی ابی
 رضی اللہ عنہ پر محبت جناب آنسور رضی اللہ عنہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جبکہ پیاؤ و غنہ
 خون آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا بعد حجامت کے ساتھ قصد تبرک کے لیکر
 وضع مغلوبیت کا ایک قسم کا قاصر ہونا ہو کہ رابل کمال کی اس کے کہین ملنا اور بالآخر
 خصوصاً حضرات انبیاء علیہم السلام کہ یہ صاحب شریعت کے اور بسبب تکمیل مخلوق
 کے مبعوث ہونے میں اگر یہ مغلوب احوال ہوں تو تکمیل متغیر ہو اور آداب جماع سے یہ
 کہ مساعدت اور موافقت کرنے یا رسول کی اوٹنے اور اوٹارنے عامہ میں اگر عادت ہو
 ان امور کی تاویل کو گونہ میں کیونکہ مخالفت کرنا امر متعاویہ میں نسبت وحشت کا ہوتا ہو اور
 خوش کرنا اہل مجلس کا ایسے کاموں کے کہ آؤں نہی صریح نہیں آئی ہو اور بعد سلفہ کے اقوال
 میں متعاویہ ہونے میں مستحب اگرچہ بدعت ہو اور آداب جماع سے یہ بھی کہ پوشیدہ کرنے

سماع کو تاکہ اقتدا کرین ساتھ اسکے عوام اور مطلق مباح ذہابین اور ظاہرین منع کرے
 عوام کو اوس سے کہ وہ ضرر کرنا ہی اکثر کو محبت احانت اوسکی کے ہوا نفسانی پرا اور چاہے کہ
 تخلف کرے حضور مجلس سماع سے وہ کوئی کہ کامل ہو معرفت اور محبت اوسکی محبت غنی ہونے
 اسکے کے محرک خارجی سے مگر یہ کہ حاضر ہو بارادہ خوش کرنے اہل مجلس کے ساتھ موافقت
 انکی کے اور بارادہ تعلیم انکی کے ضبط کرنے جو احکامات ناموزون یا وجود کمال
 حال کے اور اولیٰ اور اسلم تمام احوال میں اجتناب کرنا ہی سماع سے مطلق بسبب ہونا
 کے اس مسئلہ میں قدیم اور جدید میں اور نادریوں نے تحقیق شروط جواز کے بہت دشوار
 دریافت رکھا کہ نفس اور شیطان کے دفعہ با اللہ من مہک اندک یہاں تک تمام سوائے
 عبارت کتاب مقصد احکم ترجمہ عین العلم کی واللہ اعلم اب شروع ہو ترجمہ عبارت کیسے
 کشف المحجوب کا جو تصنیف ہو علی بن عثمان بن علی اجمالی غزنوی ہجویری رحمہ اللہ علیہ
 کی اور نہایت معتبر اور معتد کتاب ہے اور فقیر نے ان اوراق میں تمام باب اس کتاب کا
 نقل کیا ہے کہ آئین خاص مسئلہ سماع کا بھی مفصل معلوم ہو جائے اور سوا اسکے بعض فوائد
 زوائد جو مناسب مقام کے ہیں وہ بھی دریافت ہوں کہ خالی فائدہ سے نہوگا۔
 کشف المحجوب گیارہواں بیان سماع میں حیاں کہ اسباب حاصل ہونے علم کے پانچ ہیں
 ایک سنا دوسرے دیکھنا تیسرے چکھنا چوتھے سونگھنا پانچویں چھونا اور خداوند تعالیٰ
 نے واسطے دل کے یہ پانچ دروازے پیدا کئے ہیں اور ہر قسم کا علم ساتھ ایک کے انہیں سے
 متعلق ہے جیسے کان کو علم ہی آوازوں اور غیروں کا اور آنکھ کو علم ہے رنگتوں وغیرہ کا
 اور ذائقہ کو علم ہے شیرین اور ترش کا اور ناک کو علم ہے خوشبو اور بدبو کا اور پس کو
 علم ہے سخی اور نرمی کا اور ان پانچ میں چار کو خاص ایک محل میں رکھنا ہی یعنی سنا

کان میں اور دیکھنا آنکھ میں اور سونگھنا ناک میں اور چکنا زبان میں اور ایک کے
 تمام اعضا میں عام کیا ہو یعنی چوتھا اور سختی نرمی معلوم کرنا اس واسطیکہ بغیر آنکھ کے دیکھنا
 اور ہنجر کان کے سننا اور بدون ناک کے سونگھنا اور سوکان زبان اور تالو کے ہر وہ پانچ
 نہیں ہوتا مگر تمام بدن سخت اور نرم اور سرد اور گرم کو پہچانتا ہی اور اس کا امکان
 کے جائز ہے کہ یہ ہر ایک تمام اعضا میں شائع اور عام ہوں مثل لمس کے اور نزدیکی
 فہرہ مضرہ کے روا نہیں ہے کہ یہ ہر ایک بغیر اپنے محل مخصوص کے ہو اور یہ اصل
 قول اذکا ساتھ دلیل جائزہ لمس کے کہ اس کا محل مخصوص نہیں جو ملک یہ تمام اعضا
 میں عام ہیں اور جبکہ ایک ایسا ہوتا تو دوسرے میں بھی روا اور اس مقام پر یہ
 مراد ہے لیکن اس قدر سے چارہ نہ تھا تحقیق بیان معانی کو جس میں چارہ اس کے ذکر اور
 گذرا بغیر پانچوں کے کہ وہ کان ہر ایک حاسہ دیکھنا، سونگھنا، چوکنا، اور دوسرے سونگھنا
 کہ ناک ہی اور قیصر چکنا ہی کہ ذائقہ ہی اور چوتھا چوتھا ہی کہ لمس ہے اور ممکن ہے کہ اس دیکھنے
 میں عالم بدیع کے اور سونگھنے میں چیزوں خوش کے اور چکھنے میں بھوتوں عمدہ کے اور
 چوبہ میں چیزوں نرم کے عقل کو دلیل ہو اور طرف خداوند کریم اسکے کے راہ بنا دی
 کیونکہ جان لیگا کہ یہ نو پیدا ہو اور محل تغیر ہے اور جو چیز کہ تغیر سے خالی نہ ہو وہ نہ پیدا
 اور محدث ہے اور یہ خالق تعالیٰ ہی اس قسم سے کہ ممکن ہے اور آفرید گارا اس کا کہ
 ہے اور مخلوق مجسم ہے اور پیدا کر موالا مجسم نہیں ہے اور آفرید گارا اس کا قدیم ہے اور یہ
 حادث اور آفرید گارا اس کا متناہی ہے اور یہ متناہی ہے اور آفرید گارا اس کا قادر
 سب چیزوں اور سب کاموں پر اور عالم پر سب مخلوقات کا اور قدرت اس کا ملک میں
 جائز ہے جو پہلے سو کرے پہچانے رسولوں اور برہان اور ولائل صادق سے کہ یہ

کچھ اوسپر واجب نہیں ہے اور باوجود معرفت کے ساتھ کان کے اوسکی معلومات ظہر
 بوجہ کان ہی کے نہیں ہیں اور اسی سبب سے کمال سنت و اجماعت فضیلت رکھتے ہیں
 سمع اور کان کی اوپر بصر اور آنکھ کے معاملہ تکلیف اور احکام میں اور اگر کوئی سبطل
 اور محفل یہ کہہ کہ کان مقام خبر کا ہے اور آنکھ محل نظر کی یعنی اور اسی دیدار الہی ہوگا
 اور دیدار الہی تعالیٰ شانہ کا فاضل زیادہ ہے یعنی سننے سے تو ہم جواب دینگے کہ
 ہم نے ساتھ کان کے جانا ہے کہ بہت میں دیدار ہوگا کیونکہ بیچ جائز ہونے دیدار کے
 ساتھ عقل کے حجاب کشف سے اولے تر نہیں ہے اور ساتھ خبر کے جانا ہم نے کہ مومنوں کو
 مکاشفہ کرینگے اور حجاب کو انکے اسرار سے اٹھا دینگے تاکہ خداوند عزوجل کو دیکھیں پس
 سمع اور کان فاضل ہو بصر اور آنکھ سے اور یہی تمام احکام شرع اطہر بنی سماعت
 پر ہیں اگر سمع نہ ہوتا تو نبوت اور کمال محال ہوتا اور یہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
 جبکہ مبعوث ہوئے تو اول زبان سے کہا یعنی اظہار نبوت اور دعوت کو کیا تاکہ جو لوگ
 سننے والے تھے وہ ایمان لائے پھر پھر مے دکھائے اور اس دکھانے میں تاکید ساتھ
 سمع کے ہی تھی اور بدین دلائل جن کسی نے کہ سماع کا انکار کیا گویا بالکل شرع کا انکار
 کیا اور اسکا حکم اوپر اپنے مخفی کیا اور اب ہم پورا پورا اسکا حکم انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر
 اور واضح کرتے ہیں :

باب بیان سماع قرآن مجید میں اور جو متعلق ہے اس کے

اولیٰ تر تمام سموعات کا دلکو ساتھ فوائد کے اور سر کو ساتھ زوائد کے اور کان کو ساتھ
 لذات کے کلام خداوند عزوجل کا ہے اور مامورین تمام مومن اور مکلف ہیں سب کا فر

آدمی اور نبیے ساتھ سننے کلام ایزد تعالیٰ و تقدس کے اور منجملہ معجزات قرآنی سے ایک یہ
 ہی ہے کہ اسکے سننے سے رقت عظیم ہوتی ہے اور ایسا شک کہ کفار قریش کے رات کو جو چپکراتے تھے اور
 جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز میں ہوتی تھی اور جو کہہ کہ آپ بڑے شہید
 کہتے تھے اور تعجب کرتے تھے جیسے نصیرین احبار کہ بڑا نصیح زمین کا تھا اور عقیقہ بن ربیعہ
 کہ بلاغت میں مہر کرتا تھا اور ابوہل بن ہشام کہ خطوط میں براہین نظم کے پیدا کرتا تھا اور
 مثل اسکے تینا شک کہ ایک رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک
 سورہ پڑھ رہے تھے نبیہ ہوش ہوا اور ابوہل سے کہا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ کلام مخلوق
 کا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ و تبارک نے جن کو ہو چاہا یا تینا شک کہ گروہ آتے تھے اور
 کلام خدا تعالیٰ کا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سنتے تھے چنانچہ قرآن
 مجید میں فرمایا فَقَالُوا إِنَّا نَحْنُ قَوْمٌ نَاكِحُونَ بِرَبِّكَ خَيْرٌ مِّنْكَ قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكَ قَالُوا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكَ
 مجید راہ نما ہو تمہارے دلوں طرف راہ صواب کے اور فرمایا تَجَهَّدِي إِلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ
 وَلَئِنْ كُنْتُمْ إِتْرَافُونَ لَمَّا أَتَىٰ مَجِيدٌ نَّيْكَ تَرِي أَوَّلِيَّةً مِّنْكَ أَوَّلِيَّةً مِّنْكَ
 سو جز اور مختصر ترین دوسرا الفاظ اور امر اور اس کے لطیف ترین اور بار وک اور نبی
 اس کی راہ تر ہی اور نبیوں اور وعدہ اس کے دلیر ترین تمام وعدہ وک اور وعدہ
 اس کے جانگداز ترین تمام وعدہ وک اور وعدہ اس کے سیر ترین تمام قصوں اور ایشال
 اس کی فصیح ترین سب مثالوں ہزاروں دل میں کہ اس کے سماع کے شکا رہیں اور ہزاروں
 زبان ہیں کہ اس کے لطائف کی لوٹ ہیں عزیزان دنیا کو ذلیل کرتا ہے اور ذلیلان دنیا
 کو عزیز جبکہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سنا کہ انکی بہن اور والدہ سلمان بن
 قوشمیر رہتے تھے انکے نکل کا ارادہ کیا اور حق تعالیٰ نے شکا اپنے لطائف کو گوشہ ہائے

سورہ کلمہ میں گمات بیٹھا یا جبکہ آپ اپنی بہن کے دروازہ پر آئے تو پڑھ رہی تھیں طہ
 مَا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْقُرْآنَ إِلَّا كَرِهًا لَّكَ لَمَّا كُنْتُمْ فِي شَكَارٍ وَسُكْرٍ
 وقاف کے ہوئے اور دل انکابتہ اور کاتوا ونون نے طریق صلح کا ڈھونڈ لیا اور کیا
 جنگ کا اتارا مخالفت سے موافقت پر آئے اور مشہور ہو کہ جب روبرو جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے یہ آیہ پڑھی کہ اِنْ كُنْ مِنْكُمْ اِتَّكِلُوا وَتَكْلُمُوا كَلِمًا
 ذَاتَ عَصَافَةٍ وَعَدْنَا بَالًا لِّمَا تَوَاطَّيْتُمْ بِهٖ بُرْهَانٍ اور کہتے ہیں کہ کسی شخص نے روبرو
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ آیہ پڑھی اِنْ عَدْنَا بَالًا لِّمَا تَوَاطَّيْتُمْ بِهٖ بُرْهَانٍ تو اونوں نے ایک
 نعرہ مارا اور بیہوش ہوئے کہ اونکو اوتار کر گر لینگے اور ایک مہینہ مستقل تک خوف و خشیت
 الہی تعالیٰ سے بیمار تھے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے روبرو عبداللہ بن خططلہ رضی اللہ
 عنہ کے یہ آیہ پڑھی لَوْ كُنْتُمْ حَرَّةً فَهَؤُلَاءِ حَرَّةٌ كَمَا هُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَّاشٌ تَوَابِرُ رَوَاطِي
 ہوا ایسا شک کہ حکایت کر نیوالا کہتا ہو کہ میں نے جاننا کہ جان اسے قہا ہوئی پھر وہ کہے ہوئے
 اسے کہا کہ لے اوستاد بیٹھو جو بدیا کہ بہیت اسکی مجھے نہیں بیٹھنے دیتے اور کہتے ہیں کہ
 روبرو حضرت جنید رحمہ اللہ کے یہ آیہ پڑھی کہ لَوْ تَقَوَّلُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُِّرْ
 مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ اِنْ تَقَوَّلُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ط تو اونوں نے کہا کہ لے بار آگیا اگر
 ہمارا قول ہو تو بامداد اور عون تیر کی ہے اور اگر ہمارا فعل ہو تو بتوفیق تیری کے ہو
 پس کہاں ہے قول اور فعل تجھے اور حضرت شبلی رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ انکے روبرو یہ
 آیہ پڑھی وَادَّكَرْ مَرَّ بَلَدٍ اِذَا كُنَيْتُ تَوَاوَنُونَ نے کہا کہ شرط یاد کی ہوں نہ نہیں
 اور تمام عالم یاد ہیں او ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا کہ بتھیں آئے تو کہا کہ تعجب میں اس قدر کلام و سکھو
 اور بجا و توجیہ اور جان کہ کلام اور سکھانے اور نہ سکھانے ایک نہ گروہ مشائخ سے کہا ہو کہ کیا

میں کلام اللہ مجید پڑھتا تھا ہاتھ لے آواز دی کہ نرم اور آہستہ پڑھ کہ چار شخص جنوں میں سے
 بیست اس ایک سے رگڑے ہیں درویش نے کہا کہ میں دس برس قرآن مجید کو سیکھا اور
 نماز کے اور زیادہ مقدار جو از نماز سے نہیں پڑھتا اور نہ سنتا ہوں پوچھا کہ اس کا کیا
 سبب جواب دیا کہ اس خون سے کہ مجھ پر حجت نہو ایک روز زمین زلزلہ کی طرح ابوالعباس ثمالی
 رحمہ اللہ کے آیا او کو پایا کہ وہ پڑھتے تھے یہ آیت وَتَحْيَىٰ اللَّهُ مَثَلَهُ عَبْدًا أَفْلَحًا
 يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ اور روتے اور نغمہ مارتے تھے یہاں تک کہ مینے جانا کہ یہ دنیا سے جائے
 ہیں تو مینے کہا کہ اے شیخ یہ کیا حال ہو فرمایا کہ گیارہ برس ہوتے ہیں کہ درویش ہاں تک پہنچا
 ہوا اور بیان میں نہیں گذر سکتا اور ابوالعباس عطار رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ ہر روز
 کتنی آیتیں قرآن مجید کی پڑھتے ہیں فرمایا کہ پہلے اس کرات دن میں دو ختم میں کیا کرتا
 تھا اور اب چودہ برس ہوئے کہ سورہ انفال پر آج پہونچا ہوں اور کہتے ہیں کہ شیخ
 ابوالعباس نصاب رحمہ اللہ نے ایک قاری سے کہا اوسنے یہ آیت پڑھی يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ
 مَسْنَا وَأَهْلْنَا الضُّرَّ وَجَنَّا بَضَاعَةً قُرْبَانٍ پھر کہا کہ پڑھ فَالْوَالِدُ لِلْیَسْرِ
 فَقَدْ سَرَفَ أَخَاهُ مِنْ قَبْلُ پھر کہا کہ پڑھ پھر کہا کہ اے بارالہا میں جناب میں زیادہ
 ہوں برادران یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور تو کرم میں زیادہ جناب
 یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو میرے ساتھ وہ کیجو کہ جو اونوں اپنے
 بھائیوں خطا کار سے کیا اور یاد جو اسکے مامور ہیں سب اہل اسلام صلح اور خاصیت
 سے قرآن مجید کے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا
 لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ بسننا اور خاموش ہونا فرمایا مخلوق کو اس حال میں کہ کوئی قرآن
 مجید پڑھے اور یہی فرمایا الَّذِینَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ یعنی دل سے ہٹا

کلام حق تعالیٰ کے پر غور ہوتے ہیں اور یہی کہا اَلَّذِينَ آمَنُوا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ
 بِذِكْرِ اللَّهِ اِذْ يَذْكُرُ اللَّهُ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ط یعنی آرام دل کا ذکر الہی تعالیٰ
 میں ہوا اور مثل اسکے بہت سی آیات ہیں اور پھر برعکس اسکے ذمہ فرمائی اوس گروہ کی
 کہ جو کلام حق تعالیٰ بواجبی نہیں سنتے اور کان سے طرف دل کے راہ نہیں دیتے کہ
 خَلَعَهُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ ابْصَارِهِمْ غِشَاوًا ط یعنی محل
 سماعت وغیرہ اکٹھا کیا گیا ہو اور یہی فرمایا کہ تیاست کے روز اہل دوزخ کہیں گے
 کہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيرِ یعنی اگر ہم ساتھ حق کے
 سنتے اور ساتھ تحقیق کے جانتے تو کہنا دوزخ کے نہوتے اور یہی فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ
 يَسْتَمِعُ الْآيَاتِ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمُ اَكِنَّةً اَنْ يَفْقَهُوْا ط یعنی ایک گروہ ایسا ہے کہ
 تجھ سے سنتا ہے اور سمجھنے اونکے دلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اور اونکے قانون میں
 ہر این ہو گیا کہ سنتا ہی نہیں ہوا اور یہی فرمایا وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَ
 هُمْ لَا يَسْمَعُونَ ط یعنی بروجہ شکایت کے فرمایا کہ ایسے مت ہو کہ اوس گروہ نے کہا
 کہ ہم سنتے ہیں اور حال یہ کہ وہ نہیں سنتے یعنی سنتے ہیں مگر نہ ساتھ دل کے اور مثل
 اسکے بہت آیات ہیں کتاب اللہ عز وجل میں اور منقول ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ اپنے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کچھ پڑھو
 یعنی قرآن مجید میں تو اونوں نے عرض کی کہ میں پڑھوں اور حالانکہ آپ پر وہ نازل
 ہوا ہی ہر اپنے ارشاد کیا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ سنوں اپنے غیر سے اور یہ دلیل
 روشن ہے اس بات پر کہ سننے والا کامل حال زیادہ ہوتا ہے پڑھنے والے سے کیونکہ فرمایا
 کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ سنوں غیر اپنے سے اور یہ اس واسطے ہو کہ قاری اور پڑھنے

یا از رکوع حال کیے پڑھتا ہی یا بدون حال کے اور سننے والا بوجہ حال کے نہیں سنتا کیونکہ
 بطلان میں ایک طرح کا نگہ بھی ہوتا ہی اور سننے میں ایک قسم کی تواضع ہر اور بھی فرمایا
 جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ سننے سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا اور
 کہتے ہیں کہ یہ اس سبب تھا کہ سورہ ہود میں ہر قاف مستفہم کا اُھڑت اور آدمی
 عاجز ہے استقامت کا ششم امور حق کے حقیقت میں کیونکہ بندہ بے توفیق حق کے
 کچھ نہیں کر سکتا جبکہ کہا کہ قاف مستفہم کا اُھڑت تو آپ تمیز ہو گئے اور فرمایا کہ یہ
 کیونکر ہو سکیگا کہ جو جب حکم اس امر کے قیام کر سکون کیونکہ دل کی طاقت جاتی رہی
 اور سنج اور پر سنج کے زیادہ ہوا ایک روز آپ خانہ دولت میں اپنے کمرے ہوتے تھے
 تو ہاتھ مبارک زمین پر رکھ کر یعنی سہارا لیکر اور زور کر کے اوٹھے حضرت ابو بکر رضی اللہ
 عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا حال ہے اور باوجود اسکے کہ آپ
 جوان اور تندرست ہیں اور فرمایا کہ سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا یعنی سننے اس امر
 فاسق نے ایسا میرے دل پر زور دیا کہ میل زور جاتا رہا اور ایک اصحاب نے حضرت ابو بکر
 خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک گروہ میں تھا فقرائے مہاجرین
 کہ انہیں بیاخت فقر کے بعض کا بعض بدن چپا تھا اور بعض نے دو سکر بعض کو چپا
 تھا برہنگی سے اور ایک قاری قرآن مجید پڑھ رہا تھا اور ہم سنتے تھے اس کی قرات کو
 کہ اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہمارے سروں پر نشانی
 لاکر کمرے ہوئے اور قاری نے جب آپ کو دیکھا تو خاموش ہو گیا جناب نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہم پر سلام کیا اور پوچھا کہ تم کس کام میں تھے عرض کیا کہ یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاری قرآن مجید پڑھ رہا تھا اور ہم سب سنتے تھے تو جناب

نبوت آتب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ احمد لکھنا کہ اس نے میری امت
 میں ایسے گروہ پیدا کئے کہ مجھے فرمایا تاکہ صحبت اوتکی میں میں صبر کروں پہر در میان
 حلقہ ہمارے کے مثل ہمارے بیٹے تاکہ ذات شریف و مقدس کو ہم سب برابر کر دین
 اس گروہ نے گرد حلقہ کیا اور کوئی در میان اس حلقہ کے حضرت مقدس کو نہیں
 پہچانتا تھا پہر آپ نے ارشاد کیا کہ بشارت ہو تم کو اے درویشو مہاجرین کے ساتھ
 فیروزی تمام کے روز قیامت میں کہ داخل ہو گے تم بہشت میں اول تو نگر و سب
 آوے دن کہ وہ پانسو برس کا ہو گا اور اس حدیث کو اگرچہ کچھ باختلاف روایت
 کیا ہو لیکن اختلاف عبارت کا ہو معنی میں نہیں ہر فصل ذرا قرآن الی
 اونی رضی اللہ عنہ نے کہ بزرگان صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہیں اور لوگوں
 کی امامت کیا کرتے تھے ایک آیت پڑھی اور ایک پیچ ناری اور جان دی اور ابو جہر
 نے جو بندگان تابعین تھے صالح مری رضی اللہ عنہ سے آیت سنی کہ اوہوں نے
 پڑھی ایک پیچ ان سے نکلی اور جان دی اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ نے روایت کی
 کہ میں ایک گاؤں میں مواضع کو فوسے جاتا تھا ایک عورت کو دیکھا کہ نماز پر کھڑی
 ہی اور آثار خیر کے اوسپنٹا ہر دیکھے یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئی بحکم تبرک کے
 بیٹے اوسکو سلام کیا مجھ سے پوچھا کہ تو قرآن مجید جانتا ہی بیٹے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ کوئی
 آیت پڑھ چنانچہ بیٹے آیت پڑھی تو اس نے ایک آواز اور جان کو واسطے استقبال دیدیا
 کہ پوچھا یا بیٹے انتقال کیا اور احمد بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کل
 میں ایک جوان کو دیکھا بیٹے کہ لباس گدڑی توٹی کے پہنے ہوئے ایک چاہ کے پاس کھڑا
 تھا اوسنے مجھ سے کہا کہ تو اے احمد خوب وقت پر آیا کہ مجھے سماع سنانا چاہیے تاکہ میں

پان دون کوئی آیت پڑھ سچی احمد کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے میری زبان پر نبیأت جاری کی اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَفْتَاْهُمْ قَالُوْا وَاَوْسَلُكُمْ اِلٰهَ اٰهِنُمْ رَبُّ الْاٰلِيْتِ كِيْ كَمْ تُوْنُوْنَ دِيْ آيْتِ پڑھی کہ اس گہری چھپر فرشتہ پڑھ رہا تھا اور اگر تمام حکایات جو اسکے قریب ہیں لائی جاویں تو ہم اپنی مراد سے جو اختصار ہو رہ جاویں گے۔

باب بیان سماع شعر و شعلی اوسکے میں

منجانب سے کے شعر سماع جو کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوسکو سنا ہی اور صحابہ بھی انہم نے کہے ہیں اور میں نے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مروی جو کہ فرمایا ان من الشعر حكمة والحكمة ضالة المؤمن حيث وجدها فهو احق بها یعنی اشعار میں سے بعض پر حکمت ہیں اور حکمت ایسی جو کہ طے لگی ہو ان میں سے سوس کی کہ اوس غائب ہو گئی ہو جہاں کہ اوسکو پاؤ تو وہ اولیٰ اور سچی ہو سنا اوسکے اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ راست ترین اور اس کلام کا جو عرب کے ہیں یہ قول لبید شاعر کا ہو شعر

الاكلشيبي ما خلى الله باطل | وكل نعيم لا محالة تراثر

اور عمر بن رشید نے روایت کی ہر بند سے کہا کہ مجھ سے اشعار کا استفسار فرمایا تا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اور فرمایا کہ تجھے کچھ شعرا اقمیہ بن صلت سے یاد ہیں میں نے عرض کی کہ ہاں اور سو شعر میں نے سنائے آخر تم کا مثل اسکے بہت روایات آئی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا جناب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہ لوگ باب اشعار

میں بیچ غلطی کے پڑے ہیں ایک گروہ نے سنا تمام اشعار کا حرام کہا ہے اور باوجود
 اسکے رات دن غیبت مسلمانوں کی کرتے ہیں اور ایک گروہ نے سنا تمام اشعار کا
 حلال رکھا ہے اور رات دن غزل اور صفت زلف و خال سنتے ہیں اور ایک دوسرے
 پر حجت لاتے ہیں لیکن مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ کا اسباب میں یہ طریقہ ہے کہ جناب
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا حال شعر کا تو فرمایا کہ کلام حسن
 حسن و قبیح قبیح یعنی شعر ایک کلام ہے کہ نیک اور سکا نیک ہے اور بد اور سکا بد ہے
 یعنی جس بات کا سنا نشر میں حرام ہے مثل غیبت اور بہتان اور فواحش اور بھوس
 اور کلمہ کفر کے تو یہ نظم اور شعر سب میں حرام ہے اور جو کہ سنا اور سکا نشر اور غیر
 موزون میں حلال ہے نا مذہکت اور موعظت اور استدلال آیات الہی اور نظر
 شواہد حق کے تو یہ نظم اور موزون میں بھی حلال ہے انھماصل جیسے کہ دیکھنا ایسے
 حسن اور جمال کا کہ وہ محل آفت کا ہو اور چھونا اور سکا منع اور حرام ہو تو سنا
 اور سکی کا بھی اسی وجہ سے حرام ہے اور جو کوئی کہ اس سننے کو مطلق حلال کہے تو چاہئے کہ کہنے
 اور چھونے کو بھی حلال کہے اور اگر کہتا تو یہ زندہ ہوا کیونکہ گواہیوں کہتا ہے کہ میں
 آنکھ اور زلف اور قد اور خال میں حق کو دیکھتا سنتا ہوں اور اسی کو طلب
 کرتا ہوں تو ایسے کا جواب یہ ہے کہ اوس پر لازم کریں کہ دوسرے کسی میں نظر کرے اور
 اوس میں خند و خال دیکھے اور کہے کہ میں حق کو دیکھتا ہوں اور اسی کو طلب کرتا ہوں
 کیونکہ آنکھ اور کان محل عبرت کے اور چشمہ علم کے ہیں اور اسی طرح ہے در صورت
 چھونے کے اوس شخص کو کہ سنا صفت اور سکی کو زور کہتا ہے اور دوسرے کو کہتا ہے اور سکا
 زور کہتا ہے اور کہتا ہے کہ امین میں حق کو طلب کرتا ہوں کہ ایک قوت حاسہ دوسرے

قوت حاکم اولیٰ تر نہیں بر سچنے معنی میں اور اگر یہ نہ تو گویا بالکل شریعت کا باطل ہونا
 ہر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو فرمایا کہ عیناً تو دنیا
 حکم اسکا جاتا رہیگا اور جو نامحرم کا چونا منع ہر وہ ممانعت منقطع ہو جائیگی اور
 تمام حدود و شرعی ساقط ہو جائیگی اور یہ مگر ابھی ہر اور جبکہ تمام گروہ متصوف نے اہل
 استغراق اور ستموں کو دیکھا کہ یہ سماع کرتے ہیں تو انکے حال کو جانا کہ یہ سنا تہ نفس
 کے کرتے ہیں تو کہا دیکھ کر کہ یہ حلال ہر اور اگر انکا سافنا پیدا نہ کریں اور انکی تقلید
 کریں تو انکی ظاہر کی پیروی کی اور باطن کو چوڑ دیا یہاں تک کہ اپنے آپکو ہلاک کیا اور
 ایک گروہ کو ہلاکت میں ڈالا اور یہ آفت زمانہ کی ہر اور ہم دوسری جگہ اسکا بیان تو
 کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہا

باب بیان سماع آواز خوش اور کھانہ میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اگر استہ کر دو تم آوازوں میں
 کو ساتھ قرآن مجید پڑھنے کے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ یٰٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا
 اٰی تَنْفِیْسُ لَکُمْ مَعْنٰی اِسْمِ غُشٍّ اَفَازِیْ کَے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ آواز خوش سنے تو کہو کہ آواز ابو موسیٰ شری
 کی سنے اور اخبار میں آیا ہر اور مشہور ہو کہ بہشت میں اہل بہشت کو سماع ہر گاہ اور وہ
 اس طرح ہر ہو گا کہ ہر درخت سے آواز اور سخن مختلف آویگی اور وہ جمیع ہر کہ طبیعت کو
 لذت عظیم دیگی اور اس قسم کا سماع عام ہو کہ تمام مخلوق میں آدمی وغیرہ یا ناریں ہر
 ہر حکم اس کے کہ روح لطیف چیز ہے اور اصوات اور آواز میں ہی لطافت ہر تو جبکہ

سنے ہیں تب جس طرف اپنی جنس کے میل اور رغبت کرتی ہو اور یہ قول جو پہلے کہا
 ایک گروہ کا ہو اور اطباء اور وہ جو دعویٰ تحقیق کا کرتے ہیں اہل آگاہی سے اونکو
 اسباب میں کلام بہت ہیں اور تالیف الحان میں کتابیں ترتیب دی ہیں اور اسکو
 بہت بڑا پایا ہو اور اسوقت میں آثار صنعت انکی کے ظاہر ہیں خصوصاً مزامیر کہ جو مرتب
 کے ہیں واسطے تقویت ہوا اور طلب لہو کے حکم شیطان کے یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ سچ
 موصول کسی باغ میں غنما کرتے تھے اور وہاں ایک بلبل ہزار داستان بھی چچا رہتے تھے
 تو وہ بلبل لذت اوسکے راگ سے خاموش ہو گئی اور وہ اپنا راگ کسے جاتا تا بآواز
 وہ بلبل درخت سے بیہوش ہو کر گری اور مر گئی اور یہ حکایت ہماری سموع ہے اور
 مراد بحر اسکے نہیں ہے کہ کہتے ہیں کہ تمام راجتین تالیف طبائع کے مولف اور مرکب کیلئے
 اصوات اور آواز دیتے ہیں اور ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا کہ میں ایک بار ایک قبیلہ
 میں قبایل عرب پہونچا اور دار الضیافت ایک امیر میں وہاں کے امیر وں سمعان
 ہڑا ایک حبشی سیاہ کو دیکھا میں نے کہ طوق اور زنجیر کیا ہوا دروازہ خمیہ پر پڑا ہوا
 ہے وہو یہاں مجھے شفقت دلیں او میر آئے میں نے ارادہ کیا کہ جبکہ اکرام مہمان کو بلعام
 لاوینگے تو میں امیر سے اسکی سفارش کرونگا شاید کہ موافق آوے امیر آیا جبکہ ارادہ
 طعام کا کیا تو میں نے کہا نا شروع نہ کیا اور عرب پر کوئی چیز سخت زیادہ اس سے نہیں ہے
 کہ کوئی کھانا کھانہ کھاوے سمجھ سے کہا کہ اے جو آخر دیکھے کس نے کھانے سے منع کیا میں نے
 کہا کہ مجھے اوس امید نے منع کیا ہے جو تیرے کرم پر رکستا ہوں امیر نے کہا کہ میری تمام
 املاک ملک تیری ہی مگر تو کھانا نوش کرینے کہا کہ مجھے ملک کی حاجت نہیں ہے مگر یہ غلام
 میرے حوالہ کر اؤنے کہا کہ اول اسکا جرم معلوم کر پھر اسکو قید سے رہا کر کہ جب تک تو

ہمارے سہانی میں ہر تجھے سب چیز پر اختیار ہوئی تھی کہ کیا کہ بیان کیجے کہ کیا گناہ اسکا ہو
 تھا کہ ایک غلام ہی خوش آواز راگ اُحدی کہنے والا کہ اپنے اسکو مع اونٹوں کچروا نہ کیا
 تھا کہ غلام کو چنانچہ یہ گیا اور ونا بوجہ ہر اونٹ پر رکھا اور راہ میں راگ اُحدی
 گا یا چنانچہ اونٹ دوڑے اور جلد یہاں پہنچے اور دو چند بار لائے جبکہ اونٹ
 بار بوجہ اوتارے تو ایک ایک دو دو کر کے سب ہلاک ہو گئے ابراہیم حکایت کر نیوالے
 اس قصہ کے کہتے ہیں کہ مجھے بہت تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ اے امیر تیرا شرن چھبے سے جوڑ
 نہ کوئی گناہ کرے اس قول پر برہان درکار ہو اور ہم انہیں باتوں میں تھے کہ اتنے میں
 جنگل سے چند شتر پانی پیئے کو کوئین پر آئے امیر نے پوچھا کہ کتنے روز سے ان اونٹوں
 نے پانی نہیں پیا ہے کہا کہ تین روز سے اور اس غلام سے کہا کہ اس نے راگ اُحدی کا
 شروع کیا اونٹ اسکی آواز میں مشغول ہوئے اور سطلق پانی ترک کیا یہاں تک کہ گناہ
 ایک ایک بہاگے اور جنگل میں پر گندہ ہوئے اور اس غلام کوڑا کے حوالہ میں گیا اور
 ہم بعضے اس قسم کے دلیہیں دیکھتے ہیں کہ ساربان اور گدھے والا کچھ ترنم اور راگ کرتے
 ہیں کہ اونٹ اور گدھے میں ایک طرف ظاہر ہوتی ہے اور خراسان اور عراق میں ٹاؤن
 ہو کہ شکاری رات کو ہرن پکڑتے ہیں تو ایک طشت کو سجاتے ہیں تاکہ ہرن اسکی آواز
 سنکر ٹھرتے ہیں اپنی جگہ پر جب اونکو کیر لیتے ہیں اور شہور ہو کہ ہندوستان میں ایک
 گروہ ہو کہ رات کو باہر جاتے ہیں اور راگ کرتے ہیں ہرن جبکہ وہ آواز سنتے ہیں تو
 انکے پاس ہرن آتے ہیں اور یہ لوگ گروہ کے پھرتے ہیں اور یہ لوگ راگ کرتے ہیں
 یہاں تک کہ لذت سے انکے بند کرتے ہیں اور سوتے ہیں یہ لوگ اوسکا زندہ ہوتے ہیں
 ہیں اور چوٹے بچوں سے حکم ظاہر ہے کہ جب جھولہ وغیرہ میں روتے ہیں اور کوئی

آواز کرتا ہی تو خاموش ہوتے ہیں اور وہ آواز سنتے ہیں اور اطبا ایسے لڑکی کی کٹریز
 کہ قوت حاسبہ اسکی درست ہی اور جب بڑا ہوگا تو یہ لڑکا زیرک اور ہوشیار ہوگا اور ایسی
 سبب ہی کہ ایک شخص بادشاہان عجم سے فوت ہوا تھا اور اسکا لڑکا دو برس کا رہا تھا
 وزیرانہ کہا کہ اسکو تخت سلطنت پر چاہئے بیٹھا نابز چہرے سے مشورت کی اوسے کہا کہ بہتر
 ہے مگر آزمائش کرنا چاہئے کہ اسکی اگر حس درست ہی تو اوس سے امید واری رکھنا چاہی
 پوچھا آزمائش کی کیا تدبیر ہے بزر چہرے نے کہا کہ راگ گانیوالے لوگ بلائے کہ اونہونے
 راگ گایا اور وہ لڑکا اوسین خوش ہوا اور ساتھ پاؤں مارنا شروع کئے بزر چہرے نے
 کہا کہ یہ لایق ہوساتھ ملک کے اور آواز و ن کی تاثیر اس سے ظاہر تر ہی نزدیک عقلا
 کہ اسکی دلیل کی حاجت ہوا اور جو کوئی کہ یہ کہے کہ مجھے الحان اور آواز اور مزاج خوش
 نہیں آتی تو وہ جوٹا ہی اور نفاق کرتا ہی یا حس نہیں رکھتا اور زمرہ آدمی اور جانوروں
 سے باہر ہی اور منع کرنا ایک گروہ کا اوس سے سبب ہے ہی کہ رعایت خدا تعالیٰ کی کریں اور
 فقہا متفق ہیں کہ جبکہ آلات لہو کے نہوں اور دلیں اوسکے سننے سے فہم پیدا نہو تو
 سننا ایسے راگ کا مباح ہی اور اس پر اخبار اور آثار بہت لاتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میرے نزدیک اوسکے گانیوالی تھی اور اجازت
 چاہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنے کی پس جبکہ اوس لڑکے کو انکا آنا معلوم ہوا تو
 بہاگ گئے اور جبکہ داخل ہوئے حضرت عمر تو مسکرائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم تو عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ کس چیز نے ہنسایا آپکو یا رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم تو ارشاد ہوا کہ تم میرے نزدیک لڑکی گانیوالی اوسنے جبکہ تمہارے
 آنے کی حس معلوم کی تو بہاگ گئی پھر عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نہیں

ستم ہو کہ کوئی اسکو ایک حکم پر قطع کرے اور سننے والے تمام دو گروہ میں ایک وہ کہ
 معنی سنیں اور دوسرے وہ کہ آواز سنیں اور ان دونوں اصل میں فوائد ہیں
 اور آفات ہیں کیونکہ سننے آواز خوش سے خوش اوس معنی کا ہو کہ جو لوگوں میں کرب
 ہوتا ہو اگر وہ معنی ہو تو یہ بھی معنی اور اگر باطل ہے تو باطل یعنی جس شخص کے مایہ طبیعت
 میں فساد ہو وہ جو کچھ کہنے کا تمام فساد ہو گا اور یہ بیان تمام حکایات حضرت
 داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں آویگا کہ جب حق تعالیٰ نے اونکو اپنا خلیفہ
 کیا تو خوش آوازی اونکو عنایت فرمائی اور اونکے حلق کو مزامیر کیا اور پہاڑوں کو
 فرمان بردار و مکا کیا یہاں تک کہ وحوش اور طیور پہاڑوں اور جنگلوں سے سماع
 کو آتے تھے اور پانی چلنے سے ٹہر جاتا تھا اور پرند ہوا سے گر پڑتے تھے اور آٹا میز
 آیا ہو کہ ایک مہینہ تک وہ جنگل میں کچھ نہیں کہاتے تھے اور چوٹے بچے بھی روتے تھے
 اور دودھ نہیں پیتے تھے اور جبکہ مخلوق وہاں پہرتی تھی تو بہت لوگ لذت کلام
 اور خوش آوازی اونکی سے مرجاتے تھے یہاں تک کہ کہتے ہیں ایک بارسات سوا کیا
 مردہ شمار میں آئیں اور بارہ ہزار بوڑھے بھی مردہ ہوئے ہیں اور جبکہ خداوند
 نے چاہا کہ صرف آواز کے سننے والے اور طبع پرست کو اہل حق اور سننے والے حقیقی سے
 جدا کرے تو شیطان بعین نے درخواست کی اور ساتھ اظہار اپنے حیلوں کے پیش آیا
 اور فریاد اور طنبور بنایا اور پیرا پر مجلس حضرت داؤد میں اپنی مجلس بنائی یہاں تک کہ
 جو لوگ کہ آواز حضرت داؤد علیہ السلام کی سنتے تھے وہ دو گروہ پر ہو گئے ایک وہ کہ
 اہل شقاوت سے تھے اور دوسرے کہ اہل سعادت سے تھے تو وہ گروہ طرف مزامیر
 شیطان کے مائل ہوئے اور یہ گروہ طرف آواز حضرت داؤد کے رہی اور یہ وہ جو کہ

اہل معنی کے تھے کہ آواز ہی کے مالیت پر اور بجز اسکے ان کے دلیں نہ تھا کیونکہ تمام حق دیکھتے تھے اگر مزارستے تھے تو اس فتنہ میں حق کو دیکھتے تھے اور اگر آواز داؤد ہی سنتے تھے تو وہ میں ہایت حق کی معنی دیکھتے تھے اور تمام اشیاء سے باز رہتے تھے اور متعلق و سبب سے پہرے تھے اور دونوں میں یعنی مزار اور آواز میں جیسا کہ تھا وہی دیکھتے تھے صواب کو صواب اور خطا کو خطا اور جبکہ کمال سے اس طرح کا ہو وہ جو کچھ کہتے تھے تمام اس کو ملال ہو گیا کہ وہ مدعی ہی کہا کہ جو کچھ اس طرح کے اثر کرتا ہے کہ جو اور یہ محال ہو گیا کہ کمال ملالت کا یہ ہو کہ ہر چیز کو جیسے کہ وہ دیکھتے تو چیز کی حقیقت اور ماہیت نظر آئے ورنہ نظر دے ست نہیں یعنی نظریں کچی ہو گیا نہیں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ بارخدا یا دکلماء کو ہر چیز کو جیسے کہ وہ ہے یعنی حقیقت اور ماہیت اس کی حق اور باطل وغیرہ ہے اور جبکہ دیکھنا صحیح ہر چیز کا اس طرح ہو کہ جیسے حقیقت وہ چیز ہے تو سماع ہی ایسے دیکھنے والے کو درست ہو گیا کہ سنے گا ہر چیز کو جیسے کہ وہ ہے چیز ہی اپنے حکم اور صفت میں اور جو لوگ کہ مزائین مفتون اور ہوا اور شہوت سے مقرون ہوتے ہیں اس سبب سے کہ غفلان اسکے سنتے ہیں کہ وہ ہوا اس واسطے کہ اگر موافق حکم اسکے کے سماع کریں تو تمام آفتون اس کی سے رہا ہوں کیا نہیں دیکھا کہ اہل ضلالت نے کلام خدا وید تعالیٰ کا شننا اور اذکی اور اپنی گمراہی میں اور گمراہی زیادہ ہوئی جیسا کہ سال نصر بن الحارث کا ہو کہ کہا اس نے قصص اور آیات قرآنی اور کلام الہی تعالیٰ معجز نظام کے باب میں کہ ہذا الساطیر کا ولین اور عبد اللہ بن سعید بن ابی سرح کہ جو کاتب وحی کا تھا اس کے گمان افتر کا کیا ابن آیت میں کہ قَدْ بَاكَ اللَّهُ أَحْسَنَ الْحَاثِمِينَ اور کسی گروہ اس

آیہ شریفہ کو کہ لایدرکہ الا بصائر دلیل نفی دیدار آئی کی میرانی اور کسی قوم نے
 آیہ تبارک و تعالیٰ علی العرش کو حجت اثبات مکان اور جنت کی کہی اور بعض لوگوں
 نے آیہ و جاء ربہ و اللہ صفا صفا کو دلیل آنے کی مقرر کی جو ضرر کہ جب دل
 اور کما محل ضلالت اور گمراہی کا تھا تو کلام الہی تعالیٰ کے سننے نے انکو کچھ فائدہ نہ کیا
 اور اگر ہر کسی شاعر نے شعر میں توحید کی مثلاً اوستے والے نے اوستے طرف پیدا کر نیوا
 طبیعت کے خیال کیا اور صفائی دینے والے دلکا اوس میں اعتبار کیا اور فعل سے طرف
 فاعل کے راہ پائی تو وہ گروہ اول حق میں گمراہ ہوئے اور یہ گروہ دوسرے باطل
 میں ہدایت پائی اور انکار کرنا مکابرہ ظاہر کا ہے واللہ اعلم **فصل**
 شائع رحمہ اللہ کو راگ کے باب میں کلمات لطیف ہیں زیادہ اس کے کہ اس کتاب میں
 سب گنجائش کر سکیں مگر جہت کہ ممکن ہیں اس فضل میں مذکور ہوتے ہیں تاکہ فائدہ
 تمام تر ہو فرمایا حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے کہ سماع نام ہی ایک وار حق کا کہ جو
 دلوں کو اور بہارتا ہی اور طلب پر سرخس کرتا ہی پس جو کوئی کہ اوسکو ساتھ حق کے سننے کا وہ
 طرف حق کے راہ پاویگا اور جو کوئی کہ ساتھ نفس کے سنیکا وہ زندہ حق میں پڑیگا اور اس قول
 میں مراد یہ نہیں ہو کہ سماع سبب وصل الہی کا ہی بلکہ مراد یہ ہو کہ سماع حق معنی کو مستی
 ہی نہ آواز کو اور دل اوسکا محل وارو کا ہوتا ہی پس جبکہ وہ راگ ولین پہنچتا ہی تو
 وہ دل کہ تابع حق کا ہوتا ہی وہ محقق اور حق یاب ہوتا ہی اور وہ جو کہ تابع نفس کا
 ہوتا ہی تو محبوب ہوتا ہی اور متعلق تاویل کا ہوتا ہی تو غمراہ اول قسم کے سماع کا کشف ہوتا
 ہے اور اس قسم دوسری اخیر کا ثمرہ ستر اور حجاب ہوتا ہی معلوم ہو کہ کتاب کشف المحجوب
 میں اس مقام پر کچھ تحقیق زندہ کی اور تاویل کی لکھی ہے وہ ہیں بقصد اختصار کے

دہج نہیں کی اور شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سماع کا ظاہر فتنہ ہوا اور باطن اور سکا جوت
 ہے جو کہ اہل اشارت ہوا اسکو سماع عبرت ہوا اور ضلال ہوا اور جو کہ اہل اشارت نہ تو سماع
 اور سکا طلب کرنا فتنہ کا ہوا اور متعلق ہونا ساتھ بلا کے ہوا یعنی جو کہ دل اور سکا استغفر
 حدیث حق کا نہ تو سماع اور سکا اویسکی بلا اور آفت ہوا اور ابو علی روڈیاری رحمہ اللہ
 نے کہا ہوا ایک شخص کے جواب میں کہ اویسے سماع کا سوال کیا تھا کہ کاشکے ہم اس سماع سے
 سرسہ رہائی پاتے کیونکہ آدمی ادا کرنے حق سب چیزوں سے عاجز ہوا اور جبکہ حق
 کسی چیز کا فوت ہوا تو ہندہ اپنے آپ کو مقصر دیکھتا ہوا اور جبکہ تفسیر دیکھتا ہوا تو ارباب
 رہائی کی کرتا ہوا اور ایک مشائخ نے کہا ہوا کہ سماع پیدا اور ظاہر کرنا اسرار کا ہوا ایسی چیز
 کہ اوسین غیبت واجب ہوتا کہ سبب اوس سماع کے ہمیشہ حضور حاصل کرے کیونکہ غائب
 ہونا اسرار کا مدعیوں کو بدترین اوصاف سے ہوا اسواسطے کہ درست اپنے درست
 اگرچہ بظاہر غائب ہو مگر بہر حال حاضر ہوتا ہوا اور جبکہ حضور جاننا ہوا اور غیبت آئی تو
 دوستی کہاں ہی اور ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا ہوا کہ سماع تو مشہور ہوا ہوا ہوا ہوا
 جو کوئی کہ واصل ہوا اور سکو سماع کی حاجت نہیں ہوا کیونکہ مقام و فعل میں حکم سماع کا ہوا
 رہتا ہوا اسواسطے کہ سماع چاہتا ہوا خبر کو اور خبر کا ہونا غائب میں ہوتا ہوا اور حالت معائنہ
 میں سماع کم ہوتا ہوا اور حصیری رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسا سماع ہم کیا کریں کہ جو سماع کہو والا
 خاموش ہو جاوے تو وہ سماع ہی منقطع ہو جاوے بلکہ سماع ایسا ہونا چاہیے کہ شغل
 اور متواتر ہو کہ ہرگز منقطع نہوا اور یہ نشانی بتلائی ہوا ہمت مجموع کی روشنی مجسمت میں
 کہ جب بندہ اوس درجہ کو پہنچتا ہوا تو تمام عالم اس کے حق میں سماع ہو جاتا ہوا اور پھر
 اور ڈھیلے سے سنتا ہوا اور یہ بڑا درجہ ہوا

باب پہلیاں اختلا مشایخ صوفیہ میں بیچ و سماع کے

کہا ایک گروہ نے کہ سماع آلہ ہی غیبوت کا اور دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ مشاہدہ اور معائنہ میں سماع محال ہے کہ دوست مقام وصل دوست میں حالت نظر اور دیدہ باری اور نظارہ میں ہوتا ہی اور مستغنی ہوتا ہی سماع سے کیونکہ سماع خبر کا ہوتا ہی اور خبر محل عیان میں خود دوری اور پردہ مشغولی ہی نہیں سماع بدینوجہ آلہ مبتدیوں کا ہونا تاکہ پریشانی اور پرانگندگی اور غفلت سے بسبب سماع کے مجتمع ہوں اور جو کہ مجتمع ہوگا لامحالہ اور ضرور ساتھ سماع کے پریشان ہوگا اور ایک گروہ نے کہا کہ سماع آلہ حضور کا ہی سوا محبت چاہتی ہو کلیت کو جب تک کہ دوست بالکلیہ مستغرق دوست میں نہ تو وہ محبت میں ناقص ہے پس جیسے کہ دلو مقام وصل میں حصہ محبت کا ہی اور سر کو مشاہدہ کا حصہ اور روح کو حصہ وصل کا اور تن کو حصہ خدمت کا ہی تو چاہئے کہ کان کو بھی حصہ ہو جیسے کہ آنکھ کا حصہ دیدار ہی اور کہا ہی کہ سماع آلہ حضور کا ہی کہ غائب خود غائب ہے اور غائب منکر ہی اور منکر اسکا اہل نہیں پس سماع دو قسم ہوا ایک کہ ساتھ واسطہ کو ہو اور دوسرے کہ بغیر واسطہ ہو پس جو کوئی کہ قاری سے سماع سنے تو یہ سماع آلہ غیبوت کا ہی اور جو کوئی بازینجا و تقدس سے سنے تو یہ سماع آلہ حضور کا ہی اور اسی سبب ہے کہ اوس پیر نے کہا ہی کہ میں ایسے مقام پر مخلوق کو نہیں رکھتا کہ انکی بات سنوں یا کہوں و با اللہ التوفیق

باب پہلیاں مراتب مشایخ میں حقیقت سماع میں

جان کہ ہر ایک کو مشایخ سے سماع میں ایک مرتبہ ہے کہ شرب اور ذوق اور سکا سماع ہی

بمقام مرتبہ اور اسکے کے ہوتا ہے جیسا کہ توبہ کرنا والا کہ جو کچھ کہ مستجاب اور اسکے مددگار حضرت
 اور ندامت پر ہوتا ہے اور شتاق کو مایہ شوق اور زہد و ہمارا اور موسیٰ کو تاکیہ یقین اور
 مرید کو تحقیق بیان اور محب کو باعث انقطاع علیان اور فقیر کو اساس نو میدی کلست
 ہوتا ہے اور مثال اصل سماع کی مثل آفتاب کے ہے کہ حسب چیز پر چمکتا ہے اور ہر چیز کو بقدر
 مرتبہ اور اسکے کے اوس سے ذوق اور شرب ہوتا ہے کہ ایک کو جلاتا ہے اور ایک کو روشن کرتا
 اور ایک کو اوس سے نوازش ہے اور دوسرے کو گذارش اور یہ تمام طوائف جو ہم نے کئے
 اور ذکر کئے بطور تحقیق کے تین مرتبہ پر ہیں ایک مبتدی دوسرے متوسط اور تیسرے کمال
 اور میں ہر ایک کے بیان حال سماع میں جدا جدا فصل لکھتا ہوں کہ تیری مجھ سے قرب
 تر ہو فصل جان کہ سماع وارو حق کا ہے اور ترکیب اس قسم کے ہزل اور انوس ہے
 اور کسی حال میں طبیعت مبتدی کے قابل کلام حق کے نہیں ہے اور ساتھ وارو حق
 اوس معنی ربانی کے طبیعت کو تہ وبالا ہونا اور سوز اور قہر ہونا ہوتا ہے جیسا کہ ایک
 گروہ سماع میں بہوش ہوتے ہیں اور ایک گروہ ہلاک ہوتے ہیں اور کوئی آدمی
 نہیں ہوتا مگر کہ طبیعت اوسکی حد اعتدال سے باہر ہوتی ہے اور اسکے دلائل ظاہر ہیں
 اور مشہور اور معروف ہے کہ روم کے بیمار خانہ میں ایک چیز نہایت عجائب بتائی ہے اور
 اوسکا نام آنکلیون رکھا ہے اور جو چیز کہ عجائب غرائب ہوتی ہے یونانی اوسکا بھی نام
 رکھتے ہیں اور غرض اس سے اوسکے حکم کا اظہار نہیں اور وہ مثل روم کے ہوتا ہے اور
 ایک ہفتہ میں دو بار اوسکو بیانے ہیں اور بارہ کو سناتے ہیں باندانہ اور بقدر
 بیماری کے ہر بیمار کو اوس جگہ سے جدا کر دیتے ہیں اور اگر چاہتے ہیں کہ کسی کو ہلاک
 کریں تو ایک زمانہ زیادہ ٹھہراتے ہیں تاکہ وہ ہلاک ہوتا ہے اور حقیقت میں اجل لکھی

ہوئی ہی مگر موت کے اسباب ہیں اور وہ اطباء ہمیشہ اوسکو سنتے ہیں اور انہیں کچھ اثر
 نہیں کرتا کیونکہ انکی طبیعت کے وہ موافق ہی اور ان مبتدیوں کے مخالف ہے اور سننے
 ہندوستان میں دیکھا ہی کہ درمیان زہر قاتل کے ایک کٹر اپید ہوتا ہی اور زندگی
 اوسکی اسی زہر سے ہوتی ہی کیونکہ اوسکی خود پیدائش اوسی سے ہی اور ترکستان کے
 ایک شہر میں جو سرد اسلام پر تھا دیکھا میں کہ ایک پہاڑ میں آگ لگی تھی اور وہ جل رہا
 تھا اور اسکے پتھروں کو نشادر جوش کر رہا تھا اور عین آگ میں ایک چوہا تھا کہ جب وہ
 آگ سے باہر آتا تھا تو ہلاک ہوتا تھا اور غرض اس تمام سے بجز اسکے نہیں کہ یہ اضطراب
 مبتدی کا وقت حلول وارد حق تعالیٰ کے اسپر اس سبب ہوتا ہی کہ جب اسکا مخالف
 اوسکے ہی اور جبکہ وہ وارد متواتر ہوتا ہی تو شدہ شدہ مبتدی اوسمیں سکون کرتا ہی
 کیا نہیں دیکھ کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام اول مرتبہ آئے تو جناب نبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم طاقت دیکھنے کی نہیں رکھتے تھے اور حیب آنا نہایت کوپوشا تو اگر ایک
 گہری نہیں آتے تھے تو آپ تنگدل ہوتے تھے اور اسکے شواہد اور دلائل بہت ہیں اور
 یہ حکایت ہی دلیل اضطراب مبتدیوں کے ہی اور یہی برہان ہی سکون غیبیوں کی سماع
 میں اور مشہور ہی کہ حضرت جنید رحمہ اللہ کا ایک مرید تھا کہ وہ سماع میں اضطراب بہت
 کرتا تھا کہ درویشوں کا خیال اسکی طرف رجوع کرتا تھا انذار و پرورش رحمہ اللہ کے شکا
 کی تو شیخ موصوف رحمہ اللہ نے اوس سے کہا کہ اگر بعد اسکے پھر تو نے سماع میں اضطراب
 کیا تو ہمارے صحبت میں نہ رہنا ابو محمد حریری کہتے ہیں کہ میں سماع میں اوسکو دیکھتا
 تھا لب پر لب رکھے ہوئے خاموش تھا یا تنگ کہ ہر بال کی ہڑپیں سے چشمہ جاری ہوتا
 اور پیش اوسکے جاتے رہے اور ایک روز تک بیہوش رہا پھر نہیں معلوم کہ وہ سماع

میں دوست یا حریست پیر کی اوکے دل پر قوی تر تھی اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سلع میں
نعرہ مارا پیر نے اسکو کہا کہ خاموش ہو اسنے سر زانو پر رکھا جبکہ دیکھا تو وہ مردہ ہو گیا
تھا اور شیخ ابو مسلم فارس بن الغالب الفارسی سے سنائیے کہ کہتے تھے ایک درویش سلع
میں اضطراب کرتا تھا کسی نے ہاتھ اوکے سر پر رکھا کہ بیشہ جا اور بڑھینا تھا اور اوپر
جائیکا ٹکھنا اور حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ اسنے سلع میں
جان ہی دتی تھی روایت کی دراج سے کہا کہ میں ہمراہ ابن القریظی کے دریا و جبل پر ہوا
بصرہ اور ایلانہ کے بارے میں ایک محل پر پہنچے کہ ایک نیک شخص اوکے دروازہ پر بیٹھا
اور ایک چوکر کی رو بردا اوکے بیٹی تھی اور راگ میں یہ شعر گارہی تھی

فَسَبِيلَ اللَّهِ وَدَعَا وَكَانَ مِنْكَ بَيْدًا كُلُّ يَوْمٍ تَمُوتُونَ غَيْرَ هَذَا أَجْمَلُ

اور ایک جوان کو دیکھا ہم نے کہ نیچے اوس محل کے کھڑا ہوا تھا لوٹ لے ہوئے اور مرقع
پینے ہوئے اسنے کہا کہ اے چوکر یہ تجھے خدا کی قسم کہ یہ بین پر دروازہ کہو کہ میری زبان گالی
میں بجز ایک دم کے باقی نہیں رہا ہو شاید کہ اسی کے سننے میں نکل جائے اوس چوکر
نے پہلوٹایا اور دروازہ پڑھا اوس جوان نے نعرہ مارا اور زبان اوکی بھلی صاحب اور
مالک محل نے چوکر کو آزاد کیا اور خود مکان سے باہر آیا اور جوان کی تجیز میں مشغول
ہوا اور تمام اہل بصرہ نے اس پر ناز ادا کی پس وہ شخص یعنی مالک محل کا کھڑا ہوا اور کہا کہ اے
میں کہ فلا نا اور فلا ن کا بیٹا یوں تمام ملک میں اپنی وقفہ فی سبیل اللہ کی اور فلام
ملاؤ کہ اپنے آزاد کئے اور خود وہاں سے ایسا گیا کہ پھر کسی نے خبر اوکی نہائی اور فائدہ
اس حکایت کا یہ ہے کہ مرید کو غلبہ سماع کے حال کا اس قدر ہونا چاہئے کہ سماع اوکے فاسق
کو فسق سے نجات دیوے اور ہمارے اس زمانہ میں ایک گروہ گمراہوں کے سماع فاسقوں

حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سماع حق سے کرتے ہیں اور فاسق لوگ بسبب اسکے کہ یہ ایسے
لوگ سماع میں انکی موافقت کرتے ہیں سماع پر اوفس فخور پر حرص تر ہوتے ہیں تاکہ یہ اور
وہ ہلاک ہوں اور حضرت جنید رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر ہم پر وجہ اعتبار کے بتجانہ وغیرہ
معاہد کفار میں جاویں تو رواہی اور غرض اس سے ہماری بجز اسکے نہو کہ ہم ذلت کفار
اور کفر کی دیکھیں اور نعمت اسلام پر شکر کریں تو اپنے جو ابدیہ کہ اگر تم اس طرح پر جاسکو کہ
جب وہاں سے تم آؤ تو کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ درگاہ پر لاسکو تو جابا کر ورنہ پس اہل
صومعہ اگر خرابات میں جاویں تو خرابات صومعہ اونکا ہوا کیٹنے کا ہی مشائخ کبار رحمہ
سے کہ میں ہرچہ ایک درویش کے بغداد میں جاتا تھا کہ وہاں گائیوالا یہ بیت گاتا تھا

مہنی ان نکلن حقا نکلن من احسن المہنی	ولا فقد عشنا ہمار مننا و خدا
--------------------------------------	------------------------------

تو اس درویش نے نعرہ مارا اور دنیا سے انتقال کیا اور مثل اسکے ابوعلی رودباری
رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک درویش کو دیکھا میں نے کہ آواز گائیوالی پر مشغول ہوا تھا میں نے
بھی کان کھا کہ وہ کیا کہتا ہے سنا کہ باغ از حزمین کستا تھا

ابد اکفی بالخصوع	الی الذی حاد بالخصوع
------------------	----------------------

تو اس درویش نے نعرہ مارا اور گر پڑا اور دیکھا تو وہ مرچا تھا اور ایک شخص دوسرے
نے کہا کہ میں ساتھ ابراہیم خواص رحمہ اللہ کے ایک راستہ میں جاتا تھا پہاڑ میں تو ایک
طرب سیر ولین ہوئی اور میں یہ بیت پڑھی

صح عند الناس الی عاشق	غیران لہ لہ فوا عشقی مل
لیس فی الانسان شیء احسن	الا و احسن منه صلو حسن

تو مجھ سے کہا کہ پر پڑ ہو تب میں اس بیت کو پر پڑا تو اونہوں نے حکم تو اچھ کے چند قدم

زمین پر پارے مینے جو دیکھا تو قدم اونکے مثل موم کے زمین میں گھس گئے تھے چہرہ بہوش
 کر گئے عجب ہوش میں آئے تو مجھ سے کہا کہ میں رسول اللہ بہشت میں تھا کیا تو نے نہیں دیکھا
 اور اس قسم کی حکایات زیادہ اس سے ہیں کہ یہ کتاب گنجائش اوسکی کر سکے اور میں ایک
 درویش کو آذربجان کے پہاڑوں میں جاتا دیکھا تھا کہ متفکر تھا اور اپنے دل میں
 اشعار کہتا تھا چنانچہ سننے اونکے سے متغیر ہوا اور ایک زمانہ بیٹھا اور پٹھیا ایک پتھر سے
 لگائی اور جان ہی رحمہ اللہ علیہ فصل اور ایک گروہ نے مشائخ اس طائفہ رحمہم اللہ
 سے مکروہ کہا ہی سنا تھا اور اشعار کا اور پڑھنا قرآن مجید کا ساتھ ایمان کے ایسا
 کہ حروف اوسکے حد اپنی سے باہر ہوں اور مریدوں کو تنوین اور تذکرہ کیا ہی اور خود
 ہی پر ہیز کیا ہی اور بہت غلو کیا ہی اور یہ لوگ چند گروہ پر ہیں اور ہر ایک کو بین دلیل
 اور تعلیل جدا گانہ ہی کیا گروہ وہ ہی کہ انہوں نے اسکے حلام ہونے کی روایتیں پائی ہیں
 اور راگ کے معاملہ میں وہ تابع ہیں سلف صالح رحمہم اللہ کے اور انہیں کی پیروی
 کی ہی جیسا کہ زجر کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا شیریں نام
 چوکہ ہی حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو راگ سے اور وفدہ مارنا حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ کا ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو کہ جو راگ کرتا تھا اور انکار کرنا جناب شیر خدا علی رضی
 کرم اللہ وجہہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر سبب اسکے کہ وہ چوکریان گایا والیاں
 رکھتے تھے اور منع کرنا انہیں حضرت کرم اللہ وجہہ کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو کہنے
 اوس ہوتے حبشیہ سے کہ غنا کرتی تھی اور فرمایا کہ وہ ہم صحت شیطان کی ہی اور مثل اسکے
 اور روایات ہیں اور ہی کہا ہی بڑی دلیل و دلیلوں میں جو کہ بہت غنا پر اجتماع است کا ہی
 اول سے ہمارے زمانہ تک کہ وہ مکروہ ہی باوجود اسکے کہ ایک گروہ نے راگ کو حرام طلاق

کہا ہے اور اسکے باب میں ابو احارث بن ابی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ انہیں سماع کے کرنے میں بہت سماعی تھا ایک رات کوئی شخص دروازہ صومعہ کھیر پر آیا اور کہا کہ ایک جماعت طالبان درگاہ الہی تعالیٰ کی جمع ہو اور دیدار شیخ یعنی آپ کے مشتاق ہیں اگر عنایت فرماویں اور قدم رنج کرین کہ انہیں باہر آیا اور پیچھے اس کے چلا بہت نہ گئے تو کہ ایک گروہ پر پہنچے کہ حلقہ کئے ہوئے تھے اور ایک بوڑھا ان کے درمیان میں بیٹھا تھا میرا کلام فوق الغایت کیا اور اس بوڑھے نے کہا کہ اگر تم فرماؤ تو چند بیت پڑھیں میں قبول کیا دو آدمیوں نے ساتھ خوش آوازی کے ابیات پڑھنا شروع کیا ایسے شعر تھے کہ بیان فراق میں کہے تھے اور وہ سب واسطے تواجد کے کہے ہوئے اور نغمہ ہا خوب مارے اور اشارہ ہائے لطیف کئے اور میں ان کے حال میں متعجب رہا تھا اور ان کا وقت خوش تھا یہاں تک کہ صبح نزدیک ہوئی تو اس بوڑھے نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ تو نے مجھ سے نہ کہا کہ تو کون اور یہ گروہ کون لوگ ہیں تینے کہا کہ میری شہادت نے مجھے سوال سے منع کیا اوسنے کہا کہ وہ شخص عذرا ئیل ہے کہ ابدا بلیس ہے اور یہ تمام لوگ اوسکی ہیں اور اس نشینے اور غنا کرنے میں مجھے دو فائدے ہیں ایک یہ کہ مصیبت فراق اپنے کی کروں میں اور ایام دولت اپنی کو یاد کروں میں اور دوسرے یہ کہ پارسا لوگوں کو راہ سے بہکاؤں اور غلطی میں ڈالوں میں اوسنے کہا کہ ارادہ سماع کا اوس وقت سے میرے دل سے نفی ہوا اور میں کہ علی بن عثمان اجمالی ہوں شیخ الاسلام ابو العباس حمزہ سے سنا ہے کہ کہا ایک روز میں ایک مجمع میں تھا کہ ایک گروہ سماع کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ وہ دیکھا ان کے درمیان میں کہ ناچتے ہیں اور انہیں دیکھتے ہیں اور یہ بسبب اس کے گرم ہوتے ہیں اور ایک گروہ دوسرے کی بسبب خوف اور

دوسری بات کہ تباہی و بلاء اور بظلمات میں نہ پڑیں اور انکی تھکیدی پیروسی مکر میں اور
 سر تو بے گناہ پر نہ جاویں اور ہوا انہیں قوت نہ پکڑے اور ہوس ارادہ صلاحیت کی
 کو فتح نہ کرے کہ یہ معترض بلاء اور مایہ فتنہ کا ہی سماع نہیں کرتے اور نہ سماع والوں میں
 بیشین اور حضرت جلیلہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ایک مرید سے کہا اسکی حالت ابتدا
 توبہ میں کہ اگر تو سلامتی دین کی چاہتا ہی اور رعایت توبہ کی کرتا ہی تو صوفیہ کے سماع
 کا جو کرتے ہیں منکرت ہو اور اپنے آپکو سماع کے لائق مت سمجھ جب تک کہ توجوان چاہے
 جبکہ توبہ پڑا ہو تو لوگوں کو اپنی وجہ سے گناہ گار مت کر اور ایک گروہ دوسرے نے کہا ہے کہ
 اگر باب سماع کے دو قسم پر ہیں ایک وہ کہ لابی ہوں اور دوسرے وہ کہ آبی ہوں لابی
 عین فتنہ میں ہیں اور سماع سے انکو وصل حاصل نہیں ہوتا اور آبی نے بسبب برائیاں
 اور مجاہدات کے اور قطع کرنے دل کے مخلوقات سے اور روگردانی سر کی کمونات سے
 فتنہ کو اپنے آپ سے دور کیا ہی اور اس بیخون ہوئے ہیں اور جو کہ ہم نہ اس گروہ
 میں ہیں اور نہ اس گروہ میں سے ہیں تو ترک کرنا اور سکا پکو بہتر ہے اور ساتھ
 ایسی چیز کے کہ مناسب وقت ہمارے کو پیشوں ہونا اولے تہی اور ایک گروہ دوسرے
 نے کہا ہے کہ جو کہ عوام کو سماع میں فتنہ ہی اور ہمارے سننے کے سبب لوگ پریشان ہوتے
 ہیں اور ہمارے درجہ اوس میں محبوب ہیں اور ہمارے سبب گناہ گار ہوتے ہیں یہ عامہ
 غلایوں پر ہر شفقت کریں اور خاص کو نصیحت کریں اور ہم خود ساتھ دیکھنے عبرت کے اور
 دست بردار ہوں اور یہی طریقہ پسندیدہ ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بھلائی اسلام آدمی سے یہ بات ہے کہ اگر
 اور بیفائدہ باتوں کو چوڑ دے تو ہم بحسب اسکے ایسی چیزوں دست بردار ہوں

کہ اونسے چارہ ہو کیونکہ بیفائدہ کاموں میں مشغول ہونا وقت کا ضائع کرنا ہے اور
وقت دوستوں کا ساتھ دوستوں کے ضائع نہ کرنا چاہئے اور ایک گروہ دوسرے نے
سجملہ خواص سے کہا ہے کہ سماع خبر ہے اور لذت سماع کی پانامراد کا ہے اور یہ کام لوگوں کا
ہو کیونکہ محل معائنہ میں خبر کی کچھ قدر نہیں پس اہل کام مشاہدہ ٹھہرا کر صاحب کتا
کشف المحجوب رحمہ اللہ نے کہ یہ ہیں احکام سماع کے جو پہلے ذکر کئے اور طریقہ اخفصا
کیا اور اب ہم بیان وجد اور وجود اور تواجد انکے میں باب مترتب کرتے ہیں بتوفیق اللہ

پانچ بیان وجد و جو اور تواجد غیر ہیں

جان کہ وجد اور وجود مصدر ہیں اول بمعنی اندوہ کے اور دوسرا بمعنی پانی اور یافت
کے ہے اور فاعل دونوں کا ایک طرح پر ہے جو مصدر کے فرق انکے درمیان میں نہیں کر
کتے ہیں وَجَدَ يَجِدُ وَجُودًا وَوَجَدَ اَنَا اَلْخُ اور مراد گروہ باشکوہ حضرات صوفیہ
رحمہم اللہ کی وجد اور وجود سے اثبات کرنا وصال کا ہے جو انکو حالت سماع میں ظاہر
ہوتے ہیں ایک حال انہیں سے مقرون اندوہ کا ہوتا ہے اور دوسرا موصول یافت
اور پانے مراد کا اور حقیقت اندوہ کی گم کرنا محبوب کا اور منع ہونا مراد سے ہے اور حقیقت
یافت کی حاصل ہونا مراد کا ہے الخ اور یہ تمام تغیرات سب صفت طالب کی ہے اور حق
متغیر نہیں ہوتا ہے اور کیفیت وجد کی عبارت میں نہیں آسکتی کیونکہ وہ الہم ہے اندر
معائنہ کے اور الہم کا بیان قلم نہیں کر سکتا پس وجد ایک راز ٹھہر کہ درمیان طالبان
اور مطلوب کے ہو اور بیان کشف اسکے کا غیبت ہے اور کیفیت وجود کے ساتھ نشان
اور اشارت کے درست نہیں ہوتی کیونکہ وہ ایک طریقہ حالت مشاہدہ میں اور طریقہ

مطلب میں نہیں پاسکتے ہیں وجود ایک فعل اور حیات شیر محبوب اور پرہیزگاری کا ثبات
 حقیقت اور سکی سے معزول ہو اور نزدیکی میرے وید ہونہا الم کا ہر دنگو یا فرمت سے
 یا سچ سے یا نسبت یا طرب اور وجود ظاہر کرنا فہم کا ہر دل سے اور ہر صداقت مردوں کی
 اور صفت واجب کی یا حرکت پاکر ناہو اندر جوش شوق کے ہر اندر حالت محاکا ہو کر
 کرنا ہر اندر حال مشاہدہ کے ہر حالت کشف میں ہو ناہو یا سہ مشی ہو یا آواز ہو یا ہائے
 ہائے کرنا یا آہ آہ کرنا ہی یا پیش ہو یا طیش ہو یا کربت ہو یا طرب ہو اور مختلف میں ستائش
 اس میں کہ وجد حاضر اور کامل تر ہو یا وجود ایک گر وہ نے کہا کہ جو جو صفت مریدوں کی
 ہو اور وجد نعت ہو مارفون کی اور جو کہ درجہ مارفون کا مرتبہ بلند تر ہو تو چاہئے کہ
 اسکا بھی اوس کا ملکہ ہو کیونکہ جو چیز کہ یافت میں آسکے وہ مرید اور منہوم ہو گئی
 ہو اور ان میں یہ صفت جنس ہو کیونکہ یہ تقنی ہے حد کو اور خدا میں تائید منہوم ہو جس
 وہ جو بندہ نے پایا ہی بجز مشرب کے نہیں ہو اور وہ جو نیایا اسکا طالب اور اس میں
 منقطع ہو اور طلب او سکی سے عاجز واجب حقیقت او سکی سے ہو ناہو اور ایک گر وہ نے
 کہا کہ جو وجد حریف مریدوں کی ہو اور جو وجد تخت ہو محبوب کا جو بلند درجہ ہیں مرید
 اور آرام پا نا ساتھ تخت کے تا سبب حریف سے جو طلب میں ہو اور معنی ظاہر ہو گا بجز
 اس حکایت کے حکایت کہ ایک روز حضرت شبلی رحمہ اللہ عین غلبہ حال اپنے میں
 نزدیک حضرت جنید رحمہ اللہ کے گئے تو انکو اندر و گین پایا اور پوچھا کہ یا شیخ کیا حال
 ہو حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں طلب وجد یعنی جو کوئی کہ طالب ہو اوہ واجب
 ہوا تب حضرت شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جو واجب ہوا وہ طالب ہوا پھر شاخ
 نے بہن کلام کیا کہ اوں ایک اولی نے نشان وجد کا بیان کیا اور اوں دوسرے نے

اشارہ طرہ وجود کے فرمایا اور نزدیک ہمارے قول حضرت جنید کا معتبر اس واسطے کہ جب
 بندہ نے نہ پہچانا کہ عبود اور اس کا جنس اور کسی سے نہیں ہو تا اندوہ اور اس کا دراز ہو گا اور
 اسکی تحقیق کچھ اول ہی مذکور ہو چکی ہے اور اتفاق ہو مشائخ رحمہ اللہ کا اسپر کہ سلطان
 علم کا قوی تر ہو سلطان وجد اس واسطے کہ جب قوت سلطان وجد کو ہوتی ہو تو صاحب
 اس کا یعنی واجہ محل خطرین ہوتا ہو اور جبکہ قوت سلطان علم کو ہوتی ہو تو موصوف اور
 یعنی عالم مقام امن پر ہوتا ہو اور مراد اس تمام سے یہ ہے کہ تمام احوال میں چاہئے کہ طلب
 نتائج ہو علم اور شرع کی کیونکہ اگر وجد سے مغلوب ہو تو خطاب تکلیف باتار بیگا اور جبکہ
 خطاب گیا تو ثواب اور عذاب جاتا رہیگا اور جبکہ بینہ جاتی رہی تو کرامت اور اہانت جاتی
 رہیگی اور یہ ہوتا تو حکم اس کا جنونین کا ہو گا نہ کہ اولیا اور مرقبین کا اور حقیقت کہ
 سلطان علم کا غالب ہو گا اور سلطان وجد اور حال کے تو بندہ کشف اوامر اور نواہی
 میں ہو گا اور سر پر وہ عزت میں مذکور اور ہمیشہ مذکور ہو گا پھر اگر سلطان حال کا
 غالب ہو گا سلطان علم پر تو بندہ حدود شرعی سے خارج اور خطاب سے محروم رہیگا
 تو یہ تمام نقصان کا بنی لیکن یا معذور ہو گا یا مغرور ہو گا اور بعینہ یہی معنی قول
 حضرت جنید رحمہ اللہ کے ہیں کہ فرمایا راستہ دو ہیں یا ساتھ علم کے ہو یا ساتھ روش کے
 وہ راستہ کہ ساتھ روش کے بغیر علم کے ہی اگر چہ نیک ہو مگر وہ بھل اور نقصان ہے
 اور راہ علم اگر چہ بے روش کے ہو مگر وہ عزت اور شرف ہی اور اسی سبب سے کہ حضرت
 بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کفر اہل بہت کا شرف ہی اسلام اہل مہینہ سے یعنی اگر
 اہل بہت پر کفر اور کفران صورت نہیں پکڑتا لیکن اگر تقدیر اور فرض محال کر میں تو اہل
 بہت باوجود کفر کے کامل تر ہونگے اہل مہینہ یا ایمان سے اور حضرت جنید رحمہ اللہ نے حضرت

شبلی رحمہ اللہ کو فرمایا کہ شبلی سکرانے اور اگر افاقہ پاوے اپنے سکر سے نکلے تو امانت
 نفع اور افاقہ کے ہی اور شہوت سے حرکات میں کہ حضرت جنید اور محمد بن سریق اور
 ابوالعباس بن عطار ایک جگہ جمع تھے تو ان نے بیت پڑھی اونہوں نے وجہ کیا اور
 حضرت جنید ساکن خاموش تھے اُسے کہا کہ یا شیخ آپ کو اس سماع سے کچھ عہد نہیں ہے
 تو اپنے ہیمہ آہ پڑھ سنائی و تروی الحبال تحسبھا جگہ دعا و حقیر مر الحاکم یعنی
 باوجود تواجہ کے تکلف ہی کرنا وجد کا اور یہ مرض کرنا انعام اور شواہد حق تعالیٰ کا
 تبادیل اور اندیشہ ایصال اور روش مروون کا اور ایک گروہ معاملہ راگ بین
 پیر و رسم کے ہیں کہ اونہوں نے تقلید کی جو ساتھ حرکات ظاہری اور ترتیب رقص
 اور تزئین اشارات اونکے کی اور یہ محض حرام ہے کہ مراد انکی اوسین طلب کرنا احوال اور
 وجہ انکے کا یہ نہ حرکات اور رسوم کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 نے فرمایا کہ من تشبه بقوم فهو منهم اور یہ بھی فرمایا اخاف انتم القرآن فابکوا
 فان لہ تبکو فتابا کو یعنی جبکہ تم تلاوت کرو قرآن مجید کی تو روؤ اور گریہ کرو اور
 اگر رونانا آوے تو جب تک روننا کرو اور یہ خبر ناطق اور ابارت دینے والی ہے سماع
 ہونے تواجہ یعنی بتکلف وجہ کرنیکو اور اسی سبب سے اوس بوڑھے پر نے کہا ہے کہ میں
 ہزار فرسنگ تک جوت پر جاؤنگا باین امید کہ شاید ایک قدم ہی اوسین سچا پڑے اور
 کلام اس بابین زیادہ اس سے ہی لیکن مجھے اس قدر پر کفایت کیا وباللہ التوفیق

باب بیان مقصود میں او جو متعلق اسکے ہے

جان کہ اندر شریعت اور طریقت کے رقص کی کچھ اصل نہیں کیونکہ یہ ایک لہو ہے اور تاتر

تمام عقلا کے اگر رقص جدا اور قصہ سے ہو اور اگر رقص نہل سے ہو تو لغوی اور کسی منشاچ
 رحمہ اللہ سے اسکو بھلا نہ کہہ جاؤ اور اس میں غلو نہیں کیا ہی اور جو اثر کہ مشغولی بہر قی لوگ سہل
 ملائے ہیں تمام باطل ہیں اور جو کہ حرکات و جد کے اور معاملات اہل تواجد کے اسکی شکل
 اور مانند ہیں تو ایک گروہ اہل نہل نے انکی پیروی کی اور اس میں نہایت کو پہنچی
 اور اسکا ایک مذہب بنالیا اور بیٹے عوام میں سے ایک گروہ کو دیکھا ہی کہ اونکو یہ
 گمان تھا کہ مذہب تصوف کا بجز اسکے اور کچھ نہیں ہے اور اسکو ہاتھ پر رکھ لیا اور
 ایک گروہ نے اسکی مہل کا انکار کیا ہی خلاصہ یہ کہ رقص کرنا شرعاً اور عقلاً برا ہی تمام لوگوں
 سے اور محال ہے کہ افضل لوگ اسکو کریں لیکن جبکہ دل پر پیدا ہوا اور خفقان اوپر سر
 سلطان وقت کے غالب ہوا تو وقت نے قوت پکڑی اور حال نے اپنا اضطراب پیدا
 کیا اور ترتیب رسوم کی جاتی رہی اور وہ اضطراب جو پیدا ہوا تہانہ تو رقص ٹھیرا
 اور نہ بازی اور نہ طبع پروری کیونکہ یہ مقام گداز کا ہی اور بہت دور ہی طریق
 صواب سے وہ شخص کہ اسکو رقص کے اور یہ ایک حال ہے کہ ساتھ نطق اور گویائی
 کے اسکی راہ کسی پر بیان نہیں ہو سکتی من لہ یزق لایدرہی النظر فلا حداث
 اور فی الجملہ نظارہ کرنا نوع کا اور محبت رکنا ساتھ انکے مخلوق ہی اور جائز کہنے والا
 اسکا کافر ہے اور جو کچھ کہ آثار سے اس میں نقل کرتے ہیں وہ بطلان اور جہالت ہے
 اور بیٹے دیکھا ہی ایک گروہ کو یہ حال ہے کہ وہ بسبب تمہت اسکی کے اہل اس طریقت ہی
 منکر ہوئے ہیں اور چھٹے دیکھا ہی کہ اسکا ایک مذہب ٹھیر لیا ہی اور مشایخ رحمہم اللہ
 نے اسکو آفت جانا ہی اور اہل مذہب حلو یہ سے یہ اثر لگیا ہی کہ جو در بیان تصوف
 کے باقی ہی و اللہ اعلم بالصواب

باب بیان کپڑا پہاڑنے اور تہمت کرنے اور کئے میں

جان کہ پارہ کرنا جائزہ کا در بیان اس طائفہ کے مقتدا ہی اور بڑے بڑے مجامع اور
 مجامع میں کہ جہاں بڑے بڑے مشایخ حاضر تھے یہ کیا ہے اور بیٹے ایک گروہ ملک اور
 جو کہ وہ اسکے منکر تھے اور کہتے تھے کہ جہاں نہیں جو کہ کپڑا اور دست اور سلامت کو کپڑے
 نکلنے کرین کہ یہ فساد ہی اور محال جو کہ ایسے فساد کو کہ غرض اور مرا و اس سے صلح ہو
 صلح سمجھیں اور تمام لوگ جائزہ دست کو پہاڑتے ہیں اور پارہ پارہ کرتے ہیں اور
 پہریتے ہیں جیسے کہ آستین اور تنہ اور کلی اور حجب ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں
 اور پہریتی کراد کو درست کرتے ہیں اور کپڑے فرق نہیں جو امین کہ مثلاً ایک کپڑہ کے
 ٹکڑے کرین اور پہریتی لین یا کپڑے ٹکڑے کرین اور پہریتی لین یا جو دامن یا کپڑے ہر ٹکڑہ اور پارہ میں راست
 پہنچا ناول ایک سو من کا ہی اور پورا کرنا حاجت او کی کا ہی کہ او شکا بیوند کرے اور
 ہر چند کہ کپڑہ پارہ کیا اسکی مہل و طہارت میں نہیں ہی اور البتہ حالت سماع اور حجب اور
 مجمع میں یہ نہ چاہئے کہ بجز اس طرح کے نہیں ہی ہاں اگر سننے والا مغلوب ہو ایسا کہ خطا
 تکلیف اوس سے اوٹھ جاوے اور وہ خود ہی بخیر محض ہی جاوے تو یہ شخص معذور ہی اور
 جبکہ ایک شخص کو ایسا حال پیش آوے اور واقع ہو تو اگر پہر ایک جماعت بھی او کی وقت
 سے کپڑے پہاڑیں تو روا ہی اور تمام کپڑہ پہاڑنا اہل اس طہارت میں میں قسم پر ہو کہ
 یہ کہ درویش خود پہاڑے اور یہ وقت اور حال سماع میں ہوتا ہی کہ ساتھ حکم غلہ
 کے کرنا ہی دو دوسرے یہ کہ جماعت اور اصحاب بسبب حکم پیری اور وقت ای کے او کا
 پارہ کرین کوئی بسبب استغفار جرم کے اور کوئی بسبب حالت منکر کے جو حد میں

اور تیسرے یہ کہ سماع میں پارہ کرین اور یہ شکل تہی اور دو صورت پر ہی ایک یہ کہ
پٹا ہوا کپڑہ ہو اور دوسرے یہ کہ بغیر پٹا یعنی درست ہو تو پیٹے ہوئے کپڑے کے پہاڑ
میں دو چیزیں شرط ہیں یا اسکو ہر سیامین اور اسکو ہر دیوین یا درویش دوسرے
کو دیوین اور اٹھارہ کرین یا واسطے ہنر کے پارہ پارہ کرین اور آپس میں تقسیم کرین
اور جو درست کپڑہ بغیر پیٹے ہوئے کو پہاڑتے ہیں تو ہم دیکھیں گے کہ غرض اور مراد
اوس درویش سننے والے کی کہ جسے کپڑہ ڈالا اور گرایا ہی کیا تھی اگر قوال مقصود ہے
تو قوال کو دینا چاہئے اور اگر جماعت مقصود ہے تو جماعت کو دینا چاہئے اور اگر بغیر
مراد اور ارادہ کے درویش نے کپڑہ ڈالا ہے تو اسکا حکم موقوف اس کے پیر و مرشد پر
ہی جیسا وہ ارشاد کرے یہ عمل میں لاوے یعنی اگر جماعت کو دلو اوے تو اسکو پہاڑ
اور پارہ کرے اور اگر ایک کو تو یعنی بغیر پہاڑے اسکو دیکو اور یا قوال کو تو علی بن ابی القیا
پس قوال مراد درویش کی ہو تو موافقت اصحاب کی شرط نہیں کیونکہ یہ جامہ نہ ساتھ
اہل کے ہوتا ہے کہ درویش نے اپنے اختیار سے دیا ہو یا ساتھ اضطرار کے تو دوسرے کو
اس میں کچھ موافقت نہیں ہے پس اگر مراد جماعت ہی یا بغیر مراد کے جدا ہوا ہی تو بھی موافقت
کرنا شرط نہیں ہے اور جبکہ موافقت کرے تو پیر کو نہ چاہئے کہ قوال کو جامع درویشوں کا
دیوے لیکن روا ہے کہ کسی محب پرانین سے فدیہ اسکا کرین اور کپڑے ساتھ دینا
کے پیر دیوین اور تمام پہاڑین اور آپس میں تقسیم کرین اور اگر کپڑا حالت غلبہ میں گرا
ہی تو مشایخ رحمہ اللہ کا اس میں اختلاف ہی اکثر کہتے ہیں کہ قوال کو وہ دینا چاہئے اور پیر
قول جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کہ فرمایا من قتل قتیلہ فلا
سلبہ یعنی جامہ اور لباس مقتول کا حق قاتل کا ہی اور اگر وہ کپڑہ قوال کو نہ دیا

تصہر نہ کرے اور اسکو ساتھ اس نیت کے نہ آزمائے کہ اس میں پریشانی اور بے برکتی
 بہت ہوتی ہو آزمائش کر نیوالیکو اور چاہے کہ قوال اگر خوش پڑے تو اسکو یہ نہ کہے
 کہ تو خوش پڑتا ہو اور اگر ناخوش پڑے یا کوئی شغرا موزون کہے کہ جس سے طبیعت کو
 پریشانی ہو تو یہ کہے کہ بہتر پڑ ہو یا اچھا کہو اور ساتھ دل کے اور شخص صدمت نہ کرے بلکہ
 قوال کو درمیان میں نہ دیکھے حوالہ ساتھ حق کے کرے اور ساتھ راستی کے سنے اور اگر
 کوئی گروہ سماع میں ہو اور اسکو اس سے نصیب نہ تو شرط نہیں ہو کہ ساتھ اپنے صحابہ اور بیادری
 کے اونکے سکریں دیکھے اور چاہے کہ طرف وقت کے نیاز مند ہو اور سلطان وقت کی
 تمکین کرے تاکہ برکات اسکی اسکو پہنچیں اور میں کہ علی بن عثمان الجلیالی الغزنوی
 ہوں یہ دوست رکھتا ہوں کہ مبتدیوں کو واسطے سماع کے نہ چھوڑیں تاکہ طبیعت
 انکی شوریدہ نہ ہو کہ اس میں خطر ہائے عظیم ہیں اور آفت اسکی بڑی ہو کہ عورت چھوٹی سے یا
 اور کسی جگہ سے درویشوں کو دیکھیں حالت سماع انکی میں کہ اس سے سننے والوں کو حجاب
 سخت واقع ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی نوعمر انکے درمیان میں ہو اور بعد اسکے کہ جمال
 متصوفہ نے اس سبکو مذہب بنا لیا ہو اور راستی کو درمیان سے اوٹھا دیا ہو اور میں
 استغفار کرتا ہوں اور میں کہ جو مجھ پر گذرے اس قسم کی آفتوں سے اور مددگاری چاہتا
 ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ ظاہر اور باطن میرے کو آفات سے نگاہ رکھے اور وصیت کرتا
 ہوں ساتھ رعایت کرنے حقوق اس کتاب کے الخ یہاں تک تمام ہوا ترجمہ کتاب کشف المحجوب
 کا جو تحقیق سماع اور الحان اور وجد اور تواجد اور رقص وغیرہ لواحق اسکے میں ہے

واللہ الموفق

(کتاب ہدیۃ السنی ترجمہ ہدایۃ الاعلیٰ ہے)

باب سوانح و جماع او اور اسکی حقیقت کے بیان میں

اسے عرض ہے میں سو فیوگیا اختلاف ہو لیکن میں جو اصل جو بیان کرتا ہوں کہ وہ وہ ہے
وہ بعد و سماع منع ہر ایک از روئے طریقت اور حقیقت کے اور وہ سب از روئے شریعت کے ہو رہے
مانندت کی از روئے طریقت اور حقیقت کے ہر وہ یہ ہر کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ
وما الحیوة الدنیا الا لعب ولغو یعنی دنیا کی زندگی تو یہی ایک کھیل اور بازی ہے
اور وہ یوانون کی ہر اس آیت شریفہ میں جو زندگی کہ نبوی مطابق حکم خدا و رسول کے
گذرے اور سکو تو کھیل اور بازی فرمایا پس جو عمر کہ خلاف شرع اور گناہ میں گذشت
قیاس کرنا چاہئے کہ وہ کیا ہوگی ظاہر ہے کہ بلا شک بد اور مذموم ہوگی چنانچہ امام
مفتی امام اعظم رحمہ اللہ نے کہ جبکہ اجتہاد کے چراغ جہان میں ہی فرماتے ہیں

فاھا شر اھا شر اھا
منعنی عفتی من ان امر اھا
لعل اللہ یرزقنی صلاھا

صرفت العہد فلعہ ولعب
من خیرت ان الشمس انشی
احب الصالحین ولست منهم

تو لازم ہو کہ آدمی اپنی زندگی میں متابعت میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے اقوال اور احوال اور خلفاء راشدین اور صحابہ اور تابعین کی پیروی میں بسر کرے
اور جو قول اور فعل انکے خلاف ہو اور سکو شیطان جانی جانے نہ رحمانی و بعد و سماع تو صریح
مخالفت انکے ہو اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفائے اور
صحابہ اور تابعین نے وہ بعد و سماع نہیں کیا اور اسماء کی انکی طرف نسبت کرنا کفر ہے
فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے ناچار قص کرنا ایسا بڑا گناہ ہے کہ اسکے برابر کوئی گناہ نہیں

اے عزیز و جدا و سکو کتے ہیں کہ سالک کی واسطے ایک نیا حال ہے۔ اب ترقی حالات کے ساتھ اور سماع و سکو کتے ہیں کہ اس راہی کے سننے سے ایک حال اور الہام ربانی پیدا ہو و جدا و سماع جہاں نے ناچنے گانے کا نام رکھ لیا ہے۔

رقص میں ہوتا اگر وصل خدا	تو یہ سب رقا ص ہوتے اولیا
راہ کاٹی ہو تری شیطان نے	جاتا ہے قہر میں فضل خدا

واضح ہو کہ جس شخص کو سیر الی اللہ اور سیر مع اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر باللہ حال ہو اور سکا جسم جنبش نہیں کرتا ہو استغراق اور قوحید اور معرفت اور شاہدہ اور تجلیات میں جسم کی حرکت حرام ہو سالک کو چاہئے کہ استغراق کے وقت شرع کی قید میں مقید رہے کہ استغراق اور سکا خوب مستحکم ہو جائے چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حالت استغراق اور شاہدہ اور تجلیات میں نماز میں مشغول ہوتے تھے یا صحابہ کی نصیحت میں یا ازواج مطہرات کی صحبت میں اس واسطے کہ استغراق میں حدود اللہ کے خلاف کوئی بات نہ ہو جاوے۔

جوش میں آتا تاج و دیار راز	جلد ہو جاتے تھے مشغول نماز
گاہ فرماتے ارحنا یا بلال	تا کہ بے تنگی نہ یہ دل پر خیال
گاہ فرماتے تھے وہ عالی مقام	یا حمیرا کچھ کر و مجھ سے کلام
دل تھا او کا ایک دریا شگرت	جوش کرتا ہے بہت دریا اثر و

اصل یہ بات ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی صفات صائغ البصائر و صائغ کفی ہے دنیا میں شاہدہ اور استغراق اور تجلیات کی حالت میں کب بائل طرف خلاف حدود اللہ کے ہوئے حدیث میں آیا ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

تمام رات سر ہیکلے استغراق میں رہتے تھے اور یہی رات کی وقت ایک آہ کرتے جس کو مطلق
حرکت نہیے اس واسطے کہ اسرار محبت و ملیح نگاہ رکنا کمال محبت ہو اور حوصلہ اور جس سے
وسیع ہوتا ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ ابو بکر کی بزرگی
کثرت صوم و صلوٰۃ سے نہیں ہو بلکہ جو اسرار الہی کہ ان کے دل میں ٹھہرا ہوا جو اور وہ
اسرار علیہ محبت خدا کا باعث ہو ان کے سبب افضل ہیں کہ جو سوار علیہ محبت خدا تھا
نے پیغمبر علیہ السلام کے سینہ مبارک میں ڈالا تھا وہ سب اپنے ابو بکر کے سینہ میں ڈالا
فرمایا ہی پیغمبر خدا نے اس طرح پر اور شیخ عطار رحمہ اللہ نے نظم کیا ہو اور یہی شیخ بوعلی
نے فرمایا ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسرار الہی سے ایسے مالا مال تھے کہ ایک روز
ایک کنواں جنگل میں تھا اس کو نوین سے ایک اسرار الہی میں سے بیان کیا تو بانی
اور کاسبانوں ہو گیا اور اسرار الہی کے سننے کی تاب نہ لایا اس بیان سے غرض یہ
ہو کہ اگر رقص و وجد سے اسرار الہی منکشف ہوتے تو یہ حضرت ضرور رقص و وجد فرما
سکتے و ضبط نہ فرماتے شیخ نجم الدین رازی نے مرصاد العباد میں یہ مضمون فرمایا ہے
اگر کسی بزرگ سے جسم کی حرکت ظاہر بھی ہوئی تو ابتداء حال میں ہوئی نہ انتہا میں
جیسے آدمی کے تین حال ہوتے ہیں طفلی جوانی پیری ایسے ہی سالک کے ہوتے ہیں
ابتداء و وسط و انتہا اگر کسی سے ابتداء یا وسط میں حرکت جسم کی خلاف شرع ظاہر بھی
ہوئی ہو اس کا کیا اعتبار اس واسطے کہ وہ حکم طفل کا رکنا ہو کسی بالغ طریقت اور
مستی سے حرکت مخالف احوال حضرت رسالت پناہ اور خلفاء راشدین کے نہیں ہونے
مستند ہی اور متوسط تو مانند آب و دریا کے جوش و خروش کرتے ہیں بوجہ حب من
عرف اللہ طاکال لسانہ اور مستی سالک خموش رہتے ہیں موافق من عرف اللہ

کل لسانہ کے اوکو جسم کی حرکت نہیں ہوتی ہوا اپنے آپ میں مستغرق ہو کے گونا گویا
 اسرار پاتے ہیں **نقل** ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن نوری ایسے اپنے آپ میں مستغرق ہوئے
 تھے کہ بال تک جنبش نہ کرتا تھا کسی نے پوچھا کہ یہ کس سے سیکھا فرمایا کہ بتی سے کہا کہ سطر
 فرمایا کہ بتی جو ہے کیواسطے ایسی ہیئت ہو کہ اپنے ظاہر اور باطن کو واسطہ بالکل رجوع
 کرتی ہو اور حرکت جسم کی نہیں رہتی ہوا اور اپنے آپ کو فراموش کرتی ہو اے صوفیان
 ناقص الحال بتی سے تو کم ہونا نہ چاہئے اپنے آپ میں ایسے فرو ہو جاؤ کہ ظاہر باطن کو
 فراموش کرو اور اپنے حجرہ دل کی پاس پانی میں رہو اور جو اسرار آتی ہو اسکو مخفی
 رکھو کہ افشاء راز کفر ہے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے افشاء
 الر بوبیۃ کفر **نقل** ہے کہ ایک روز حضرت رابعہ بصری کے پاس ایک صوفی
 بیٹھا تھا اور رابعہ توحید کا اور حجاب کا بیان فرماتی تھیں صوفی رونے لگا حضرت
 رابعہ نے منع کیا کہ اے صوفی اگر یہ قطرہ اشک کے تیرے دلمین رستے تو دریا ہو جا
 اب ضائع ہو گئے اور کچھ مفید نہوئے ایک شخص نے حضرت رابعہ سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت
 کرو کہنا کہ جو تیرے دلمین ہر حالات اور واقعات سے اسکو باہر نہ لا اور جو کچھ تیرے
 باہر ہے معاش کی تنگی وغیرہ کا غم و فکر اسکو دخل نہ دے **نقل** ہے کہ ایک مرد نے بشر
 حافی سے وصیت چاہی فرمایا کہ محبت خدا تعالیٰ کی حاصل کر اسواسطے کہ آدمی کی زندگی
 محبت سے ہی آوس آدمی نے پھر کہا کہ اس سے اور کچھ زیادہ فرماؤ شیخ نے فرمایا کہ جب
 محبت خدا تعالیٰ کی حاصل کی تو نے تو اسکو ایسا پوشیدہ رکھ کہ کسی مخلوق کو خبر
 نہو پھر اسنے کہا کہ اور کچھ زیادہ فرماؤ شیخ نے فرمایا کہ اس طرح خدا کی محبت کو یہاں
 رکھ کہ گو یا حق تعالیٰ کو بھی خبر نہو یہ مبالغہ شیخ کا تاکید تھا کہ محبت کے اخفا میں کثرت

کہ تجلیات اور شاہدہ اور قرب حق ہی ظاہر ہوگا الحاصل اول سے آخر تک مشق کو ختم
 نیستی کی زمین میں پوشیدہ اور اسکی بیخ کو قواعد شریعت میں محکم رکنا ساک کی واسطے
 فرض ہے تم جعلناک علی شریعت من الامم فاتبعها ولا تتبع اهلواء الذین لا یعلمون
 سے بھی مراد ہی اسے عزیز اگر صوفیہ کا احوال ابتدا اور واسطہ اور انتہا کا شرح بیان
 کیا جاوے تو کتاب دراز ہوتی ہی عارف کامل خود معلوم کر لیا جائے اور مختصر یہ ہے کہ
 صاحبان حال کے دو وظائف ہیں ایک صاحب تکمیل اور ایک صاحب تلویں صاحب
 تکمیل کو جب قدر استغراق اور توحید اور معرفت اور عشق اور حالت زیادہ ہو
 اوستی در ہوش اور عقل زیادہ تر ہوتی ہی آواز کوئی قول اور فعل خلاف شرع
 نہیں ہوتا ہی انبیاء علیہم السلام اور خلفاء راشدین اور صحابہ اور تابعین رضوان
 تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی حال تھا خواجہ محمد یار سار حمد اللہ نے اپنے رسالہ قدسیہ
 میں فرمایا ہے کہ اس مرتبہ بے صفتی کا کمال جناب رسالت تاب صلی اللہ علیہ وآلہ و
 اصحابہ وسلم کو ہی اور جلیلہ انبیاء علیہم السلام علی قدر مراتب اسی خرمین کے خوشہ چین ہیں
 اور آپ ہی کی مدد سے انکے درجات کی ترقی ہی اور مقام محمود کہ آپکے واسطے
 مخصوص ہے اس مرتبہ کا کمال ہی اور اس مرتبہ بے صفتی کی خاصیتوں میں سے ایک یہ
 ہے کہ اس مرتبہ والے کو تکمیل و قرار ہوتا ہی اضطراب و اضطراب نہیں ہوتا اصحاب تلویں
 کے کہ مقام تکمیل سے نیچے کا درجہ ہی بھی دو وظائف ہیں ایک اصحاب صحو ایک اصحاب سکر
 اصحاب صحو کو اجتہاد و معرفت اور علم الہی میں کبھی خطا ہی واقع ہو جاتی ہی اور وہ
 خطا عذر تقصیر سے حق تعالیٰ معاف فرماتا ہی اور شرف الہام سے مستفاد ہوتے ہیں
 اور خطا کو خطا اور صواب کو صواب جانتے ہیں اور انوار کے رنگوں کی طین مائل

رہتے ہیں اور نوران میں تمیز نہیں کر سکتے ہیں بے الہام حق تعالیٰ کے کہ نور تجلیات
 رحمانی ہو اور نار تجلیات شیطانی جیسے الہام اور وسوسہ قریب قریب ہیں ساکنین
 نے فرمایا ہے کہ اصحاب تکین کیواسطے مشاہدہ ذات کا ہونا ہی اسواسطے و و آرام برکات
 میں ہیں اور اصحاب ملوین کیواسطے مشاہدہ صفات کا ہونا ہی اور صفات حق تعالیٰ
 کے مختلف ہیں اسواسطے ان کے احوال بھی مختلف ہوتے ہیں اور اپنے مال میں منظر
 ہوتے ہیں اسواسطے کہ متوسط ہیں ابھی منتی نہیں ہوئے ہیں اور اگر ان سے کوئی بات
 خلاف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحاب وسلم اور خلفاء راشدین کے
 ظہور میں آئے اور اسکا اعتبار نہیں اور ان کے مشاہدہ کا حال مفتاح الغلاب میں
 ذکر کی فصل میں مرقوم ہے اصحاب سکر کے بھی دو حال ہیں ایک حالت رحمانی اور
 ایک حالت شیطانی حالت رحمانی وہ ہے کہ استغراق کے حال میں اس کی کبھی نہ
 فعل ظاہر ہوتا ہے کہ عوام الناس کے نزدیک کفر ہوتا ہے چنانچہ حضرت بابر بیگامی تہ میں سرہ
 سے سبحانی جہا اعظم شاکفی ظاہر ہوا کیفیت اس طرح پر تھی کہ حضرت بابر بیگ کیواسطے
 ایک ایسی حالت پیدا ہوتی تھی کہ اسوقت وہ زمین میں حجرہ کے برابر ہو جاتے تھے
 اور آپ سبحانی جہا اعظم شاکفی فرماتے تھے جب ہوش میں آتے تھے تو بہتور اصلی
 ہو جاتے تھے نزدیک نئے شیخ سے اسہان کا اظہار کیا شیخ نے فرمایا کہ جسوقت میری زبان
 سے ایسا کلام نکلے تو مجھ کو قتل کرنا ورنہ میرا گناہ تمہاری گردن پر ہی جسوقت شیخ کا ہر وہی
 حال ہوا میری زبان نے تلوار میں چھریاں مارنا شروع کیا شیخ پر کچھ اثر نہ ہوا جب شیخ
 ہوش میں آئے مریبون نے حقیقت حال بیان کی شیخ نے فرمایا کہ اگر اسوقت مجھ کو اور
 تو البتہ مجھ پر اثر کر گیا کہ اسوقت میں بابر بیگ ہوں اور اسوقت میں تمہارا وہی کوئی

کہنے والا تھا چنانچہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی واسطے ابتداء نبوت
 میں درخت سے راہ ڈالنے والا تھا کہ رب العالمین ظاہر ہوا اگر بایں یہ سے سجانی ما اعظم
 شافی ظاہر ہوا کیا عجیب اور یہ حال ابتداء میں تھا اور سکا کیا اعتبار کہ مبتدی مانند
 طفل کے ہی طفل سے ایسی چیزیں ظاہر ہوتی ہیں اگر مبتدی اور متوسط سے ایسا
 حال ظاہر ہو کہ تلوار کی ضرب اور سپر اتر کرے تو محدود رہے لیکن ناقص ہی ابھی بنتی نہیں
 ہوا سوال یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ حال ابتداء کا تھا جو آپ حضرت موسیٰ علی
 نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء نبوت میں درخت سے انوار دیکھتے تھے اور آخر نبوت
 میں جب رب امر فی انظر الیہکے حکم ہوا کہ ترانی احاصل ابتدا اور اوسط
 میں ایسے حالات ہوتے ہیں اور ابتدا کا حال بیان سے باہر ہو کوئی منتفی خلاف شرع
 نہیں ہوتا بلکہ حالت استغراق شیطانی میں کوئی قول اور فعل اوس سے مخالف شرع
 یا لہو یا لغو وقوع میں آتا ہی اور ان دونوں حالتوں کے نشان بہت ہیں یہاں
 کچھ بیان کئے جاتے ہیں کہ حالت شیطانی میں ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ وہ
 دال ہوتی ہیں ملحدی پر اور حالت رحمانی میں عذر تقصیر اور ندامت گناہوں کی
 اویستی اور حلم اور تواضع پیدا ہوتی ہو اور حالت شیطانی میں عجب اور غرور اور
 ریا اور حسد پیدا ہوتا ہی اور نفس کی خواہشوں میں مبتلا اور تنقید رہتا ہی حالت
 رحمانی میں ہی تعالےٰ اوسکا نگہبان اور محافظ ہوتا ہی اوس سے کوئی بات خلاف
 شرع استغراق اور غیر استغراق میں ظاہر نہیں ہوتی ہو جب اذالہ اللہ بعد
 عنہ الیضوۃ ذنب چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے معاملہ میں نگاہ
 رکھتا ہی تعالےٰ فرماتا ہو وَمَا أَكْبَرُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ

اَلَا مَا تَرٰ جِدَّ تَرٰ قِيَانًا تَرٰ قِي عَشْقُو شَرَّ الرَّسَّ جِيْم لے عزیز سالک کو استغراق سے
 چارہ نہیں ہوا اور وہ دو حال سے خالی نہیں ہوا غلبہ شوق سے یا شاہدہ اگر شوق
 کی وجہ سے ہو تو یہ مبتدی کا حال ہے نہ متبعی کا چنانچہ ایک بزرگ سے پوچھا کہ تم کو شوق ہے
 کہا نہیں کہا کیونکہ شوق نشان دوری کا ہے اور میں شاہدہ میں ہوں جسکو
 وصل کہتے ہیں اور میں مقام میں شوق حجاب ہوتا ہے اور سالک کی واسطے معرفت اور
 علم الہی کے عشق اور شوق سے ذات باری میں وہم و خیال باطل ہو جاتا ہے چنانچہ
 کہ مخالف شرع نہو کہ علم الہی حاصل ہو اگر استغراق شاہدہ کی وجہ سے ہو تو سالک کے
 واسطے بے حکم الہی کے حرکات و سکنات حرام ہے اور فلان امر کفر ہے

عشق میں ہر جس کی کو زندگی کفر ہر او میں نفس کو جہنم بنیگی

چنانچہ سب انبیاء علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ استغراق اور مشاہدہ میں
رہتے تھے اور ذرہ برابر خلاف امر حق نہیں کرتے تھے اور ظاہر و باطن میں اس کے ساتھ
اور محاسبہ اور مراقبہ میں ہوتے تھے حقیقی تر ہے کہ مراقبہ دو طرح پر ہی ایک مراقبہ موقت
اور ایک مراقبہ دائمی مراقبہ موقت وہ ہے کہ سالک اپنے آپ میں فرو ہو جاوے اور انوار
الہی حاصل کرے اور مراقبہ دائمی وہ ہے کہ تمام حرکات و سکنات میں خدا تعالیٰ کی رضا
محفوظ رکھے جس کام میں رضا سے حق ہو وہ کرے اور جہن میں خوار کرے چنانچہ حدیث قدسی میں ہے
یٰ کل ذی قلب منک مغفور سو الا عرض عنی وکل فعل منک معیوب سوا ذلک
نہوی لے عزیز حق تعالیٰ کی طرف سے جو مراقبہ ہی وہ ہے دو طرح پر ہی ایک یہ کہ اس
تعالیٰ آدمی کو نگاہ رکھتا ہی فنا کے تقرن سے موافق مضمون اس آیت کریمہ کے وہاں
اللہ علی کل شیء شہید و سر یہ کہ حق تعالیٰ دیکھتا رہتا ہی بندے کے اوس

فصل کو جبکا امر ہو اور نبی جو یسعی امر چوٹنے نہ پاوے اور نبی کرنے نہ پاوے پر مراقبہ
بندہ کی طرف سے تین طرح پر ہو اول یہ کہ آدمی ہر وقت اس بات کا ملاحظہ رکھے کہ
اللہ تعالیٰ ہمیشہ میرے اعمال کا حاضر ناظر ہو اور اسکا خمرہ صفت حیات ہی کہ بندہ کو حاصل
ہوتی ہو اس مراقبہ کا نام مراقبۃ المراقبہ ہو دوسرے یہ کہ آدمی اپنے قوائے ظاہری و باطنی
مستی و عقلی کی محافظت کرے اور جس چیز کی واسطے وہ پیدا کیا گیا ہو اسکی طرف سر نہ
ہو و سہ تیسرے یہ کہ اس طرح و لکھو غیر سے نگاہ رکھے کہ سوا حق تعالیٰ کے اس کے ولیین
ہرگز کوئی راہ نپائے اصل غرض مراقبہ سے یہی ہے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس
سرہ فرماتے ہیں اگر کوئی بندگی کا مزہ پائے اور وہ مزہ اسکا مطلوب ہو جائے تو وہ
اسکا عابد ہی حق کا عابد نہیں ہے اگر کسیکو ذوق اور حالت اور یقین اور معرفت اور
کشف و کرامت حاصل ہو اور وہ اسکا مطلوب ہو تو وہی اسکا عابد ہی نہ عابد ہی کا
شیخ الشیوخ شہاب الدین سروروی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص واسطے
حصول کشف و کرامت و خوارق عادات کے بندگی کرے اور اسکو حاصل کر لے تو اوپر
دنیا میں مزدوری پائی آخرت میں بے نصیب رہیگا اسے عزیز اگر دو نوں جہان
کی قدرت اور معلومات اور مفہومات اور جمیع انبیاء اور اولیاء کے عرفان خدا تعالیٰ
تجھ کو دے ہرگز راضی نہ ہو جو اسواسطے کہ کام اسکے سوا چنانچہ حضرت بایزید بستانی
قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اگر فرضاً قدس جبریل اور صوۃ آدم اور خلعت ابراہیم اور شوق
موسیٰ اور طہارت عیسیٰ اور محبت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم و
علیم جمیعین اور مقام جمیع انبیاء کے تجھ کو دین ہرگز راضی نہ ہو اور محبت اور حوصلہ
بڑھائے رکھے اسواسطے کہ کار اس سے برتر ہو اور کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہو کہ وہی چیز

تیرا حجاب جو لی اسنواسطے کہ یہ مقام وسیلہ مطلوب کا ہونہ عین مطلوب اور ظاہر
 کہ وسیلہ مطلوب کو عین مطلوب جانتا خود محبوبی ہوا انفسان کرنا چاہئے کہ جب ان
 کی طرف متوجہ ہونا اور انکا حاصل کرنا کہ یہ چیزیں مقام انبیاء اور اولیاء کی ہیں
 حالت روحانی اور روحانی ہیں محبوبیت تیسری تو حالت شیطانی کے حاصل کرنے اور
 متوجہ ہونے کا کیا حال ہوگا پس سالک کو خاتم النبیین اور خلفاء راشدین اور
 تابعین کی متابعت میں طریقت کی راہ چلنا چاہئے کہ شیطانی راہ کی نہایت ناکام
 اور حیرانی اور غرور اور تعصیب اور پشیمانی ہے چنانچہ امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی قدس سرہ
 فرماتے ہیں کہ سالک اپنی ہمت کو ایسا بلند رکھے کہ سوا خدا کے کسی کو اپنا مطلوب نہ
 محبوب نہ سمجھے اور کسی کی طرف گوشہ نظر سے بھی نہ دیکھے اگر فرضاً جمیع انبیاء کے مقام آ
 رو برو کرین اور سطرنگ گاہ نکرے اور حق تعالیٰ کو چھوڑے اور ہر مشغول ہو کہ
 حجاب ہو جائیگا خوش فرما گئے ہیں یہ اسرار حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ

جب آیا زخاص کو باعز و جاہ	دید یا محمود نے تخت و کلاہ
اور کہا تیرا ہی سب خیل و شتم	کہ بلند اپنی حکومت کا علم
چاہتا ہوں میں کہ تو شاہی کر	اپنا تابع مہ سے تا ماہی کرے
دیکھ کے حیران رہی ساری سپاہ	آنکھ میں بجی ہوا عالم سیاہ
کہتے تھے آپس میں اللہ سے غلام	یہ تیری عزت یہ تیرا احترام
لیکن اس ساعت آیا زہوشیار	رو رہا تھا اپنے اوپر زار زار
عجب یہ کہتے تھے کہ تو دیوانہ ہی	کیون تو اتنا عقل سے بیگانہ ہی
بادشاہ ہی تو نے پائی اسے غلام	پہر یہ رونا کس لئے ہوشاد کا

روکے یوں بولا یا ایا یا صفا	راز یہ تمپر نہیں ہرگز گسلا
دور جھکوڑا لٹا ہے بادشاہ	قرب سے اپنے یہ دیکر عروجاہ
ہو کے میں مشغول با فوج و سپاہ	دور پڑ جاؤں ز قرب بادشاہ
حکم میں میرے اگر ہو وے جہان	میں نہونگا دور شہ سے ایک آن
حکم کا تابع رہونگا روز و شب	لیکن اوس سے میں جدا ہوتا ہوں
جھمکو کب یہ کروں درکار ہے	جھمکو کافی شاہ کا دیدار ہے
ہے اگر تو طالب حق بانیاں	بندگی کر جیسے کرتا تھا ایاں
اے دروغ تو نہیں ہر مرد راہ	کسکو سمجھائیں بتائیں کس راہ

دوسری وجہ منع ہونے وجد و سماع کی از روئے شریعت کے یہ ہے کہ شرح مقاصد میں مذکور ہے کہ حلال اور خفیف جاننا اوس گناہ کا جو قطع دلیل سے ثابت ہو کفر و صلوٰۃ مسعودی میں مذکور ہے کہ مذہب اہل سنت و جماعت کا یہ ہے کہ بندہ گناہ سے کافر نہیں ہوتا ہے لیکن گناہ کو ہلکا اور سبک جاننے سے کافر ہو جاتا ہے اور گناہ کے حلال جاننے کا کیا حال ہو گا ایہ عزیز جو لوگ کہ فقیر کہلاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کا دم بہرتے ہیں اور راگ اور باجے سنتے ہیں تو یہ فرمائیں کہ کس سے سنائی کہ درویشان اہل صفہ کا یہ حال تھا اور یہ افعال تھے شاید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وقت میں یہ عشق و محبت نہ تھا ہاں یہ بات ہے کہ جسکی شیطان راہ مارتا ہے اوسکا یہ حال ہوتا ہے فرمایا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ جس نے راگ کو حلال جانا وہ منافق اور ملعون ہے اسوا سنے کہ راگ کیل ہے اور کیل حلال نہیں اور فرمایا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہ جس نے راگ کو حلال کہا وہ چاروں مذہب سے الگ ہو گیا فرمایا امام مالک رحمہ اللہ نے

کہ جسے راگ کو حلال کہا وہ منافق ہے سب است کے نزدیک اس واسطے کہ وہ راگ کہیل ہے
 اور سب کہیل حرام میں فرمایا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جو شخص راگ کو حلال کہے وہ کافر ہے
 اس واسطے کہ اس نے بیکار کر دیا حکم شریعت کو اور جو بیکار کر دے حکم شریعت کو وہ مؤمن
 نہیں ہوتا سب مجتہدین کے نزدیک اور نہ قبول ہوگی بندگی اوسکی اور مٹ جاویں گے
 بدلائیاں اوسکی اور طلاق ہو جائیگی عورت اوسکی اور فرمایا امام یوسف رحمہ اللہ
 نے جسے کہا راگ حلال ہے تو وہ کافر ہے اس واسطے کہ راگ شیطان کا کام ہے اللہ تعالیٰ کے
 فرمانے کے بموجب قالوا اجتنبوا بالحق ام انت من اللہ العجیب یہ سب اقوال تفسیر حلالی
 سے منقول ہیں اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کل طریقۃ
 رادھا الشریعة فهو من رداۃ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن یتبع غیرک لا سلام لہ
 فلو یقبل منه وهو فی الآخرۃ من الخاسرین فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے لو رايت
 رجلاً یمشی فی البحر ویطیر فی الهواء یدرک فرضاً من فرائض اللہ وسنة
 من سنن رسول اللہ فهو ملعون یعنی اگر تو دیکھے کسی آدمی کو کہ پانی پر
 جاتا ہے اور ہوا میں اڑتا ہے اور ایک فرض خدا تعالیٰ کے فرضوں میں سے اور ایک
 سنت رسول کی سنتوں میں سے ترک کرتا ہے وہ ملعون کیا گیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے ومن یعص اللہ ورسوله فان له کما یرید من غیر ما لہ فیما ابدانہ فکل
 ہے کہ شمس الائمہ حوالی سے پوچھا کہ جو راگ سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا خدا تعالیٰ
 کے پاس مرتبہ اور قدر ہے سچ کہتے ہیں کہ جو شہ آدھون نے یہ آید پڑ ہی افتخاری
 علی اللہ کذباً ام باہجۃ نقل ہے کہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ سے
 پوچھا کہ آپ سے استغراق توحید و معرفت کے حال میں کیوں نہیں حرکت و جدی ظاہر

میں آئی ہے آپس میں یہ آہ پڑھی و تری الجبال تحسبوا بحامدة و هم قمر الحساب
 یعنی تو دیکھو کیا قیامت کے دن پہاڑ و نکل جانے لگا کہ اپنی جگہ پر کھڑے ہیں اور حال
 یہ کہ وہ تو مانند ابر کے نہایت تیزی اور سرعت سے چلتے ہیں کہ انکی چال اور
 حرکت مظلوم نہیں ہوتی ہے یعنی انکے باطن میں ایسی حرکت ہے کہ دونوں جہان سے
 سوا ہر شخص اس میں ہوتی ہے اور حرکت جسمانی حرکت مذموم ہے مگر حجم کتابی کہ اس
 باب اور اس کے اگلے باب میں اور جہان کین اس کتاب میں لوگوں کی طرف کفر کی
 نسبت کی ہے اور اسکو دیکھ کے کسی خاص سلمان کو جس سے یہ کام سرزد ہوتے ہیں اور
 ہوں جہت پر کافر کہنا نہ چاہئے جب تک اسکی زبان سے کسی قطعی حرام کا حلال
 جاننا یا قطعی حلال کا حرام جاننا نہ ثابت ہو تو یہ امر موقوف نیت پر ہے اور ذلکا فعل ہے
 اسکا عالم حلال الغیوب ہے جسکو چاروں اماموں نے حرام یا حلال کہا اس کے خلاف
 عقیدہ رکھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور جو امر اختلافی حرام ہے اس کے حلال جاننے سے
 گنہگار ہوتا ہے کافر نہیں ہوتا کفر کی نسبت بڑی سخت چیز ہے اگر وہ شخص کافر نہ ہو تو یہ
 کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور یہ وجہ و سماع کا مسئلہ ایسا ہے کہ اسکی بعض قسم البتہ حرام ہے
 اور بعض اختلافی حرام اور بعض مباح ہے اسکو نہ مطلق حرام سمجھنا چاہئے نہ مطلق حلال
 سو وجہ کا حال یہ ہے کہ بناوٹ اور تکلف سے وجہ کرنا دنیا کی واسطے ریا کی راہ ہے
 حرام ہے اور جو بے اختیاری سے اللہ کے شوق میں ہوا سمن معذور ہے عوارف المعارف
 حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی میں اور احیاء العلوم حضرت امام محمد غزالی میں
 اسکی تفصیل موجود ہے توڑی سی یہاں پر لکھی جاتی ہے جو جاننا چاہئے کہ یہاں چار چیزیں
 ہیں تا جا راگ راگ گانیوالا اور سننے والا سو خالی با جاتا را کا ہوتا ہے یا نہ کا یا نہ

جیسے نقارہ بغیر راگ کے سب حرام ہے مگر دن اور تالی بجانا کہ امام شافعی کے یہاں نہایت
 ہے سو عوارن میں ہے کہ اسکا ترک بھی اولے ہے اور احتیاطاً ستر ہے کہ خلافت میں نہ پڑے
 اور لڑائی میں نقارہ بجانا مباح ہے اور راگ جبین کوئی باجا ہو اون باجون میں
 سے جنگا بجانا حرام ہے اور گانوا لا عورت جو ان یا امر ہو اور ایسے اشعار اور غزلیں
 ٹھمری ٹپہ خیال وغیرہ ہوں جہیں زلف و خال و خط کا ذکر ہو تہہ سب کے نزدیک حرام ہے
 اسی کو فقہ میں کہا کہ حرام ہے اور اسکی لذت لینا کہ حرمت کی تلخی دل سے جاتی رہے
 کفر ہے اور جبین باجا حرام ہو اور کوئی چیز ممنوعات شرعی سے نہ وہ بھی حرام ہے
 اس واسطے کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ جس چیز میں حرام و حلال جمع ہوں تو حرام کو
 ترجیح دیکر اس چیز کو حرام ٹھہراتے ہیں اور جبین کوئی باجا نہ ہو اور اسٹہ جل شانہ کی
 حمد یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کی مباح نعت اور دین کی باتوں کی تہ
 ہو اور سکومید یا شادی وغیرہ یا اور وقت کہیں کہیں سن لیتا مباح ہے اور اسکو بھی احیا میں
 لکھا ہے کہ عادت نکرے اور اپنے اوقات اکثر اہمین صہن نکرے نہیں تو سفیاء و مرد و زنانہ
 شیریں و بکا جسکو فقہ میں لکھا ہے کہ جو راگ کی عادت کرے اور مکی گواہی درست نہیں۔
 اس واسطے کہ لہو کا کام بار بار کرنا گناہ ہے اور جیسے صغیرہ گناہ
 اصرار ہے کبیرہ ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض مباح کام اصرار سے صغیرہ ہو جاتے ہیں اور
 جس آگ میں ہجو و وصل کے مضمون ہوں اور سننے والا عام آدمی ہو کہ اسکو دنیا
 کے معشوقوں کی طرف لیجائے وہ بھی حرام ہے عوارن میں لکھا ہے کہ جو راگ شہوت نفس
 کی راہ سے سننا جاوے وہ حرام ہے اور جو مباح طور پر سننا جاوے اپنی عورت یا شرعی
 باندہی سے وہ مشتبہ ہے کہ لہو میں داخل ہو گیا اور جو مشاہدہ حقانی کی راہ سے سننا جاوے

کہ اوسکو اللہ کی طرف لیجاوے وہ مباح ہی یہ حکم شریعت کی رستہ راگ کا ہے اور صوفیہ کرام
 نے کہ اپنے نفس کی بیماری کے حکیم ہیں نہایت احتیاط کر کے اور شرطیں مقرر کی ہیں کہ سننے
 والا ایسا ہو کہ اوسکو سوا خدا کے اور طرف خیال نہ جاتا ہو اور ہوکا ہو تو کمانا نہ کہاوے
 اور راگ سننے اور اہلوسن مجلس خالی ہو اور خلوت ہو کہ غیر کوا وسین دخل نہ ہو اور سوا اسکے
 شرطیں ہیں کہ اپنی جگہ پر نہ کورین ایک دن بیٹھے سید صفہ حسین صاحب سے کہ حضرت سرور
 جشتی رحمہ اللہ کی اولاد سے سرہند اور دہلی کے رہنے والے ہیں پوچھا کہ آپ جشتی ہیں اور
 راگ نہیں سنتے ہیں فرمایا اگر میں جشتی ہوتا اور تصوف میں قدم نہ کرتا ہوتا تو مباح راگ سننا
 اب میں صوفی کہلاتا ہوں اور صوفیوں نے جو راگ سننے میں قیدیں لگائی ہیں سو مجھ میں
 پائی نہیں جاتی ہیں کیونکہ سنون عوارف میں ہے کہ راگ کوئی چیز نئی دلیں نہیں پیدا کرتا
 ہے بلکہ جو بات دلیں ہوتی ہے اوسکو بڑا دیتا ہے سواہل اللہ کو محبت رحمانی اور اہل ہوا کو
 شہوت شیطانی زیادہ کرتا ہے اسواسطے فقہانے کہ حکیم ہیں نا اہلونی کثرت اور اہلون کی
 قلت اور دعویٰ والے بہت اور حقیقت والے کم بلکہ معدوم دیکھ کر مطلقا راگ کی حرمت کا
 حکم دیا اور سننے کی دلیلون کو مستحکم کیا اس صورت میں ہر قسم کے راگ سے ہر قسم کے آدمی
 کو احتیاط ہی مناسب ہے اور جو اسکا اہل ہو اور شوق الہی بڑا مانا اور قبض کو کھانا سٹو
 ہو تو سب شرطوں کے ساتھ تنہائی میں اخوان و مکان و زمان کا لحاظ کر کے ایسا
 سنے کہ کسی کو خیر نہ ہو اور جوٹے لوگوں کو سچوں کی تقلید اور دعویٰ کی سند نہ ملے اور
 اپنے آپ میں اپنے اہل و نااہل ہونے کو خوب سمجھ لے اور شیطان کے دھوکے میں نہ آوے
 اور بطور دوا کے کبھی کبھی سننے عادت اور پیشہ نہ کرے اور جو کوئی راگ کے منع میں گفتگو
 کرے تو مناسب وقت یہ ہے کہ ساکت ہو جاوے اوسکے رو کی فکر میں نہ پڑے کہ اہل

کو سند لے اور تابعین کو بھی چاہئے کہ جہاں ایسا راگ شٹا معلوم کریں تو سننے والے کو
 نسبت کفر اور ارتکاب حرام قطعی کی نگرین اس واسطے کہ جیسا حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے
 ویسا ہی حلال کو حرام جاننا غرض دونوں طرف لگیمیت چاہے اور احتیاط نفسانیت سے
 اللہ تعالیٰ بچائے کیا اچھی بات فرمائی خواجہ بہار الدین نقشبند رحمہ اللہ نے کہ نہ انکار
 میکنم و نہ انکار میکنم یعنی جو راگ مباح ہو اسکا میں انکار بھی نہیں کرتا اور میں مستباحی
 نہیں اس واسطے کہ مجھ کو حاجت نہیں سبب یہ کہ نقشبندیوں کے یہاں اور علاج بغض کچھ
 اور شوق بڑھانے کے ہیں تراگ کی ضرورت نہیں واللہ اعلم و مثنیٰ قول المزمع اور بعض علما
 کا قول ہو کہ ناچنے والی کی مقعد میں شیطان اڑ گئی کرتا ہو اور لپٹا ہوا اور شرم او کی جاتی
 رہتی ہو مطلق میں کہا ہو کہ نہیں جائز ہو ناچنا صوفی کا جسوت ناچتا ہو صوفی تو ناچنے
 لگتا ہو اسکے ساتھ شیطان واہنے اور بائیں طرف اور کر دیتا ہو اڑ گئی اپنی اوکے
 دبر میں اور یہ ناچ ہو جسے نقصان کر دیا ایمان اور عرفان کا یہ رقص اور حال لانا
 پہلے پہلے سامری کے تابعین نے کیا تھا جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰی**
مِنْ بَعْدِهِ ذُرِّيَّتَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا اَللّٰهُ مُتَوَّسِّلٌ بَيْنَ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَوْسَکَ
 اپنے زیورون سے ایک بچہ کہ وہ ایک و بڑ تھا جو میں چلانا گائے کا سوا اسکے سامنے سب
 کمرے ہو کر ناچتے اور جب کرتے تھے تو یہ طریقہ کافر کا ٹیڑھا جیسا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ **الرَّقْصُ اَتُّوْا کَبِیْرًا یَقَاسُ بِہِ اَتُّمَ** اور یہ اسلئے فرمایا کہ راگ
 اور گانا حرام ہی بالاتفاق فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے من صلی
 خلیفہ مبتدع فقد ہدم کلاسلام فقہانے کہا ایسے شخص کے حال میں کہ وہ
 اوی قوم میں کا ہی جو مشہور ہو ناچنے اور تالیان بجانے میں تو نہیں جائز ہو اسکے پیچھے

نماز پڑھنا یا اوکو نام بنانا اور اگر نادانہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لے تو نماز کا اعادہ کر لے غریب الفوائد میں لکھا ہے کہ نماز ہر نیک کار اور بدکار کے پیچھے روا ہے بشرطیکہ گناہ کو گناہ جانے اور جو شخص گناہ کو حلال جانے وہ کافر ہو جاتا ہے اور اسکے پیچھے روانہ نہیں اگر سہو پڑھ لے تو اسکا پیر لینا ضروری ہے چنانچہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس نے عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ ایک قوم کہتی ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس بشارت لائے کہ تمہاری امت کے فقیر اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے ہشت میں داخل ہونگے آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس مجمع میں کوئی ہے کہ شعر عربی زبان میں پڑھے ایک اعرابی نے یہ دو شعر پڑھے قطع

قد لست حیتہ الہوی کہدی	فلا طبیب لہا ولا راقی
الا الحبيب الذی شففت بہ	فخذناہ مرا قیدی و تریاقی

اسکا ترجمہ نظم اردو میں یہ ہے قطع

وہا ہے مارحبت نے یہ جگر سدا	طبیب بیگی سے خالی ہے جسکے سب آفاق
مگر وہ دوست کہ جگر فریفتہ ہوں میں	اوسی کے پاس ہے افسون میرا وہی تریاق

یہ سنکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وجد میں آئے یہاں تک کہ چادر مبارک پیغمبر علیہ السلام کے دوش مبارک سے جدا ہو گئی رسول اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوس چادر مبارک کو چار سو ٹکڑے کر کے صحابہ کو تقسیم کر دئے پھر حضرت معاویہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا خوب بازی ہے یہ حدیث راویان حدیث کے نزدیک صحیح نہیں موضوع ہوا اور یہ سب انتہائی اور ایسی حدیث کی نسبت سرور کائنات اور صحابہ کی طرف کرنا کفر ہے اور اگر بالفرض

صحیح بھی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ ابتداء نبوت میں شراب کا پینا بھی تو سبوح تھا بعد اسکے حرام ہوا
 شراب بھی پینا چاہئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک روز مناویٰ تشریف لائے
 کہ جو شخص کافر لاکر لائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہیگا اوس کیواسٹے بشت
 واجب ہو جاوے گی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا اور منافی منع کراہی
 آئی اور جنگ صفین میں عصر کی نماز خدا تعالیٰ کے حکم سے معاف ہو گئی تھی ہم بھی عصر کی
 نماز نہ پڑھیں ایسے ہی ابتداء نبوت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور منافی منع کراہی
 اور مکمل نسخ ہو گیا حالانکہ تمام قرآن مجید حق پر پہنچے مانا کہ بزرگوار اوس قوم کے حضرت
 سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام عمر میں ایک مرتبہ وجہ کیا اور بڑھتی ہوئی کہتے
 ہیں تو معلوم ہوا کہ انکے حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حالات
 سے زیادہ ہیں واضح ہو کہ اگر یہ احوال غلبہ استغراق محبت و عشق سے ہو تو جو کچھ عشق
 و محبت کہ بے معرفت اور علم اللہ کے جو اوس میں خیال باطل اور اوہام فاسد پیدا ہوتے
 ہیں اور غلبہ محبت و عشق میں بے اختیاری نقصان طریقت ہی اس واسطے کہ یہ ابتداء
 کا حال ہو اگر یہ عشق روحانی ہو اور اگر عشق شیطانی ہے تو ان میں بے اختیاری و بافتیاری
 دونوں برابر ہیں اس واسطے کہ عشق روحانی میں عشق کا پوشیدہ رکنا فرض ہو جو جب
 من عشق و کتم و عفو و مات فہو شہید کے پیمانہ رکھنے سے معرفت اور علم
 الہی تعالیٰ اور مشاہدہ اور تجلیات حاصل ہوتے ہیں اور اگر یہ احوال غلبہ مشاہدہ
 ہیں تو مشاہدہ میں جسم کی حرکت حرام ہو اور صاحب مکین کو جسم کی حرکت نہیں ہوتی
 و تری الجبال تحسبہا جامة الخ سے یہی مراد ہو اور صاحب بلوین کو کہ یہ مقام
 مکین سے نیچے درجے کا ہو عمل کرنا فرض ہو کہ اوسکی برکت سے مقام مکین کو پہنچے جو

مقام ستیقام انبیا علیہم السلام کا ہی اگر کوئی کہے کہ مقام انبیا علیہم السلام سے یہ نسبت
 کرنا کیسا تو ہم کہتے ہیں کہ جب آدمی ظاہر و باطن میں تابع رسول مقبول صلی اللہ علیہ و
 آلہ و اصحابہ وسلم کا اور خوشہ چین اسی جناب پاک کا ہو کہ یہ بھی معجزہ نبی کا ہی تو
 بتوجہ سے تابع کو فیض پہونچتا ہے عزیز و اور اسے دوست و جد و سماع کے باب میں جبکہ
 ایک بڑا تجربہ حاصل ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شب میں خواب میں دیکھا کہ لوگ جھک کر
 کہتے ہیں کہ تو کس واسطے وجد و سماع نہیں کرتا ہی تو نہیں دیکھتا ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف
 وجد و سماع ہو اور یہ طواف کچھ پتروں اور دیواروں کا نہیں ہے بلکہ کعبہ حقیقی
 کا ہے اور کعبہ حقیقی سب جگہ ہی ہیں انکے کہنے سے ساکت اور خاموش ہو رہا ناگاہ
 تا سید آئی سے ایک الہام ہوا کہ یہ جماعت شیطانی ہے اسے کہو کہ طواف باہر کعبہ کے
 ہوتا ہے اندر نہیں ہوتا ہے داخل کعبہ کے طواف حرام ہے یعنی اندر تو نماز ہی ہو چاہے الصلاۃ
 معراج المؤمنین اور المصلیٰ یناجی مراد سے یہی اشارہ ہے پس پروردگار کے ہاں
 سراج اور اس سے را کہنا بہتر ہے سب کاموں کے لئے نہیں دیکھا ہے کہ جب تک پانی
 دریا کے باہر ہے کس جوش و خروش میں ہوتا ہے اور جب داخل ہوا کیسا ساکت اور
 خاموش ہو جاتا ہے میری اس گفتگو سے وہ جماعت خاموش ہوئی اور کہا کہ تمہارا
 قول صحیح ہے امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ رسالہ درویشیہ میں فرماتے ہیں کہ میری
 بے دولتی کا نشان یہ ہے کہ اگر اسی او سکی راہ بند کر دیتی ہو تب تک کہ وہ تعقیدات
 رسمی کا مفید ہوتا ہے اور اس کے کام خیر و سعادت کی طرف سے بند اور تسویلات ہلکے
 یعنی بات بنانا اور آراستہ کرنا اور مزخرفات یعنی طبع کے اقوال فاسدہ راہ حق
 کی او سپر سد ہو جاتی ہے اور اسکی راہ بدعت و گمراہی کے کانٹوں سے بہر جاتی ہے

اور ذاتِ ہمت اور خاست کا تخم اوسکے دلیں ہوتی ہو اور اسکا باطن حرص
 رہو اور حسد کی شجاست سے پتید ہو جاتا ہو لیس الخیر کا معاہدہ یعنی کور باطن
 اہل باطن کے کب برابرین مع شنیدہ کے ہو مانند دیدہ اس زمانہ کے پیروں
 اور مریدوں کے حال کو دیکھ لو کہ کس طرح کرا و تلبیس کی دوکان آراستہ کر کے اوسکا
 نام فقیری رکھا ہو اشیائے لباس اور لیا کا پناہی تر و دو قبول گئے اور دین کی لہ
 غولوں نے ارباب یقین کی صورت پکڑی زندیقہ اور احماد کا شمار ہی عند شریعت
 اور فساد کا دھارہ ہی وجد و حالت انکی سماع اور رقص اور بازی اور آدابِ محبت کا
 بدعت اور ضلالت ہو اور بے حضور نماز ہو انکی مجلس کی زینت دف و زر اور رباب اور
 خوش آوازی دولت و ثناء کا حصول اور راحت نفس انکی سرفرازی راۃ قلب کا غلظ
 کے ساتھ برائی کا سازشی نہ ہیدا انکا نقشہ اور جنگ اسرار خلوت انکا خیانت اور شک
 فخر انکا تحویل حرام اور گدائی عزت انکی بے شرمی و بیجائی ایک جماعت عوام جاہل کا لاف
 ضال و شغل کے فریفتہ اور انکی تلبیس اور عشوہ کے شیفہ بین آجوت اور کفر کا نام
 طریقت اور فقر رکھا ہو اور حقایق و احکام دین و اسلام سے بیگانہ ہو گئے ہیں حضرت محمد
 جل جلالہ مجمع قیامت میں حکام اور فضائل اور ائمہ اہل اسلام سے پوچھیکا کہ تم نے ان لوگوں
 کے رفع و رفع خرابی میں تقصیر و سستی کیوں کی چنانچہ فرمایا نبی علیہ السلام نے اذا
 ظہرت البدع وسکت العالم فعلیہ لعنت اللہ اسواسطے کہ استحوکم قواعد اسلام
 اور ایمان کا قلع و قمع بدعت اہل ضلالت کا اور حمایت اور حمایت مدود شرعی کی
 انہر واجبہ مگر جو اس زمانہ میں وہ لوگ بادشاہ کہلاتے ہیں کہ علم دین سے بے نصیب
 اور سب انکو واجب کی طرف مہر و نفق و فجور کا مذہب ظلم و شرک جسکے منہا جب تک

نفس کے اسیر ہوا اور ہوس کے قاسقون فاجرون کی صحبت سے مانوس دنیا رسانی
 کو بہشت اپنی جانتے ہیں فرمان خدا اور رسول کو کم مانتے ہیں مناقشات ظلامی اور
 منجالات ظلامی کا علم نام رکھا ہی قرمز خرافات منطقی اور واهیات فلسفی کو وسیلہ شہرت
 وجاہ کیا اور دین کے علم کے حقائق سے کہ وہ معرفت کتاب و سنت ہی مومنہ پیر سے
 ہوئے اسینا سطر اہل بدعت و فضائل جہان میں کثرت سے ہو گئے اور بد مذہبوں
 نے اطراف عالم میں قوت پکڑی دین اسلام کی روشنی سمجھ گئی اور طریق شریعت
 محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مندرس اور کم ہو چلا اہل اللہ اور صاحب
 قل ان ترد امنون نامسلمانوں کی شرم سے آوران درویش صورتوں کا فر
 سیرتوں کی وحشت سے قلبیات کی نظر سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اور غیرت کا مومنہ
 دیوار عزت کی طرف لائے ہیں اور اپنا زمانہ اس صیبت کے غم میں بسر لیکے ہیں فرد
 کہان وہ دل کہ حسین کچھ صفا
 کہان وہ شخص ہے جو با وفا ہو

فتوح النجات میں شیخ الاسلام قدوة الرجال زبدة الابدال قطب الاقطاب
 عوث الخلق ابو نصر احمد بن ابی الحسن نامقی لائے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ آویگا آدمیو نہر ایک وقت کہ انکار کیا جاویگا حق او سوقت
 میں دس دہائیوں میں سے بہت سی دہائیاں یعنی چھ سے نو تک حق بات کا انکار
 کیا جاویگا باقی مان لیا جاویگا تو نہ بچے گا او سوقت کے فساد سے مکرر مومن کامل
 یا مومنہ کاملہ عورت بیشک اسے یار و میر سے تمہارے زمانہ کے بعد صبر کے دن ہونگے
 یعنی او سوقت بڑا صبر اور استقلال درکار ہوگا تب ایمان ثابت رہیگا سو جو شخص
 نیک عقیدہ اور نیک راہ پر ہوگا او میں سے جیسے تم ہو تو او کو سچا شخصوں کی

مبارت کا ثواب ملے گا یا رون نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ نہیں سے پچاس حصے فرمایا کہ
 تم میں سے سات کو صحابہ نے تین بار پوچھا آپ نے یہی تین بار جواب دیا پھر آپ نے فرمایا کہ
 لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ جو حق بات کا متر ہو گا وہ نجات پائے گا عرض کیا یا رسول اللہ
 پھر اس وقت میں کام اور عمل کا کیا حال ہو گا فرمایا اس وقت میں کوئی عمل نہ ہو گا جو شخص
 حق بات یعنی شریعت کا متر اور تابع ہو گا وہی نجات پائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم جانتے تھے کہ اس زمانہ میں بدعت اور بطالت کو لوگ حق جانیں گے
 اور حق اور حقیقت کے منکر ہوں گے لاکھوں کفر و نافرمانی و وحی کمال کا کر کے
 خلق کو ناز و روزہ دے اصل و بیفائدہ کیطرت مائل کرینگے راہ حق سے پھیریں گے
 اور حال اس کا یہ ہو گا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّبِعُ النَّاسَ**
يَا اللّٰهَ قَرِيبًا لِّوَعْدِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ وسلم نے آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی کہ وہ لوگ بڑے عابد بشعور اور
 صلاح کا لباس پہنے ہونگے اور حقیقت میں منافق ہونگے اور خدا تعالیٰ کی نظر اور
 طرف غصہ کی ہوگی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہونگے فرمایا کہ اس
 قوم کی خوشی اور نمائش ان کے لباس ہی میں ہو یعنی وہ لوگ فقط لباس ہی بزرگوں
 کا پہنے ہونگے اور پہچانے نہیں جاتے ہیں مگر وہ جب کسی سے طمع کرتے ہیں تب وہ شخص
 ان کو معلوم کرتا ہو اور حقیقت ایمان سے ان کو کچھ نصیب نہ ہو گا اور دل ان کے خراب
 اس ویرانہ کے مانند ہونگے کہ جہنم کوئی قیام نہ کر سکے اور شیطان کے ایسے نابعدار
 ہونگے کہ وہ بھی تعجب میں ہو گا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہو **وَمَّا يُدْعَوْنَ اَلَّا يَلْبِسُوْا**
بَيْنَ الَّذِیْ هُمْ مُشْرِكُوْنَ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے کہ میری امت میں ایک قوم ہوگی

کہ اُنکی عبادت میں فقط اُنکی باتیں ہونگی اور منافقوں کے سے کام کرینگے اور آدمی کو بلاوینگی
 اُسکی طرف جسکو آپ تمام آدمیوں سے زیادہ چوڑنیوالے ہونگے اور باز رکبین گے لوگوں کو
 اوس چیز سے کہ یہ آپ اُسکے سب سے زیادہ کرنیوالے ہونگے اور یہ لوگ نہونگے اولیاء اللہ
 میں اور نہ اولیاء اللہ انہیں سے اور جب تو اُنکو دیکھیں گے تو اُنکا حال نہایت مشاہد
 انبیاء کے حال سے پائیگا اُنکے ظاہر کی خوبی اور آراستگی کے سبب یہ وہ لوگ ہیں کہ
 اللہ تعالیٰ اُنکے کام ہرگز قبول نفرمائیں گے اور نہ عذراؤں کا پذیرا ہوگا اور اُنہیں گناہوں کو
 اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قبروں سے جیسے کافر و نکو اُنہیں گناہیں اُسکی حسنے اُنکے سہی
 کام کئے اسے عزیز اللہ تعالیٰ کے سب حقوق کو قبول کرنے کو ایمان کہتے ہیں اُھنت باللہ
 مباحو باسماک و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ سے یہی مطلب ہے خدا خواستہ اگر انہیں
 سے کسی حکم کا اقرار نہ کرے تو ایمان نہ ہے اور اگر عملت جمیع احکامہ ہوتا تو بڑی مشکل
 ہوتی قبلت جمیع احکامہ سے بہت آسانی ہوگئی یعنی سمعنا و اطعنا اوس سے مراد ہے
 اگر آدمی کے عمل میں خلل واقع ہو تو ایمان میں ضعف ہو جاتا ہے لیکن ایمان باقی رہتا ہے
 اور اگر قبولیت احکام میں خلل پڑے تو ایمان نہیں رہتا ہے اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ
 آدمی جو کچھ کرے اور کئے اصل سے کئے اور جو کچھ تلاش کرے معمن اور کان سے تلاش
 کرے اور وہ معمن اور کان قرآن و حدیث ہی مقبل الخباۃ میں شیخ الاسلام قطب الدین
 غوث اعظم ابو نصر احمد بن نامق فرماتے ہیں کہ اے میرے عزیز و اور دوستو تم کو اس راہ میں
 بہت تجربہ پڑا ہوگا تم کو تو اُنٹھہ برس سے ایک کام میں ڈالا ہے اور اس قدر اس اہ کی ہلائی
 اور بُرائی مجھ پر ظاہر ہے اگر میں ظاہر کروں تو کسی یقین نہوشا سخن طریقت اور شہوانیان
 کا حال تم سے کیا کہوں اور اپنی پردہ دری کیا کروں میری نصیحت مانو اور میری بات

سنو کہ یہ کام اس طرح سے درست نہیں ہوئیو الا جو لوگ دعویٰ کی راہ سے لغت مارتے ہیں
 اور سر ملاتے ہیں اور پاکوبی کرتے ہیں اور چلاتے اور چیتے ہیں اور ان کہتے ہیں یہ
 یاقین اور حرکتیں ہرگز نہ کہیں رسول مقبول نے کین اور یاروں ہم اولیا کے حالات
 کے منکر نہیں ہیں لیکن یہ احوال اولیا کے نہیں ہیں بلکہ اشتیاق کے ہیں کسی سے تھے سنا ہی
 کہ درویشان اہل صفہ اور تابعین کا یہ ہمیشہ تھا اور انہوں نے اپنا شب و روز اس
 طور پر گزارا فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استماع الملاحی معصیۃ والجلوس فیہا
 فسق والتلذذ بہا کفر اور لذت لینا جو اس حدیث میں مذکور ہے یہ ہے کہ لغت مارتے یا
 پاکوبی کرے یا سر ملاتے یا پاکوبی کرے یا ان یا اور سیطرہ چر حرکتیں کرے ایسی باتیں کفر ہیں نہ یابا
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ جَاءَكُمْ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْلَمُونَ چنانچہ روایت ہے
 ولو قال ان سماع الغناء من الدین او انفع القلوب من القرآن کفر اگر لو کہے
 یا باجا بجانے والیکا باجا یا تاپنے والیکا لاج ویکر کہ کیا خوب یا سبحان اللہ تو کافر ہو گیا اگر کو
 سالمی تمہید میں کہتے ہیں کہ جو شخص اہل و لعب اور رقص اور شعر مکروہ کو حلال جانے کا فرعون
 ہو اس واسطے کہ حرام ہونا ان چیزوں کا آیت و حدیث و اجماع اللہ سے ثابت ہو اور سب پیغمبروں
 کو اسکی ممانعت تھی اگر کوئی کہے کہ انبیاء علیہم السلام کی واسطے مشاہدہ نہ تھا یا شاہدہ اور استغوا
 کے وقت میں بیہوش اور حیل ہی کہی ہو جاتے تھے یا حریص اور دنیا دار تھے کافر ہو جانے
 اس واسطے کہ مسلمان کا ایمان ایسے عقیدہ سے نہیں رہتا ہی امیر کبیر علی ہدائی و خیرۃ الملوک
 میں کہتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ قیامت کو اللہ فرماوے گا
 اے آدم اپنی اولاد میں سے جو دعویٰ کے قابل ہوں او کو علیحدہ کر عرض کریں گے یا اللہ کہنے
 الگ کروں حکم ہو گا کہ ہزار میں سے نو سو ننانوے ووزغی الگ کر دیں لوگ بی حساب و وزغ

ڈالے جاویں گے اس واسطے کہ ان لوگوں نے محاسبہ نفسانی نہیں کیا ہے اور سنت پر بدعت و
 گمراہی کو اختیار کیا ہے اسی شومی اور ہوا نفسانی سے ان بیدار و نیکو و کائنات خبیث و
 لیجاویگا بحساب جس وقت یہ حکم ہوگا تو اس کے سننے سے لڑکے بوڑھے ہو جاویں گے اور حاملہ
 عورتوں کے حمل گر جاویں گے اور آدمی ستون کی طرح نظر آئیے گا لاکھ مست منو گئے لیکن
 جو عذاب خدا تعالیٰ کا سببت ہے اس سبب سے مست معلوم ہونگے احیاء العلوم میں لکھا ہے
 کہ بدعتی کافروں بدترین کافروں کو تو دیار اسلام میں چھوڑ دینا مضائقہ نہیں کہ
 وہ جزئیہ دیتے ہیں اور اوسمیں مسلمانوں کا نفع ہے اور ان بدعتیوں کو تو دیار اسلام
 میں ہرگز رہنے نہ دے کہ انکے رہنے میں خلق کے دین اور دنیا کا نقصان ہے حکام اسلام
 کو واجب اور لازم ہے کہ ان لوگوں کو نیست و نابود کر دیں اگر کسی بدعتی کی بدعت کفر کو
 نہ پہنچی ہو تو یہی وہ کافر ہے بدتر ہے اس واسطے کہ اوسکی بدی اور نیکو پہنچگی اور کافر
 کی بدی سے اتنا نقصان نہیں ہے اس واسطے کہ کوئی مسلمان کافروں کے کفر کا معتقد نہیں ہے
 اور نہ کافر کو دعویٰ قرب و منزلت کا ہے اور یہ بدی تو لوگوں کو بدعت کی طرح عزت و قرب و منزلت کا عذر
 کرتا ہے اور اپنے گمان میں جانتا ہے کہ یہ میرا طریقہ حق ہے اور میں حق کی طرح خلق کو دعوت
 کرتا ہوں پس بدعتی اگر اسی خلق کا سبب ہوتا ہے مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں ایک
 گروہ ہوگا مکار فریبی و رذیلہ و عیثین جھوٹی کہ شتمے اور تمہارے باپ و اذون نے
 کہی نہ سنی ہوگی تمہارے پاس لائیں گے جب یہ حال ہو تو تم اپنے نفس کو اونسے اور انکو
 اپنے نفس سے دور رکھو کہ وہ مکرگراہ نکرین اور فتنہ اور فساد میں نہ ڈالیں حضرت ابن
 عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے

کہ قیامت کو ایک فرشتہ نڈا کر چلائے بدعتیوں کو بدعتی اور مبین کے روسیاء و سنبر اکمین پانی
 سونہ سے بٹا ہوا ایسے سونے ہو گئے کہ دیکھنے والوں کو کراہت آویگی ہر بدعتی کمین کے ایسے
 تیرے عزت اور حلال کی قسم ہو کہ سچے کسی آفتاب اور مانتاب اور پتھر کو سوا تیرے نہیں
 پوز جانتے مگر خدا ہوگا کہ مجھے رسول کی سنت کے خلاف کیا ہو اس واسطے تم کو یہ عذاب ہو فرمایا
 امام شہری رحمہ اللہ نے جو باطن کہ اس کے مخالف ہو ظاہر شریعت تو باطل ہو فرمایا نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کل طریقہ سدا تھا الشریعة فہی من لدنہ فرمایا فاما اور
 عارفین نے جو لوگے اگنیں ناپختہ اور شکست و جد کرتے ہیں دین و اسلام میں ہو کر وہی ہیں
 گمراہ جنکے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ
 وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ط اور فرمایا وَإِنْ كَثِيرًا لَيُضِلُّوكَ
 بِأَهْوَاءِهِمْ بَعِيدٍ عَنِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ وَ خذوا ظاہرہم ولا فہم
 و باطنہم اور فرمایا وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ خداوند مکریم ہما
 اور تم کو متابعت سنت و جماعت نصیب کرے اور دین کی راہ راست پر چلنا روٹی کرے
 آمین آمین آمین یا رب العالمین

تیسرا باب بابا گلاب و باجون او او خوش کے سننے کی راہی گزین

اور وہ دو وجہ سے منع ہوا اسکا از رو سے ذوق اور حالت اور
 واقعات اور تصوف اور طریقت اور حقیقت کے ہر اور دوسری ممانعت اسکی از رو
 آیات اور احادیث اور روایات کے ہر جواز و رو سے آیات اور احادیث کے ناوردست
 وہ یہ ہے کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے وَ يُخَذِّرُ كَلْفَةً اور فرمایا بغیر

علیہ السلام نے مامانکے من اخل الاوکل اللہ یہ قرینہ من الجن وقرینہ
 من الملائکۃ قالوا یا ک قال نعم ولیکن شیطانی اسلم آئے عزیز اللہ نے ہر شخص
 کے ولین وپوچرین رکھی ہیں ایک روح ایک نفس روح کا موکل ایک فرشتہ ہی جسکو
 ملکی کہتے ہیں اور نفس کا موکل شیطان ہی جسکو شیطانی کہتے ہیں اگر طاعت اور عبادت
 اور ریاضت اور ازکار اور انکار سے تزکیہ نفس حاصل ہوا تو اسکا شیطان بھی
 جو اسپر موکل ہے تزکیہ پاتا ہی چنانچہ عالم کا شیطان ہی عالم ہو جاتا ہی واسطے قریب دینے
 اوس عالم کے اور جسکو علم باطن حاصل ہوتا ہی اوسکا شیطان بھی حاصل کرتا ہی ایسے ہی
 اگر کوئی تصفیہ دل حاصل کرے نفس اور شیطان اوسکا بھی تصفیہ پاتا ہی اسواسطے کہ
 موجود ہی محدود پیدا کرے ایسے ہی اگر کسیکو تجلیہ روح حاصل ہوا اوسکا شیطان بھی
 تجلیہ روح پاتا ہی اسواسطے کہ تجلیات روحانی اور روحانی کے ساتھ تجلیات شیطانی ملے
 تجب اور غور پیدا کرے اور تجلیات روحانی اور روحانی سے عذر تقصیر اور عیسیٰ اور
 نداشت اور عجز و زاری پیدا ہوتی ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے انا یسشی اللہ من عباده
 العلماء فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اذا تبلی اللہ لشیء خضع لہ الغرض ابتداء
 سلوک سے انتہا تک نفس و شیطان ساتھ رہتے ہیں یہاں تک کہ الہام اور وسوسہ میں
 فرق شکل سے ہوتا ہی اسواسطے کہ الہام حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہی اور وسوسہ شیطان
 کی جانب سے اگر موافق کتاب و سنت کے ہو وہ الہام ہی ورنہ وسوسہ جانی مصنف فی کتابہ فلاح
 میں اسکو شرح اور ربط سے لکھا ہی حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ
 تعالیٰ نے وحی کی کہ جب تک شیطان کو مردہ نہ دیکھو اوسکے مکر سے بچے اندیشہ نہ ہو جو اور
 جب تک اپنے دونوں پاؤں بہشت میں نہ دیکھو میرے قہر سے بچو نہ نونا حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے بیٹے کی قربانی کیواسطے خواب میں دیکھا تو قربانی کرنے میں توقف کیا
 اسواسطے کہ کہیں وسوسہ نہواسواسطے اوس دن کو ترویہ کہتے ہیں یعنی فکر کرنے کا
 روز کہ آٹھویں ذی الحجہ کی چودھویں روز پہر ویسے ہی دیکھا اوس دن کو عرفہ کہتے ہیں
 یعنی اوس روز جانا کہ الہام الہی جو الحاصل نفسانیت اور شیطانییت تو بغیر عرفان کامل
 اور الہام ربانی کے معلوم نہیں ہوتی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے شرح میں
 اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اتباع ظاہری اور باطنی نبی علیہ السلام کیواسطے امر
 فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ايسے ہی ابتدا سلوک
 سے انتہا تک شیطانی چیزیں دیکھی جاتی ہیں اور انکی لذت چکھی جاتی ہے اور لذت اور سکون
 اوسکا حجاب ہو جاتی ہے آدمی جانتا ہے کہ رحمانی جو اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے جو چیز کہ
 مافع ظاہر و باطن جو قرآن مجید میں فرمائی ہے وَلَقَدْ صَدَقْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ
 مِنْ كُلِّ مَقَلٍّ اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفاء راشدین
 نے اوسپر مواظبت فرمائی اور اہل سنت وجامعت کے اماموں اور مجتہدوں نے ترجیح دی
 ہے تاکہ کو چاہئے کہ ابتدا سے انتہا تک شرع کے مخالف نہ چلے اسواسطے کہ اول سلوک
 سے آخر تک تجلیات شیطانی اور رحمانی کافرق اور وسوسہ اور حقیقت ذات وصفات
 اور عین ذات وصفات اور عین ذات اور غیر ذات کہ شریعت اور طریقت اور حقیقت
 کے فروع واصول ہیں خدا اور رسول نے بخوبی فرمادیا ہے اور مجتہدوں نے تحقیق کیا ہے
 پس جو شخص خلاف شرع کو اپنے اوپر لازم پکڑے اور سچلے کہ اس راہ سے میں خدا کو پہونچوں
 کا وہ دونہی ہے اور شیطانی بہوجیب ارشاد اللہ تبارک و تعالیٰ کے وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ
 وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَ مَا يَخْلُكُ مَا كُنَّا لِنَدِينَهُ اُولَئِكَ عَدَابُ الْغَافِلِينَ

مذہب صحیح یہ ہے کہ آیہ شریف ایسے نافرمان کے حق میں ہے جو حرام کو حرام جانے اور حلال کو
 حلال نہ کر کیا حال ہے اور اسکا جو حرام کو حلال سمجھے اور فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و
 اصحابہ وسلم نے لو رایت رجلاً یحشی فی البحر ویطیر فی الهواء ویتکثر فی رمضان
 فرائض اللہ و سنتہ من شئ من رسول اللہ و هو ملعون جب تمہکو یہ معلوم
 ہوا کہ تم کہہ نفس اور تصفیہ دل اور تجلیہ روح سے شیطان آدمی کا کہ آدمی پر ہو کل ہے
 اور اسکو ایک تجلیہ اور تصفیہ حاصل ہوتا ہے تو بالیقین جاننا چاہئے کہ جو کچھ حلال شرع
 ہی خواہ با ذوق ہو خواہ بے ذوق وہ سب شیطانی ہے رحمانی نہیں خصوصاً راک اور
 باجے کہ باجماع و اتفاق است حرام ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْتَرِ
 لَکُمُ الْحَدِیثَ لَیُخْلِیَ عَنْ سَبِّی اللّٰهِ یَعْتَدِ لَهَا فَرْسًا وَّ اُولَٰئِکَ
 لَکُم عَذَابٌ مُّہِیْنٌ لکھا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے کہ آخر
 زمانہ میں میری امت سے ایک قوم کو بندرا و رخوک کی صورت پر کر دیں گے اصحاب و بچے عز
 کیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کے قائل ہونگے فرمایا ان روزہ
 ہی رکعت ہونگے اور نماز بھی پڑھتے ہونگے اور زکوٰۃ بھی دیتے ہونگے اور حج بھی کرتے
 ہونگے اصحاب نے عرض کیا کہ پھر کس سبب سے اوپر یہ وبال ہوگا اگر شاہد ہوا یہ لوگ راک
 گائیوالے اور راک سے صحبت اور الفت رکھتے ہونگے اور باجے اور دستک بجا بیگے
 غور کرنا چاہئے کہ یہ حال اون لوگوں کا ہے کہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتے
 ہونگے اور جو لوگ کہ حرام کو حلال جانیں اونکا کیا حال ہوگا چنانچہ ذخیرہ اور جملہ
 کتب فقہ میں مسطور ہے کہ جو مرد و عورت کہ راک گاتے ہیں اونکی گواہی شرع میں درست
 نہیں اس واسطے کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لعنت کی ہے لعن اللہ المغنین

والمغنیات وما معیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے واذا سمعوا النواحر ضوا عنه نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو وقت کہیں راگ سنتے تھے تو آگشت مبارک کا نون میں کر لیتے تھے وغیرہ میں مذکور ہے کہ اگر کوئی کسے کاشمیر کے ساتھ مکمل یا شراب حلال ہوتی تو کافر نہیں ہوتا ہی اس واسطے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں شراب کے ساتھ مکمل حلال تھا اور ہمارے حضرت کے ابتدا ربوت میں شراب ہی حلال تھی اگر کوئی کسے کاشمیر کا کاری اور راگ اور باجے حلال ہوتے تو کافر ہو جائے اس واسطے کہ کسی پیغمبر کے وقت میں یہ چیزیں روا نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ اَذْهَبْ قَسَبَ کِبَعَتٍ مِّنْهُمْ وَتَشَارِکُکُمْ فِی الْاَمْْوَالِ وَالْاَوْکَادِ ۚ تَمْلِکُ سِنِیَ فَرَایَا شَیْطَانٌ سے کہ تو میرے دائرہ رحمت سے باہر نکلا جو شخص تیری تابعداری کر گیا او سکا پورا بدلہ ورنہ ہی تباہی کا آدمیوں کو نتیجہ سے جہان تک ہو سکے اپنی آواز سے یعنی راگ اور باجون اور تعینات کروں اپنے سوار اور پیادے اور انکے مال اور اولاد میں شریک ہو کہ حرام مال جمع کریں اور اولاد ہی حرام ہو نقل ہے کہ ایک روز حضرت عبداللہ تدری الی شیطان سے ملاقات ہوئی شیخ نے پوچھا کہ اے شیطان تو آدمیوں کو کس چیز سے فریب دیتا ہے کہ دنیا سے لیکن اہل تصوف نے جو دنیا کو ترک کیا انکو کیا لطیفے سے فریب دیتا ہے شیخ نے کہا وہ کیا لطیفہ ہے کہ آواز خوش کہیں آواز خوش کے ساتھ انکے دلوں میں دخل کر کے وہم و خیال باطل ذات باری کی طرف سے انکے دلوں میں پیدا کرتا ہوں و درود اوں اوہام کو باعث قرب خدا تعالیٰ کا جانتے ہیں تمہید میں مذکور ہے کہ ایک بڑے صحابی نے خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی میں پیشاب کرتا ہوں خون سے باگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ کوئی بڑے

تھے اختیار کی ہو اونہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی بدعت نہیں اختیار کی ہے
 لیکن آج کل میرے دلوں کو آواز خوش سننا پسند آتا ہے ارشاد ہوا کہ دل خدا کا گھر ہے اور جس
 معرفت اور شاہد ہے اور تجلیات اور علم خدا کا اوسمین نجاست بدعت نام شروع لانا حرام
 ہے اور آواز کو آواز خوش سننے سے منع فرمایا وہ صحابی پشیمان ہوئے اور توبہ کی حدیث
 میں آیا ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خطبہ فرماتے
 تھے ایک مرد نے آہ کینچنی حضرت نے فرمایا کہ یہ آہ کینچنی تیرا دو وجہ سے خالی نہیں یا تو از رو
 ریا کے ہے کہ لوگ جانیں کہ محبت حق تعالیٰ کی اوسکو بہت ہی یا خدا کو دور جانتا ہے کہ بے
 آہ کینچے وہ نہیں سننے گا اگر پہر کینچے گا تو میرے دین سے باہر ہو جائیگا یہاں پر انصاف کرنا
 چاہیے کہ جہاں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے تو واعظ ہوں
 اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے نرم دل سننے والے تو وہاں چاہیے کہ واویلا بہت ہو یا وجو
 اس کے مانعت فرمائی چنانچہ خاندان نقشبندیہ میں یہ دستور ہے کہ جو کوئی حالت استغراق
 میں آہ کینچے اوسکو چوب طریقت مارنا چاہیے حدیث میں آیا ہے کہ ایک بڑے صحابی رضی اللہ
 عنہ اپنے باغ میں بیٹھے حق تعالیٰ کی یاد کرتے تھے اوسکے ایک درخت پر ایک مرغ ابھیٹا اور
 خوش آوازی سے بولنے لگا اؤن صحابی کا دل اوسکی آواز کی طرف مائل ہوا اور ایک مرہ
 پایا یہ حال ایک زمانہ تک ہا کہ دفعہ وہ مرغ اڑ گیا اور اؤن صحابی کا حضور جو خدا کی یاد
 میں تھا باقی نہ رہا بہر چند سبھی کی کچھ فائدہ نہوا اونہوں نے حضرت کی خدمت میں حاضر
 ہو کر کیفیت عرض کی ارشاد ہوا کہ تھے بڑا گناہ کیا اسکا کفارہ کیا دو گے عرض کیا جو حکم
 ہو فرمایا وہی باغ خیرات کر دو شب کفارہ ادا ہو غور کرنا چاہیے کہ بے قصد مرغ کے آواز
 سننا باعث حجاب حضور خدا کا ہوتا ہے پس جو لوگ قصد آواز رنگارنگ کہ خلاف شرع ہوں

سنین اور اسکو سبب قرب خدا جانین اور نکاح کیا حال ہوگا واضح ہو کہ جب خدا تعالیٰ
 کی محبت کمال کو پہنچتی ہے تو حضور اور شاہدہ و انجی حاصل ہوتا ہے اور ایک دم مشاہدہ
 فارغ نہیں ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے اور کوئی چیز اسکو مطلوبات
 کو نہیں سے خوش نہیں آتی ہے گو وہ چیز مباح ہو اور اگر خوش آئے تو محبت میں نقصان ہے
 اگرچہ وہ شخص ستیاب الدعوات ہو حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
 والسلام شرب سے مینہ برسنے کیواسلئے دعا چاہی اونکی دعا سے مینہ برساق حق تعالیٰ کیطرح
 سے آواز آئی کہ اے موسیٰ شرب میں ایک عیب ہے کہ نسیم صبح کو دوست رکھتا ہے اور میری محبت
 میں غیر کی دوستی حرام ہے نقل ہے کہ زمانہ سابق میں ایک زاہد جنگل میں مدت سے عبادت
 کرتا تھا اتفاقاً وہاں کسی درخت پر ایک مرغ کا گونسلاتا تھا اور وہ اس میں آواز خوش سے
 بولا کرتا تھا اور یہ زاہد اس درخت کے نیچے سنا کرتا تھا اسوقت میں جو غیر تھے اونکو
 وحی آئی کہ فلان زاہد کو کہدو کہ تونے آواز خوش سے دوستی کی ہے تمہاری درگاہ سے
 دور ہو گیا پوشیدہ نہ ہے کہ عشق و مطرح پر جو عشق شیطانی اور عشق رحمانی عشق رحمانی
 تجلیات رحمانی سے پیدا ہوتا ہے اور موافق شرع کے عبادت اور اعمال کمانے سے وہ عشق زیار
 ہوتا ہے اور عشق شیطانی تجلیات شیطانی سے ظاہر ہوتا ہے اور خلاف شرع عبادت اور
 شبہ اور حرام کمانے سے وہ عشق زیادہ ہوتا ہے نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادبیم سے ایک شخص
 نے کہا کہ ایک جوان تمام شب بیقرار رہے آرام گریہ و زاری کرتا ہے اور سوتا نہیں ہے حضرت
 ابراہیم نے کہا کہ مجھے وہاں لیچلو لوگ لگیے تو سننے سے زیادہ دیکھا آپ تین روز وہاں ہی
 اور سو پانی کے اور کچھ نہ کھایا اس جوان کی خورش کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ شب کا کھانا
 کھاتا ہے قرایا اللہ اکبر یہ شیطانی ہے اور اس جوان کو اپنے مکان پر لگیے اور مردوری

کر کے آپ بھی کہاتے تھے اور اوسکو بھی کہلاتے تھے چالیس روز کے بعد اوس جوان کا
 عشق جاتا رہا اور وہ بیقراری اور گریہ و زاری باقی نہ رہی اوس جوان نے کہا کہ تھے
 کیا کیا کہ میری وہ حالت اور عشق و محبت نہ رہی حضرت ابراہیم نے کہا وہ حالت شیطانی تھی
 شیطان شبہ کے لقمہ کے ساتھ تمہارے دلیں دخل کرتا تھا اور حق تعالیٰ کی ذات عالی
 کی نسبت تیرے دلیں اور باطل و فاسد لاتا تھا اب جو لقمہ حلال تیرے باطن میں پہنچا
 شیطان کی راہ مسدود ہو گئی اور جو بات اصل تھی وہ ظاہر ہوئی جائے انصاف ہے
 کہ صبر شبہ اور حرام کے لقمہ سے عشق شیطانی پیدا ہوتا ہی ایسے ہی راگ اور باجے اور
 آواز خوش سے ہی زیادہ ہوتا ہی تو جو شخص آواز خوش سننے کی طرف متوجہ ہو یقین جانو کہ
 وہ شیطانی ہے اور عالم روحانیت سے اوسکو کچھ حصہ نہیں ہی حدیث میں آیا ہے من ملاء
 سمعہ بصوت المغنی عن اللہ علیہ صوت الرحمن اور یہی حدیث میں آیا ہے من
 اعطی ذرہا للمغنی خلق اللہ تعالیٰ امیۃ من النیران خسون ذراعا ولہا الف
 ثم فی کل الف اسنان تا کل لحمہ وعظامہ الی یوم القیمۃ محیط میں ہے
 کہ راگ اور تالیان بجانا اور اوسکا سب حرام ہی اور اوسکا حلال جاننے والا کافر
 اور وہ جو ہو کر یون کا گانا حضرت عایشہ کے گھر میں اور حبشیوں کے کیلنے کا قصہ مروی
 ہی سو وہ ہو کر یان تو شرین پڑھتی تھیں بغیر راگ کے اور حبشی ہتھیاروں کے ساتھ
 کیلنے تھے اور یہ جائز ہی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل صحیح ہے کہ وہ دونوں
 ہو کر یان گائیو تھیں اسلئے کہ ان شعروں کا مضمون انصار کی مدح ہی تھا
 کے مقدمہ میں فتاویٰ جامع میں مذکور ہے کہ راگ اور سننا ملا ہی کا اور باجے بجانا اور
 رقص سب حرام ہی اور اوسکا حلال جاننے والا کافر ہے اللہ تعالیٰ تو یہ نصیب کرے

جو اوسین بتلا ہی اور ستا ہی ہدایہ اور نہایہ میں سطور ہی کہ جمیع ملا ہی حرام ہی بیانتا کہ
تعب اور مزامیر اور تالیان بجانا اور طنبور اور رباب اور بربط اور تنگ اور روت
اور ناک اور سی چیزیں اور ستا انکا حرام ہی بموجب قول اللہ تبارک و تعالیٰ کہ
وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْخَفَاءَ أَكْثَرُهُمْ يَسْمَعُونَ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاغِبُونَ
تانیخان میں مرقوم ہی کہ کیل کی آواز کا سننا جیسے قبول وغیرہ کڑی بیجانا حرام ہی
اور کناہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے استماع الملا فی معصیۃ والجلوس فیها
فسق والتلاخہ ہا من الکفر اور لذت کہتے ہیں نعرہ زنی اور ہاؤن شوکنے اور ان
ان کچ کچ کر نیو تہیہ سب حرام ہی مفتاح المغنیات میں شیخ الاسلام قدوة الایمان نے بدو الرجال
قطب الاقطاب غوث الحق ابوالنصر احمد بن ابوالحسن نامتی فرماتے ہیں جن اشعار و آیات میں
ذکر زلف اور خال اور یاد اہم چشم اور لالہ رخ وغیرہ کا ہوا اور اسکو سننے کوئی روئے اور
لالہ جانے اور خال لائے کا فر ہو جائے اسواسطے کہ اسکی نسبت حق تعالیٰ کی طرف کہ
وہ ہر دہن و بیہ مثل و مانند ہی کرتا ہی اور ذات حق تعالیٰ کی علم و فہم سے ماہر ہی و کلا
بجیٹو کن بہ علماً حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ ذخیرۃ الملوک کے چوتھے باب میں
لائے ہیں کہ لڑکوں کو منع کرواؤن غزلوں اور شعروں کے پڑھنے سے جنہیں ذکر مشق
اور زلف اور خال کا ہوا سواسطے کہ اسکے سبب اذکے دلیں فساد پڑ گیا اور بلوغ کیوت
وہ فساد زیادہ ہو جائیگا فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے یا قی فی الخیر ان کان قوم
یقرؤن قراءۃ الشعر و یضربون ضرب الید و یتخذون المغنیات والدخون
اولئک علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین شیخ الاسلام حضرت ابوالنصر
احمد بن ابوالحسن نامتی فرماتے ہیں کہ بشرخص کے ساتھ ایک شیطان ہوکل ہر مومن ہو یا

کا فرزاہر ہو یا فاسق قربا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ماکہ مکرمہ میں احد
 الا فکل اللہ بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک قال نعم
 ولكن شیطان فی اسلم آدمی جو وقت آواز خوش سنتا ہو اسکا شیطان جو اس پر ہر کل ہے
 ہوش میں آتا ہو اور اسکے ہوش کے یہ اثر ہیں کہ آدمی سر ہلاتا ہی نہ آتا ہے اور ہٹا نہ ہے
 کو دتا ہو لغو کرتا ہو آہ آہ ان کرتا ہو اور یہ سب حرام ہی خواہ دیکھ صفا ہو کہ کذا
 وانکار اور مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہو خواہ دل کی کدورت سے ہو کہ غفلت اور نسیان
 اور عصیان سے حاصل ہوتا ہو اس واسطے کہ یہ بالتحقیق اسی آواز کی تاثیر سے ہوتے
 ہیں نہ مضمون اشعار سے دیکھو اگر وہی اشعار خوش احوالی سے نہ پڑتی جالین تو کچھ
 اثر نکرین اور اسکے اثر سے خیال باطلہ اور اوہام فاسدہ ذات متعالیہ حق تعالیٰ پر
 پیدا ہوتے ہیں اور اگر اس آواز کا اثر نہ تو وہ آہ و فغان کس واسطے ہو اسکے کہ اللہ تعالیٰ
 تو محیط ہی کچھ دور نہیں اگر وہ ہوش و خروش و جبرحانی سے ہی تو اوہین ضبط کرنا اور
 پیمان رکنا اولیٰ تر ہی اس واسطے کہ نور تجلیات رحمانی سے ہی اور نار تجلیات شیطانی سے
 ہمارے جسم کی حرکت پیدا ہوتی ہی اور نور سے سکوت دل حاصل ہوتا ہی پوشیدہ نری
 کہ آدمی میں ایک جوہر ہے کہ جس طرف توجہ کرتا ہی لہٰذا استعداد اور حال کے موافق اسکا
 مزہ چکستا ہی تو چاہئے کہ آدمی رغبت آیات و حدیث کی طرف کرے کہ اسکا مزہ بیشک حلالی
 ہی اشعار اور بیات کی طرف توجہ کس واسطے کرتا ہی کہ بے شبہ ذائقہ اسکا شیطان ہی اور
 یہ سب صحبت کا اثر ہی دیکھو ماتمزدہ کے پاس بیٹھنے سے غم حاصل ہوتا ہی اور شادمان
 کی صحبت سے خوشی ایسے ہی بدعتیوں اور مکذوبین کے ساتھ بیٹھنے سے بدعت اور الحاد
 اثر کرتا ہی اور اہل اللہ اور صاحب شریعت کی صحبت سے عجز اور زاری اور توحید حقیقی

اور سلوک حقانی پیدا ہوتا ہے اور کایات و حدیث اور عقائد شریعت کا مزہ ملتا ہے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ چار آدمی کی صحبت سے دل بیمار ہو تا ہے عالم بے عمل زیادہ بدعتی غنی تکبر ستونی جاہل فرمایا جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الحقیۃ نا فیدر اسی وجہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد کیا من و قر صاحب بدعة فکافا احسان علی ہدم الاسلام اور من تبسم فوجہ مبتدع فکافا احسان علی ہدم الاسلام اور فرمایا جو شخص بدعتی کے مونہ پر صاحبست کی رو سے ہنسے تو اسے گویا اسلام کے ویران کرنے کی مدد کی اور یہی فرمایا کہ جس نے صاحب بدعت کی توہین اور تذلیل کی تو اس کو اللہ تعالیٰ بجا و یگا قیامت کو بڑے غم و الم سے یہ حدیثین تہذیبین ابو شکور ساجی نے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی بین سوال آواز خوش سننے سے ذوق اور کیفیت حاصل ہوتی ہے چہرہ ناجائز کیوں ہے جواب ہر چند آواز خوش سننے سے ذوق اور کیفیت حاصل ہوتی ہے لیکن احتمال ہے کہ وہ آواز شیطان ہو آیات و حدیث میں عبادت کیواسے حکم ہوا کہ **وَ اِنْ تَحِبُّوا دُنُوْنِیْ فَهَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِیْمٌ** اور **وَ اتَّجِدُوا وَ اقْرَبُوا** اور مانند اسکے کہیں یہ امر نہیں ہوا کہ آواز خوش سنو تو قرب حق تعالیٰ زیادہ ہو جواب و وسر احوال ذوق اور حال کہ با شروع وجہ سے پیدا ہو وہ شیطانی ہے اور جو شروع وجہ سے حاصل ہو وہ روحانی ہے تم نے فرض کیا کہ اوس قوم کے گمان کے موافق وہ حالت روحانی ہے چہرہ ہی استعار اور عارض ہے اسواسے کہ جب تک وہ آواز ہی بہ ذوق و حالت ہی ہے اور جب وہ آواز بند ہوئی وہ حال ہی جائز اور عارف کامل پر یہ حال خوب مشکف ہے کچھ کہنے کی حاجت نہیں جو عاشق صادق و عاشق روحانی رکھتا ہے اس کا یہ مقام ہوتا ہے کہ اسکے واسطے ذوق اور حضور اور شاہدائی

ہر وقت موجود رہتا ہے تو سالک کو چاہیے کہ وہی طلب کرے جو دائمی ہے نہ وہ جو عارضی ہے
 محققین کامل اور عارفان واصل نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو ذوق اور حالت اور عشق اور
 معرفت حاصل ہو اور وہ اس کا مطلوب ہو جاوے تو وہ اسی حالت کا عابد ہی عابد
 حق نہیں اس واسطے کہ وسیلہ مطلوب کا عین مطلوب جاننا کفر ہی سوال دل اسرار الہی
 کا خزانہ ہی آواز خوش سننے سے وہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں جس طرح پر پتھر اور لوہے سے آگ
 ظاہر ہوتی ہے چو اپ اگر چہ اس قوم کے گمان کے موافق اسرار نہانی ظاہر ہے مگر لیکن
 اسرار نہانی کا ظاہر کرنا کفر ہی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے افتاء اسرار
 الہی بوجہ کفر یعنی اسرار بوجہ کفر کا ظاہر کرنا کفر ہی اور جس کو عشق رحمانی ہے وہ عشق خود
 ظاہر کرے نیز اسرار نہانی کا ہی اور پوشیدہ رکھنا اس کا لازم ہی آواز خوش سننے کی کیا حاجت
 فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے من عشق الہ سوال راگ اور باجہ حقیقت
 میں حرام مگر جو عشق کا بیمار ہی اس کا علاج ہی اس کے واسطے راگ اور آواز خوش سناوڑت
 ہی چو اپ یہ بیماری کیا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفاء
 راشدین اور تابعین اور علماء مجتہدین کے وقت میں نہ تھے یا انہوں نے اس بیماری
 کا یہ علاج نہ جانتا تھا اس عقیدہ سے انکار خدا و رسول اور خلفاء راشدین اور مجتہدین
 کا لازم آتا ہے اور انکار ان کا کفر ہی اللہ تعالیٰ تو دلون کی بیماری کی شفا اور رحمت
 اور قرب حق کا سبب قرآن کو فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ**
مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۱ اور
فَرَمَا وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۲ اور فرمایا قل
هُوَ الَّذِي آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءً ۳ کسی آیت و حدیث میں یہ نہیں آیا ہے کہ

پیارے دل کی شفا آواز خوش ہو یہ سب بہتان اور گمراہی اور بد اعتقاد ہی ہے۔
 وَحَبَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمُ الْكِنَّةَ اَنْ يَفْقَهُوْهُ وَفِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّمَنْ هِيَ اَنْهٰى
 ہر نقل ہو کہ ایک گروہ غنا و دست ایک فقیر کے پاس الزام دینے کو آیا اس بیت کے معنی
 پوچھے

بشنواز نے چون حکایت میکند	وزجدائی ہا شکایت میکند
---------------------------	------------------------

فقیر نے کہا کہ نے کیا خوب راست گو ہو کہ شکایت اپنے مطلوب کی جدائی کی کرتی ہو کچھ
 اپنے وصل کا احوال بیان نہیں کرتی ہو یعنی یہ نہیں کہتے کہ میں واصل ہوں شخص
 ایک وجہ سے اپنے مطلوب سے جدا ہوا ہو اور وہ ہزار وجہ سے اس واسطے جدائی کی شکایت
 کرتی ہو ایسے ہی شخص ایک طرح پر بعید درگاہ ہو اور شیطان ہزار طرح سے دور پس نے
 احوال دوری کا بیان کرتی ہو شکایت نہ احوال قرب وصال کا اسے عزیز شیطان بہکا
 راہ زن ہو لیکن دو قوم کو زیادہ تر گمراہ کرنا ہی ایک وہ گروہ جو کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ
 کے عشق و محبت میں مستغرق ہیں شرابین پینے سے ہماری تو کیفیت اور عشق و محبت زیادہ
 ہوتی ہو اور ایک وہ گروہ جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت میں مستغرق ہیں
 اور آواز خوش سننے سے ہمارا عشق و محبت زیادہ ہوتا ہو اور اپنے آپ کو نیست و نابود جانتے
 ہیں کہ وہ آپ ہی کہنے والا اور آپ ہی سننے والا ہو آپ ہی شاہد ہو آپ ہی شہود ہیں
 و نون گروہ غلطی میں پڑے ہیں کہ اپنے ذوق کی حالت کو انبیاء علیہم السلام اور اصحاب
 اور خلفاء راشدین اور علمائے مجتہدین پر غلبہ دیتے ہیں مفہوم و نکایہ ہوا کہ یہ حضرات یہ
 حال نہیں دیکھتے تھے ہم کہتے ہیں جو ہم سمجھتے ہیں اور کوئی نہ سمجھتا تھا اور کہتے ہیں کہ ہم
 یہ حال نصیب نہیں ہو وہ حیوان مطلق ہو واضح ہو کہ ان باتوں اور اعتقادوں سے

یہ دونوں قوم کافر ہو جاتی ہیں نعوذ باللہ ان دونوں قوموں کی راہ شیطان
 اس طرح پرارتا ہے کہ جیسے شراب اور بنگ وغیرہ کے کھانے سے خیالات اور اوہام فاسد پیدا
 ہوتے ہیں ایسے ہی آواز خوش سننے سے اور حسن کے دیکھنے سے خیالات باطل اور اوہام
 فاسد پیدا ہوتے ہیں کہ کسی نے نہ دیکھے اور نہ سنے آدمی جانتا ہے کہ یہ عرفان اور محبت
 اور عشق اور جذبہ اور حالت ہے اور اس میں ایک بیہوشی طاری ہوتی ہے اور اس سستی
 اور بیہوشی کے عالم میں شیطان طرح طرح کا رنگ اور چیزیں دکھاتا ہے جیہ جانتا ہے کہ یہی
 مشاہد حق تعالیٰ کا ہے افسوس یہ نہیں جانتے ہیں کہ معرفت الہی کا کماحقہ حاصل
 ہونا تو عبادت سے بھی بہت مشکل ہے بدعت اور نامشروع سے کیسے حاصل ہوگی عشق
 اور محبت اور ذوق اور حالت اور یقین اور معرفت کہ یہ حالت روحانی اور روحانی
 ہیں ایک عنایت الہی اور جذبہ ربانی ہے جیہ باتیں کسب اور سبب نہیں حاصل ہوتی ہیں
 جیہ تو مولیٰ اور بندے کے درمیان ایک سرے تجلیات اور انوار الہی سے کہ سوا آدم
 کے مقرب فرشتے بھی اس سرے محروم ہیں بڑے شرم کی بات ہے کہ بدعت اور گمراہی سے
 ان باتوں کا حصول سمجھنے دوسری وجہ مخالفت رگ اور باجے اور آواز خوش سننے
 کی اندرونی ذوق اور حالت اور واقعات اور تصوف اور طریقت اور حقیقت کی
 ہے کہ آواز خوش بین بہت لذتیں ہیں انہیں سے لذت نفس اور لذت روح ہر نفس
 کی یہ لذت ہے کہ جس شخص کو دنیا کی محبت ہو اور اس میں اخلاق و سمیہ جیسے غرور اور
 ریا حرص و ہوا حسد و کینہ طمع و شغل وغیرہ موجود ہوں اور اس کا دل وابستہ مطلوب
 کو نہیں ہے ہوا و سکو آواز خوش سننا مطلوبات کی طرف کھینچتا ہے اور لذت اس کی
 نفس کو بہنوختی ہو گمراہ آواز خوش سننا حرام ہے اس واسطے کہ آواز سننے سے تکبر اور نفاق

محبت اور زینت دنیا کی زیادہ ہوتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے الخناء منبت النفاق والقلوب
لما بنيت الماء البقل اور جن لوگوں کو لذت روح ہے وہ ووطرح کے ہیں مبتدی
اور متدی اور تیسرے ان کے مقلد ہیں پس مقلدوں کی کیفیت کا حال یہ ہے کہ انہوں
نے اطوار قلوب اور احوال روح کو تو ہنوز طے نہیں کیا اور تیز کیے نفس اور تصفیہ دل
اور تجلیہ روح ہی ان کو حاصل نہیں ہو سکا اور خوش سے ایک رقت پیدا ہوتی
ہے اور رقت سے ان کو رونا آتا ہے پس وہ جانتے ہیں کہ یہ رقت اور سرور تو قرآن
مجید کی تلاوت اور نماز روزے اور تسبیح و ذکر میں ہی ہم نہیں پاتے ہیں یہ آواز
خوش ہی کی تاثیر ہے تو آواز خوش کو قرآن اور نماز روزے اور تسبیح وغیرہ سے ہی بہتر
جانتے ہیں اور یہ بہتر جاننا کفر ہی کی طرف کہنچتا ہے اور قریب بہ لعنت کر دیتا ہے فرمایا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صوتان ملعونان فی الدنیا والاخرۃ وہما
صوت المذمار عند نعتہ وصوت العویل عند مصیبتہ مقلد کا تو یہ حال سنا
آج نہ کہ مبتدی تو سب پاؤں آتش ہو رہا ہے اندر باہر سے عشق کی آگ تیزی کر رہی ہے آواز
خوش سے وہ آگ زیادہ تر جوش میں آ کر اس کے وجود کے ہیزم کو جلا دیگی اور جان بحق
تسلیم کر گیا تو جس طرح نہر قائل حرام ہے ایسے ہی یہ بھی حرام ہے اکثر لوگ اس طرح ہی مر گئے اور
مقصود اصلی اور مقام عشق اور قرب حق تعالیٰ سے کہ فتنہ عشق کا جو دور ہے مذکور بالا
میں مسطور ہے کہ حضرت شیخ محسن ابھری رحمہ اللہ کے ایک مرید تھے کہ جبوقت آیہ کلام مجید
سنتے تھے زمین پر گر پڑتے تھے شیخ نے ان کو منع فرمایا کہ الصعقة من الشیطان حضرت
بایزید بسطامی رحمہ اللہ کے ایک مرید نے ایک بار لغو مارا شیخ نے منع کیا کہ لغو مارنا لہو کا

کہو نہ وہ سب حرام ہی اسی عقل سے اللہ تعالیٰ کو پہنچتے ہیں اور وہ خدا کا یہ سر ہوتا
 ہو نہ بی عقلی سے انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہر چند مشابہت حق تعالیٰ میں
 مستغرق تھے لیکن جس قدر اور کمال استغراق زیادہ ہوتا تھا اور سید قدر عقل و ہوش میں
 بھی زیادتی ہوتی باقی تھی ہی عقل و ہوش ہونا تجلیات شیطانی اور جنون اور شہوات
 کا نشان ہے گو اور میں شخص سے عجائب و غرائب ظاہر ہوں اس واسطے کہ شیطان کو بہت
 قدرت ہے وہ عجائب و کما کے اپنی طرف کیبچتا ہی مثل فرعون و دجال کے مخفی تر ہے
 کہ انسان کے سوا کبھی عقل کامل عنایت نہیں ہوئی جو شخص عقل سے پہلے پھر انسان
 نہیں ہے حدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے شب
 معراج میں حضور حق تعالیٰ سے معاشرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے تین جوہر آپ کے سامنے
 کئے جوہر ایمان جوہر حیا جوہر عقل کہ ان میں سے ایک اختیار فرمائیے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سوچے کہ تینوں جوہر بہتر ہیں جس کو قبول کیا جائے جبریل علیہ السلام
 نے تعلیم فرمائی کہ جوہر عقل کو آپ اختیار فرمائیے کہ باقی دونوں جوہر عقل سے متعلق ہیں
 اگر عقل نہ ہو تو ایمان اور حیا دونوں فوت ہو جائیں البتہ جوہر عقل کے جوہر کو کہ جس کے
 سبب شریعت کے قواعد اور حیا اور جملہ عبادت کمال کو پہنچتے ہیں اپنے ہاتھ میں لانا
 شریعت کے چرغ کی روشنی سے طریقت کی راہ کے غار و خس کے ضلالت اور گمراہی سے دیکھ
 اور عقل اور ہوش کی شمع سے حقیقت کے میدان کے نشیب و فراز کو دیکھ نہ سالک کو
 چاہیے کہ مشق میں جلدی اور جوش نہ کرے عقل رہی خرویش نہ کرے عشق و معرفت و معرفت و معرفت
 و محال کی شراب پئے مہوش نہ ہوئے جانان کی مجلس کو شوق و محبت سے آرائش کر اور
 لوح جان سے اوسین نغمہ سرا ہو شرع اور سنت کی شمع سے اس کو روشنی بخشنے اور حضرت

رسالت مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ و اسحابہ وسلم کی متابعت کے عطر اور خوشبو سے مسطرا کر
 شہر روح کو نور ایمان سے منور کرے اور ہر چیز کا مزہ لے اور طلب زیادتی کی رکے
 نقل ہے کہ ایک مسافر شہر بشیر گاؤں گاؤں بہر تاہتا ایک روز گاؤں میں پہونچا
 ایک گھر میں گیا صاحب خانہ کے لڑکی صاحب جمال اوسکے واسطے کانا لائے مسافر
 اوسکو دیکر بیہوش ہو گیا اور اوسکا ہاتھ اوس گرم کمانے میں کہ آتش تہا پڑ کر
 جل گیا جب دیر میں اوسکو ہوش آیا تو اپنی اوسکو خبر نہ ہی اوسکے گھر کے گرد دیوانہ را
 بہر تاہتا ہمسایوں نے رحم کہا کر لڑکی کے والدین سے کہا کہ تم اوسکی شادی آخر کرو گے
 اس نامراد سے بہتر کوئی نہ ملے گا اونہوں نے قبول کیا جب اوس لڑکی سے پوچھا اوس
 منظور کیا کیسب پوچھا کہا کہ میرا قابل اظہار کے نہیں ہے جب بہت اصرار کیا تب لڑکی
 نے کہا کہ یہ شخص میرے طلب اور عشق میں ناقص اور خام ہے پوچھا کس طرح کہا مجھکو دیکھتے
 ہی بیہوش ہو گیا اور بہو جاتا ہی میرے حسن کا تماشا کیسے کریگا اور میرے کلام کی قدر را
 مزہ میرے ناز و کرشمہ کا کیا جانے گا اور میرے وصل کی تاب اوسکو کیسے ہوگی ایتریزو
 بہت لوگوں کا مرغ جان آواز خوش کے سننے اور حسن کے دیکھنے سے نفس تن سے پرواز
 کر گیا اور آتش عشق نے اکثر وں کے خاشاک وجود کو صاف جلا دیا اور مقصود صلی
 کو کہ وصال دوست ہی نہ پہونچے اسکی مثال یوں سمجھنا چاہئے کہ عشق تو بجا ہے تنم کے
 ہو اور توحید اور معرفت اوسکے شاخ و برگ اور علم الہی اور تجلیات اور عبادہ اوسکا
 کل اور میوہ ہو اگر تنم زمین میں پوشیدہ نہ کیا جاوے گا تو کیسے اویگا اور شاخ و برگ
 اوہیں کیسے آوے گا اور میوہ اور پھول کس طرح لگیں گے اسے ثابت ہوا کہ تنم عشق کا
 پوشیدہ رکھنا اور اوسکی پرورش قواعد شریعت اور طریقت اور حقیقت سے کرنا منہ

ہر جب یہ حال ہو تو اہل سنت و جماعت کے سب مجتہد و کچھ نزدیک از رو اتفاق کے
 راگ اور باجے مثل دف اور طنبور اور بربط اور زباب وغیرہ کے حرام بین یمان تک کہ
 قرآن پڑھنا حلال نہ عبادت ہو لیکن وہ بھی راگ بین پڑھنا حرام ہو بلکہ اگر کیا خوب کئے گئے
 ہو جائے اگر کوئی آواز خوش میں قرآن پڑھے اور کچھ کم اور زیادہ احمان میں کرے اور
 کوئی مقام اوس سے چوٹ نہ جائے تو بھی مکروہ ہو فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم نے نہ یہو القرآن بحسن الصوت یعنی قاعدہ تجوید اور مخارج حروف کے ادا کرنے
 سے نہ راگ کی آواز سے اگر فرہ برابر آواز خوش میں نفع ہوتا تو مجتہد و کچھ کے اجتہاد
 میں بلا شک اختلاف ہوتا جب اسکی حرمت باتفاق ثابت ہو تو جو شخص خدا اور رسول
 اور مجتہد و کچھ کے حرام کئے ہوئے کو مکروہ جانتے سے کافر ہو جاتا ہو تو حلال جہانے والی کا
 کیا حال ہو گا تمہید ابو شکور میں مسطور ہے کہ لہو و لعب ناچ اور راگ کا مکروہ جانتے والا
 کافر ہو جاتا ہو اس واسطے کہ اسکی حرمت بدلائل نص و باجماع است ثابت اور پیغمبر کے
 وقت میں اسکی نفی محقق ہو ایضاً یہ محبت الہی کا مقام عالی اور حال لازمی جب نبھو
 حاصل ہو تو اسکو پوشیدہ رکھنا چاہئے بحوجب حدیث من عشق الخ کے اور نامحرمان
 سے بھی پوشیدہ رہ حدیث قدسی میں ہو اولیائی تحت قبائی لایعرفہ عیدی اگر تو
 وہ احوال پوشیدہ ظاہر کر لیا تو وہ عتاب میں گرفتار ہو گا ایک یہ کہ جو شخص بادشاہوں
 کے راز کو ظاہر کرنا ہو تو وہ لایق نزدیک کی شاہوں کے نہیں رہتا ہو تو تو بھی درگاہ سے
 دور پڑ گیا تو مگر یہ کہ اسرار نہانی کا اظہار کفر ہو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم نے افشاء اسرار الربوبیۃ کفر محققین کامل اور عارفان واصل نے فرمایا
 ہو کہ اگر عشق و محبت ذوق و حالت کیسے حاصل ہوا اور وہ اسکا مطلوب ہو جائے

تو وہ عابد اوس ذوق کا ہی نہ عابد حق کا اس واسطے کہ وسیلہ مطلوب کو عین مطلوب
 جاننا کفر ہی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ من احب الله لبده فهو
 بشرک بالباری فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اکثر یہ دعا کرتے تھے کہ اللہم انی اعوذ
 بک من الشرک الخفی یتیمنا اللہ تعالیٰ آپکی صفت میں فرماتا ہے کہ ما نراغ البصو وطمع
 پس سالک کا احوال باطنی کی طرف متوجہ ہونا بغاوت اور طغیان ہی سبحان اللہ کیا خوا
 فرمایا ہے رباعی

آنرا کہ فنا شیوہ و فساد آئین ست	نے کشف و یقین نہ معرفت نے دین ست
رفت او ز میان ہمین خدا ماند خدا	الفقر اذا اتو هو اللہ این ست

ایضاً

دنیا جم را وقصر و خاقان را	تبیح فرشتہ را سفار ضوان را
دو نخب بدر بہشت مرپاکان را	جان مارا و جان ما جانان را

تمام ہوئی عبارت ہدیۃ السنی ترجمہ ہدایت الاعلیٰ کی جو دو باب بارہویں اور تیرہویں
 میں لکھی ہیں واللہ اعلم بالصواب اور کتاب اخبار الاحیاء تصنیف شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ
 میں بیان حال شیخ عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ میں مرقوم ہے کہ طریق انکاساع میں بھی
 نزدیک اسی طریق کے تھا کہ مرید و متبع اس کے عمل پر راضی نہ تھے اور نہ فعل مشائخ پر انکا
 کرتے تھے شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ ہمارے ملک میں یہ رسم
 سماع کی عجائب متعارف اور مروج ہے اور اگر کوئی اوس سے بچے اور پرہیز اور انکار کرے
 تو اسکو تمام مخلوق سے مخالف ہونا چاہیئے اور سب لوگ اوس سے متناسل ہو سکیں بدستور

میں اور اسپر قہمت مخالفت مشایخ کی کرتے ہیں آدمی کیا کام کرے فرمایا کہ اگر کسی سہ ماہی
 یاروں موافق اور اہل معنی اور جہر کے کوئی غزل یا چکر نہ بنا جاوے تو مضائقہ نہیں ہے
 تیسرے عرض کی کہ وہاں اجتماع اور محافل کرتے ہیں اور اہل اور نااہل اور فاضل اور
 صالح اور ہر قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور ایسا ایسا کرتے ہیں جیسا کہ ملک ہند وستان
 میں دیکھا ہوگا اسکا کیا حکم ہے فرمایا کہ یہ خود اصلاً اور بالکل جائز نہیں ہے اور نہ کرنا چاہیے
 اور بچنا اور پرہیز کرنا اور اس وقت طالب حق سے اس صورت میں قطعاً سہل و آسان
 اور درگزر نہ کی فقط اور اسی کتاب میں حال شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ میں ترجمہ
 ہے کہ ایک روز بعض مریدان شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس کی تھی اور وہ
 زنون سے سرو دستے تھے شیخ نصیر الدین جو مجلس میں تھے اونٹنے کے نکلیں یاروں کے تکلیف
 پیشنے کی کی انہوں نے کہا کہ یہ خلاف سنت ہے یہ یاروں کے کہا کہ تم سماع سے منکر ہوئے
 اور شریعت سے پرے جواب دیا کہ یہ کچھ نہیں ہے بلکہ دلیل کتاب اور سنت سے ہونا
 چاہئے بعض اہل غرض نے یہ بات شیخ تک پہنچائی کہ شیخ محمود ایسا کہتے ہیں شیخ سوان کا
 سچا بجامہ معلوم تھا فرمایا کہ وہ سچ کہتے ہیں حق یہی ہے کہ جو انہوں نے کہا اور میرا اولیاء
 لکھا ہے کہ مجلس شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ میں مزامیر نہ پڑھتا تھا اور نہ تصنیف اور دستک
 اور تالی سجاتے تھے اور اگر کوئی یہ خبر کسی یار کی پہنچاتا تھا کہ وہ مزامیر نہ پڑھتا تھا تو کوئی
 منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خوب اور اچھا نہیں کرتا اور خیر المجالس میں کہا کہ ایک عزیز
 خدمت شیخ نصیر الدین میں آئے اور یہ بات شروع کی کہ بھائی ہو گا کہ مزامیر جماعت میں
 ہوا اور وہ اور نے اور رباب بجاوین اور صوفی لوگ رقص کریں خواجہ نے فرمایا کہ
 مزامیر سہ ماہی کے سماع نہیں ہے اگر کوئی طریقت سے گرا تو بارے شریعت میں رہا

اور اگر شریعت سے بھی گرتا وہ کہاں جاوے گا اول تو سماع میں اختلاف ہی نزدیک ملے گا
 ساتھ کتنی شرطوں کے اہل کو سماع ہی مگر مزایہ باجماع حرام ہی انتہی من اخبار الاخیار
 اور کتاب مخزن الانوار ترجمہ گنج الاسرار میں جناب خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ معرفت
 چودہویں کے آخر میں کتاب مطبوعہ مطبعہ نشتی نو لکھنؤ واقعہ کانپور کے صفحہ ایک سو کتر
 میں فرماتے ہیں کہ بعض نارسیدگان قرب حضرت بیچ استقامت عمارت عالم ناسوت و
 ثابت قدمی عبادت عقبی کی بحالت سوگنا ناستے ہیں اور واسطہ نموداری خلافت
 کے رقص کرتے ہیں پس سوگنا استقامت تربیت جذبہ عشق و حرانیت و سوگنا معرفت
 استغراق کمال سکر محبت کے عالم ناسوت میں بحالت سوگنا حرام ہی اور اگر اساک
 مجذوب بیچ معرفت جذبہ اصلاح باطن اور اطاعت عالم حیرت و استقامت تربیت تلاوت
 حفظ قلوب یاسبانی قرب حضرت کی ثابت قدمی اور سکر محبت حاصل ہو تو بحالت ہتھرت
 سستی سکر محبت و مقام محو کے عالی قدر مراتب سستی عشق محبت کے بعض کو سماع حلال ہے
 اور بعض کو سماع ہی اور معرفت اکیسویں میں جو بیان سماع میں ہے صفحہ ۸۷ سے صفحہ
 ۹۰ تک میں ہے کہ آگاہ ہو کہ شرط اصلی سماع کی وہ ہے کہ زبان و مکان اور انخوان کا
 لحاظ چاہئے رکنا زمان او سو کوکتے ہیں کہ بصوت دل مشغول کسی چیز کا ہو یعنی غسل
 و استنجا و وضو یا نماز یا غرض طعام وغیرہ کے کہ دل مقام حالی سے پرگندہ ہو سماع
 کچھ اثر نہ کرے گا مکان وہ ہے کہ راہ گزر ہو یا جائے تاغوش و تاریک یا خانہ ظالم یا خانہ
 غصہ ناک یا خانہ بے نازی ہو کہ وہ اسلام سے خبردار نہ ہوے اگر اسوقت طبیعت ہی
 کداز ہوئے مگر سماع اثر نہ کرے گا انخوان وہ ہے کہ حضار محفل اہل سماع سب ہمہ یکا یک پیہر کے
 ہوں یا معتقد ایک خاندان کے ہوں کہ اثر زیادہ ہو و یا درویش ایک صفت

یعنی سب صوفی ہوں یا سب رند یا قلند یا حیدری ہوں کہ وہ بہر حال ایک دوسرے کے بہائی ہیں اور اگر کوئی متکبر دنیا دار یا زنا بد ریا کار مجلس میں حاضر ہو کہ ساتھ مختلف کے حالت لاوے اور رقص کرے تو سماعت ہوشیاری سماع حرام ہو دیا تو الٰہی غفلت دے رخصت و یا تارک الصلوٰۃ حاضر ہوں دیا غلاطی ہر جائے و کیفیت ہو دیا عورتیں جو ہوں یا جان انکار شریک یا کس ہوں اہل فحاشی کہ شہوات میں لگا ہوا سماع طہم ہو کہ واسطے کہ آگ شوق و کھڑا مرد عورتوں کی غالب آتی ہو اور فسق و فساد پیدا ہوتا ہو پس ایسا راگ سننا بالکل ضرر پہنچاتا ہو شرط و دوسری وہ ہو کہ سب مردم اہل سماع شیخی نگاہ رکھیں اور ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھیں اور بائیں کرنا حرام جائیں اور پانی نہ پئیں اور سر نہ ہلائیں اور بناویک سے کچھ حرکت نہ کریں بلکہ دوزانو بیٹھیں اور دل ساتھ خدا کے لگا لکھیں اور منتظر اس امر کے رہیں کہ غیب سے ولیمین کیا آگلتا ہو بسبب اس سماع کے اور اپنے کو سنبھالنا چاہیے کہ تا با اختیار غور و فکر ہو کہ حرکت نہ ہوئے اگر کوئی شخص بیچ قلب و جد کے کلمہ کہتا تو اہل سماع اس کی موافقت کریں حتیٰ کہ اگر کپڑی او سکی گر جاوے تو پہرہ و شاکر اس کے سر پر رکھیں اور نگہ پانی کریں اگر چہ پتہ امر بدعت ہی مگر جہت بدعت بنی نیک ہو اور بدوہ ہی کہ مخالف سنت ہوں دل حروم کا خوش کرنا شریعت میں محمود ہو اور ایک قوم کی یہ عادت ہو کہ انہوں کے ساتھ مخالفت رکھتے ہیں وہ بیچ اخلاق کے او کی بد عادت ہو اور اسی معرفت میں صفحہ ۸۰ میں ہو کہ اور اس زمانہ میں ایک گروہ گراہوں کا ہو کہ فاسقوں کے سماع میں حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سماع حق سے سنتے ہیں وہ فاسق ہیں کہ واسطے کہ وہ ان کے سماع میں موافقت کرتے ہیں اور فسق و فجور پر حرص زیادہ کرتے ہیں کہ تا خود اور وہ دونوں ہلاک ہوں اور معرفت جو بیسویں صفحہ ۱۰ میں

کہ دل اور سماع کے نزدیک اس حالت میں کہ رغبت ہو مگر مقام سکر محبت و صحبت مستی
استغراق کمالیت محو میں کہ واسطے کہ سماع عالم سہو میں درست نہیں ہے اور معرفت پچیسویں
صفحہ ۲۲۲ میں ہے کہ اور عوام لوگوں کے سماع میں حاضر ہو کہ واسطے کہ سماع ساتھ اہل
سماع کے مباح ہے انتہی میں گنج الاسرار واضح ہو کہ یہ بیان اور وضایا میں ہے کہ جو
جناب علی کرم اللہ وجہہ کو کئے ہیں اور واضح ہو کہ اس کتاب میں جو چند مقام پر لفظ
سہو کا بسین اور ہائے لکھا ہے ظاہر سہو کا تب ہے کیونکہ مقامات سلوک میں کوئی حالت سہو
کی نہیں ہے سہو غفلت ہے اور غفلت کفر طریقت ہے بلکہ یہ لفظ صحیح صحیح بصاد و مملہ اور حار
حلی کے معلوم ہوتا ہے جو مقابل سکر کا ہے اور سہو اور سکر و حال میں متعارف سلوک
کے سہو کے معنی ہوشیاری کے ہیں اور سکر کے معنی مغلوب احوال اور بیہوش ہونا ہیں
واللہ اعلم و علما اشرف و اکمل و احکم

خاتمہ بیان قول مفصل

باب سماع میں

مختصر یہ ہے کہ حکم جائز ناجائز ہونے سماع کا علی الاطلاق روایات کتب مذکورہ سے بخوبی
معلوم ہو گیا خصوصاً ایسا راگ اور سماع جو مروج اہل زمانہ ہے اور بالخصوص ایسا سماع
کہ جو بلا لحاظ شرط اور آداب کے بتزملہ طاعت اور عبادت کے واسطے تقرب الی اللہ کے
استعمل ہوتا ہے تو اب ہر چند حاجت اس کے حکم کو تشریح اور تصریح کی اصلاح نہیں ہو سکتی
جامع اوراق حماد اللہ تعالیٰ عن الشفاق والنفاق خلاصہ روایات مطولہ کو مختصر
کر کے احکام کلی اور مفید تحریر کرنا چاہتا ہے اور آمین صریح طبیعت اور ذہن پر مد

نہیں رکھتا بلکہ اقوال علماء رحمہ اللہ پر کہ باوہان شریعت اور متفقان طریقت ہیں اعتماد کرتا ہے اور جو کہ منطوق فقیر تحقیق مسئلہ اور متفق مقام پر لہذا رعایت طرفین منع وجہ ان کے مناسب سمجھے کیونکہ دلائل منع اور اباحت کے خود متعارض ہیں اور اقوال سلف اور خلف کے مختلف ہیں اور ہر جانب میں اباحت اور منع سے فضلاء کلام اور کلام سے فضلاء میں قطع کرنا ایک طرف پراور سختی اور ورستی کرنا کسی جانب میں بلا شک راہ تصعب اور ناانصافی کی پلٹا ہے کہ وہ میں پیشہ گستاخی اولیاء اللہ اکرام کی اور سوادہی علماء انام کی واقع ہو اور اس خواہش اور دعا کے مطابق میں وہ تحقیق پائی جو کہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب مارج النبوۃ میں لکھی ہے تو اسے کیا فرم و منقول کرنا مناسب اور معقول منقول ہو لہذا اسکو با تمام تحریر کے کتاب نہ تمام کو پونچائی و امر ہو من اللہ الکریم القبولی ولاستعاذۃ والهدایۃ الی الطریق القویم بفضلہ العظیم و تحاہ نبیہ قسمیم نسیم و سیم علیہ واللہ و اعیایہ الصلوۃ و التسلیم

منقول کتاب مارج النبوۃ سے

و اصل اور جو کہ کلام متغنی بالقرآن میں ہوا تو اگر کوئی مسئلہ سماع پر اشارہ کیا جاوے تو وہ نہیں پس جان کہ اس مسئلہ میں اختلاف بہت آیا ہے قدیم و جدید قول و فعل میں تبیین و تفسیر اباحت پر متوقف اور متروک رہی ہیں اور کیا ہے کہ یہ کام ہی نہیں کرتے اور انکار ہی نہیں کرتے اور جان کہ یہ سماع کہ جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے بدیل قول حق تعالیٰ کیا کہ
 یَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ تَوَسَّطَهُ بَدَلِ اس آیت شریفہ کے و اِذَا سَمِعُوا
 مَا يُرْسَلُ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَمَّاءٍ فَاُولَٰئِكَ لَٰسَمِعُوا الْحَقَّ

تو کتاب عوارف المعارف میں کہا ہے کہ یہ سماع ہی کہ اتفاق ہی اسکی حقانیت پر اور خلاف
 نہیں کیا اس میں کسی شخص نے اہل ایمان کو اور یہ سماع کہینچتا اور جلب کرتا ہی حرمت پروردگار
 کریم کو اور وہ کہ جو مختلف فیہ ہی وہ سماع اشعار اور قصائد کا ہی کہ جو ساتھ اہل انظار بشیہ
 کے ہوا اور اسی سماع میں ہی کثرت اقوال کی اور معارف احوال کی بعض اسکے بالکل منکر ہیں
 اور اسکو ساتھ فسق اور مجور کے ملتی رکھتے ہیں اور بعض اسکے حریص ہیں اور اسکو حق شہ
 شمار کرتے ہیں اور یہ دونوں طائفہ طرفین افراط اور تفريط میں ہیں انتہی اخلاصہ کلام
 آگاہ اس مقام پر تین طریقے ہیں ایک مذہب فقہار کا ہی اور یہ اسکا انکار شدید کرتے
 ہیں اور چلتے ہیں راستہ تعصب اور عناد کا اور الحاق کرتے ہیں اوسکے کر نیکو ساتھ
 گناہ اور کہا ہے کہ اور اوسکے اعتقاد کو ساتھ کفر اور زندہ اور الحاق کے اور یہی افراط
 ہی اور خروج ہی طریقہ اعتدال اور انصاف ہے کہ نچا ہے اسپر حرات کرنا مخصوصاً محل
 خلاف میں البتہ منقول ہی علما مذہب سے وہ جو دلالت کرتا ہی حرمت اور کراہت پر اور
 دوسرے طریقہ محدثین کا ہی اور یہ فرماتے ہیں کہ ثابت نہیں ہی اسکی تحریم میں کوئی حدیث
 صحیحہ اور نص صریح بلکہ اسباب ہیں جو کہہ کہ وارد ہوا ہی احادیث سے یا موضوع ہیں یا
 مطعون اور اسطرح آیات قرآنی اگرچہ تفسیر کیا ہی اوسکو بعض اہل تفسیر نے ساتھ اسی
 چیزوں کے کہ وہ دلالت کرتے ہیں حرمت غنا پر لیکن اوسکی تاویلات اور محامل دوسرے
 ہی ہیں کہ ذکر کیا ہی اونکو غیر کے نے علماء اور جبکہ ثابت نہ ولی حرمت تو ثابت ہی محل
 اور اباحت ساتھ دلیل اس قول الہی تعالیٰ کے کہ **وَأُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ** اور
 بعض نے کہا کہ ثابت نہیں ہی نہ حرمت پر نہ اباحت پر کوئی دلیل قطعی شرعی ہے مسئلہ
 بنی ہوگا اس قاعدہ پر کہ اصل اشیا میں کیا ہی یعنی حشر ہے یا اباحت میں شر ہے طریقہ سادہ

صوفیہ کرام کا جو اور مذہب انکا اس بارہ میں مختلف اور افعال متنازعہ فیہ آئے ہیں
 بعضوں نے اجتناب کیا جو اور بعض ایکے باشر ہوئے ہیں اور ارباب اجتناب کا انکار کیا
 کہ شدید اور اجتناب اور تشدید قوی تر ہو کیونکہ مذہب انکا متسک ہی ساتھ عمر بیت
 اور احتیاط کے افعال اور اقوال میں ایچ تمام اوقات اور احوال کے لیکن اور بعض ان
 کے غالبہ حرص اور شوق اور سکر اور محبت اور صغہ مال اور وجہ اور عیان اور
 حکم ایسوں کا حکم والہ و سکران کا جو اور شک نہیں جو تاثیر کرنے نعمون میں بیچ نفوس کے
 اور قریب قلوب کی اور ثمارت باطن کی اور یہ معلوم ہو ساتھ بشاہدہ اور عیان کہ
 تیا شک کہ حیوانات اور بیوقوف اور لاکو نہیں شامل ہونا ان چیزوں کا اور عید لوگ
 بعض نائب ہیں اور بساط حکم اور کچے بار سوخ قدم اور بعض مسکون میں اہل شوق سے
 و گر گون ہوئے والے اور تترائے والے ساتھ غلبہ و جد کے شیفتگی کے اور بعضے مار فک
 کہا جو کہ سماع واسطے اہل تجلیات صفات کے ارباب مواجید سے جو کہ گذرتے ہیں انہر احوال
 مختلفہ اور صفات متباہنہ لیکن اہل تجلیات ذاتی پس مقام انکا جو سکا پردہ کے ہے اور
 تحقیق کی جو اسی طائفہ نے شرائط اور ادب اور سکی اور کافی جو طالب شیع کو کہ جو جامع
 ہو در بیان احکام اور معارف کے نظر کرنا کتاب عوارث المعارف میں کہ ضبط کیا ہے
 او میں ایک باب کو زو اور انکار میں اور ایک باب قبول اور ایثار میں اور ایک باب
 ترفع اور استغفار میں سماع سے اور ایک باب دوسرا ذکر تادب اور احتنا میں واللہ اعلم
 اور صاحب کتاب الامتاع باحکام السماع نے کہا جو کہ غناد و قسم ہی ایک قسم ہے جو کہ جاری
 ہی عادت میں کہ استعمال کیا جاتا ہے واسطے نشاط قلوب اور مبلنے اعمال اور تحمل افعال
 اور قطع کرنے سید انون کے راہج میں اور بعض کعبہ شریفہ اور زمزم اور مقام کے اور

راہ جہاد میں بیچ و صف لڑنے اور جنگ اور مبارزت کے مانند حدی اور نصیب اور رکبانی
 کے اور مانند راکگ عورتوں کے واسطے تسکین بچوں کے اور شل انکے کے اور یہ تمام اقسام
 راکگ کے مباح ہیں اگر انہیں ذکر فواحش اور محرکات کا نہ ہو بلکہ مستحب ہیں کیونکہ یہ سب نشاط
 کے ہیں اعمال مرفوع پر دوسری قسم راکگ کی وہ ہے کہ استعمال کرتے ہیں اوسکا معنی لوگ
 کہ جو جانتے ہیں اس فن کو اور اختیار کرتے ہیں اشعار رقیقہ کو اور سخن کرتے ہیں ساتھ
 نغمات رقیقہ کے کہ وہ ہوجان میں لاتے ہیں نفس کو اور طرب اندوز کرتے ہیں اوسکو
 اور یہ قسم مختلف فیہ ہو درمیان علماء رحمہم اللہ کے ایک جماعت نے مباح رکھا ہی اور کیا
 قوم نے حرام کہا ہی اور ایک گروہ نے مکروہ ٹھہرایا ہی اور کہتے ہیں کہ صحیح تر اور مشہور تر حضرت
 امام مالک اور امام شافعی اور امام اعظم ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ سے قول ساتھ
 کہ اہل بیت کے ہی اور اطلاق حرام کا ہی آیا ہی اور نقل کیا ہی قاضی ابوالطیب رحمہم اللہ نے
 حرمت کو امام ابو حنیفہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہم اللہ سے اور کتاب عوان
 میں کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ ٹھہراتے تھے غنا کو ذنوب اور معاصی سے اور اس طرح نقل کیا
 ہی قاضی ابوالطیب نے حرمت کو عام شعبی اور سفیان ثوری اور حماد اور نخعی اور فاکہی سے
 ساتھ اپنی سند کے اور روایت کیا ہی سفیان ثوری سے کہ سوال کیا گیا ان سے غنا کا
 پس کہا اوہوں نے کہ وہ مثل ایک ہوا کے ہے کہ اس کان سے آوے اور اس کان
 دوسرے سے جاوے اور کہا ہے کہ یہ اشارہ ہی اونسے طرف اباحت اوسکی کے اور نقل
 کی گئی ہے حرمت اوسکی ہی اہل کوفہ اور اہل مدینہ اور اہل عراق سے اور ایک طائفہ
 اباحت کے گیا ہی اور مطلق کیا ہی قول اوسمیں بغیر تفصیل کے درمیان مرد اور عورت
 اور مرد کے اور مساوات اور برابری کی ہو درمیان اوسکے لیکن بشرط اس کے کہ فتنہ

اور وقوع اس کے سے اور فیضون نے فرق کیا ہر دو میان توڑے اور بہت اور
 مرد اور عورت کے اور کہا ہر قائلان اباحت نے کہ روایت کیا گیا راگ اور سنا اور سکا ایک
 جماعت کثیر صحابہ اکابر سے کہ انہیں ہیں چند عشرہ ہمشہ سے اور جم غفیر تابعین اور
 تبع تابعین اور اتباع تبع اور دوسرے علماء محدثین اور علماء دین سے کہ جو ارباب زہد
 اور تقویٰ اور علم اور حیا و عفت کے ہوئے ہیں اور منقول ہیں اس باب میں ان سے
 روایات اور حکایات کہ کفایت ہر او شین اور بے شک معلوم ہوتا ہو کہ ائمہ دین اور
 اکابر اہل یقین مختلف ہیں ان میں لیکن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سناراک کا اور
 مشہور اور مستفیض ہے اور نقل کیا ہوا اسکو جسے کہ غرض کیا ہوا اس سلسلہ میں فقہاء اور
 حفاظ اور ارباب تواضع سے اور ابن عبد البر نے کتاب استیعاب میں کہا ہوا کہ نہیں جانتے
 تھے یہ حضرت عثمان بن کثیر رضی اللہ عنہ اور تھے امیر المؤمنین اور زمانہ کے چچا اور بزرگ حضرت علی
 بن طالب رضی اللہ عنہ اور جایا کرتے تھے وہ طرف گراہی حبیلہ کے کہ وہ مغنیات سے تھی
 اور اسے قسم کھاتی تھی کہ راگ نہ کرے واسطے کسی کے مگر اپنے گہرین پس راگ لایا اور اسے
 واسطے ان کے اور چاہا کہ آدے ان کے گہرین اور سناوے اور کوراگ اور کفارہ ادا
 کرے اپنی قسم کا پس منع کیا ان رضی اللہ عنہ نے اسکو اس سے اور کہا ہوا کہ تمہیں واسطے عبد اللہ
 بن جعفر رضی اللہ عنہ کی چھو کر یاں کہ راگ لاتی تمہیں واسطے ان کے اور عود و بخاری تمہیں واسطے
 ان کے اور کہا ہوا کہ سعید بن السائب کہ جو افضل تابعین سے ہیں اور ضرب المثل ہیں ورع
 اور تقویٰ میں سنا کرتے تھے راگ کو اور لذت پاتے تھے اس کے سوا سے اور اسطرح مسلم
 بن عبد اللہ بن عمر اور قاضی شریح رضی اللہ عنہم سے تھے مٹنا کو چھو کر یوں سے باوجود
 قدر اور کبر سرس کے اور سعید بن جبیر نے کہ اعظم تابعین سے ہیں سنا ایک چھو کر ہی کو کہ

وہ غنا کرتی تھی اور وف بجاتی تھی اور اس طرح عبدالملک بن جریج کہ علما اور حفاظ اور
فقہاء عباد سے ہیں اور اجماع ہی انکی عدالت اور جلالت پرستے تھے غنا کو اور سمجھتے تھے الحجاز
کو اور ابراہیم بن سعد جو ایک شخص تھے پیشوا اپنے زمانہ کے فقہ میں اور روایت نہیں سنا
تھے طالبو کو حدیث کی جب تک کہ نہیں سنا لیتے تھے انکو راگ اور فتویٰ دیا مجلس
بارون الرشید میں ساتھ حلال ہونے غنا کے اور پوچھا انے احوال امام مالک کا پس
کہا اونہوں نے کہ خبر پہنچی ہے مجھے کہ نبی یربوع میں دعوت تھی اور لوگوں کے ساتھ
وف اور عود تھے کہ راگ گاتے تھے اور لعب کرتے تھے ساتھ انکے اور ساتھ مالک کے بھی
وف مریج تھا کہ بجاتے تھے اسکو اور تعنی کرتے تھے واللہ اعلم اور حکایت کی ہے صاحب کتبہ
نے کہ پوچھا گیا حضرت ام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ سے حال غنا کا پس کہا دونوں
حضرات نے کہ نہیں ہی راگ کیا کرتے تھے اور نہ اسور صغار سے اور منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ
کا ایک ہمسایہ تھا کہ ہر رات کو اوٹھ کر راگ کیا کرتا تھا اور حضرت امام صاحب کان رکھا
کرتے تھے اس کے راگ پر اوٹھنا کرتے تھے ایک رات آواز اسکی نہ سنی پس پوچھا اس کے
لواحق سے کہ آجکی رات کیا سبب ہوا کہ آواز اسکی نہ آئی جواب دیا کہ وہ باہر نکلا تھا
آجکی رات پس پکڑ لیا اسکو اور قید کر دیا پس پنا امام نے حمامہ اور گئے نزدیک امیر کے
اور سفارش کر کے رہا کر دیا اسکو اور پوچھا امیر نے کہ نام اسکا کیا ہے کہا کہ نام اسکا
عمر ہے پس چوڑ دیا قید سے ہر عمر نام کو اور کہا امام نے اس شخص کو کہ کیا کر جو کچھ کہ کیا
کرتا تھا تو ہر رات اور جبکہ کان رکھا امام صاحب نے اس کے راگ پر اور منع نہ کیا اسکو
تو دلالت کی اسنے مباح ہونے راگ پر نہ کیا انکے اور سنا اوٹھ کر رات کو باوجود
اوس و رع و تقویٰ کے کہ آپکا تھا محمول نہیں ہوتا مگر اباحت پر پس وہ جو وار د ہوا

نے ہمراہ لیا مجھے طرف ایک مجلس کے کہ وہیں ایک عورت تھی کہ گاتی تھی اور جبکہ فارغ ہوئی
 وہ تو کہا شافعی نے آیا خوش اور پسند کیا تو نے اسکو تو بیٹے کہا کہ نہیں پس فرمایا آپ
 کہ اگر بیچ کہا ہے تو نے تو نہیں ہی تیری جس صحیح یعنی پسند کرنا اور خوش رکھنا غنا کا نشان
 سلامتی طبیعت اور جس کی ہو اور ناخوش آنا اور کا نشان ہی کج طبیعت اور نقصان کا
 اور یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ دلیل شرعی حرمت اور کراہت اسکی پر نہیں ہی اور دلیل
 ہوتی تو خوش رکھنا طبیعت کا اسکو کیا فائدہ رکھتا تھا اور تاثیر کرنے نعمہ میں بیچ
 طبائع کے کسی کلام نہیں ہی یہاں تک کہ حیوانات میں بھی موجود ہی کیا مقام آدمیوں کا
 اور منقول ہی حضرت شافعی رحمہ اللہ سے کہ غنا لو کہ وہ ہی شاہ ہے ساتھ باطل کے
 اور کہا ہی کہ ہو سکتا ہی کہ مراد کو کہ وہ ہو کہ ترک کرنا اور کا اولی ہی کیونکہ اطلاق اور
 اس معنی پر آیا ہی اور امام غزالی نے کہا ہی کہ دلالت نہیں ہی اسکو حرمت اور کراہت پر
 بلکہ اگر باطل کہا ہوتا تب ہی دلالت نہوتی اور حرمت کے کیونکہ معنی باطل کے یہ ہیں کہ
 او میں فائدہ نہوا اور وہ مباح ہو فائدہ اور کہا ہی کہ حل کیا جاوے اسکا جو وارہ
 ہوئے ہیں ایسے الفاظ سے کہ دلالت رکھتے ہیں اور غلطت اور شدت کے ایسے غنا پر
 کہ جو مقترن ہو ساتھ فحش کے یا منکر کے پس تحریم بھت عارض کے ہوتی نہ بھت اوس
 معنی کے کہ ذات غنا میں جو خلاصہ کلام آنکہ ساتھ تحقیق کے صحیح ہوئی ہی قول اور فعل
 حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے وہ چیز کہ صریح ہی اباحت میں اور نہیں ہی نص تحریم
 میں اور لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پس صحیح ہوئی ہی روایت کہ انہوں نے
 سنا ہی راگ کو نزدیکی بیٹے اپنے کے کہ نام اور کا صالح ہی روایت ہی ابو العباس زرغانی
 سے کہ کہتے تھے سنا میں صالح بن احمد بن حنبل سے کہ کہتے تھے کہ میں دوست رکھتا تھا

سماع کو آتے والد سیر کہ ناخوش رکھتے تھے اور کو پس و مدہ کیا بنے ابن جنادہ کہ ہر ایک
 بات نزدیک میرے پس رہے وہ نزدیکی سیر یہاں تک کہ جانا بنے کہ سو گئے والد سیر میں شروع
 کیا ابن جنادہ نے غنا اور سنائے آواز پاؤں کا حجت پر سوچا مابین اوپر حجت کے آؤ کیا
 بنے اپنے والد کو کوٹھے پر کہ سنتے تھے غنا کو اور واسن نیچر بغل اونکی کے تھے اور وہ پر شا
 تے حجت پر گویا کہ رقص کر رہے تھے اور شل اسی قصہ کے عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے یہی قول
 ہے اور یہ وہ ولالت رکستا ہی اباحت سماع پر نزدیک اولن رحمہ اللہ کے اور وہ جو منقول ہے
 اونے برخلاف اسکے پس وہ محمول ہو اور غنا سے مذموم کے جو مقرر اور شامل ہو سنا
 فحش اور منکر کے اور روایت کیا گیا ہی انہیں رحمہ اللہ سے کہ سنا اونوں نے اکیہ حال
 کو نزدیک بیٹے اپنے صماع کے اور انکار نہ کیا پس کہا اونکے بیٹے نے کیا حضرت آیا تھے
 آپ کہ انکار کرتے تھے اسکا اور کہ وہ رکھتے تھے اسکو جواب دیا کہ مجھ کو پوچھا یا پھر کہ استعمال
 کرتے ہیں ساتھ اسکے منکر کو اور حکایت کیا ہی داؤد طائی رحمہ اللہ سے کہ وہ حاضر
 ہوتے تھے سماع میں اور سید ہی ہو جاتی تھی بیٹہ اولن کی سماع میں تبدیہ اسکے کہ طیر ہی
 ہو گئی تھی بوڑھے سے اور تھے وہ رحمہ اللہ عالم فقیہ حنفی شاگرد حضرت امام ابو حنیفہ
 کو فی رحمہ اللہ کے اور کہا ہی فقیہ عالم نام الدین ابوالیر اسکندی رحمہ اللہ نے اپنے
 فتاویٰ میں کہ سماع اگر ہو اپنی شرط سے اپنے محل میں اپنے اہل سے تو صحیح ہے اور اختیار
 کیا ہی اس قول کو ضابطہ سے ابوبکر حلال صاحب جامع اور صاحب ابوعبید العزیز
 نے اور حکایت کیا ہی اسکو صاحب شوعب نے جماعت اونکی سے اور نقل کیا ہی سماع کو
 صماع اور عبد اللہ دینون امام احمدیہ سے اور اختیار کیا ہی حافظ ابوالفضل مقدسی نے وغیرہ
 ظاہر ہے اور ذکر کیا ہی اسکو ابو محمد بن حزم نے اپنے مصنفات میں اور انکا ایک سال

و خاص اسی باب میں اور تصنیف کیا جو ابن طاہر نے اور نقل کیا جو اجماع صحابہ اور
 تابعین کا اسپر اور سوق کیا ساتھ اُن سندوں کے کہ جو ان کے نزدیک ہیں اور
 نقل کیا جو شیخ تاج الرحمن فراہی شافعی شیخ دمشق اور مفتی اوسکے ابن قتیبہ نے اجماع
 اہل حرمین کا اسپر اور نقل کیا جو ابن قتیبہ نے اکثر اہل عراق سے اور روایت کیا جو ابن
 طاہر نے ساتھ سند اپنی کے کہ جب دیکھے تو اہل مدینہ کو کہ اجماع کیا ہو کسی چیز پر پہنچانے
 کہ وہ سنت ہو اور روایت کیا جو یونس بن عبد الاعلیٰ نے کہ پوچھا میں امام شافعی رحمہ اللہ
 سے حال اباحت اہل مدینہ کا سماع کو تو فرمایا اونہوں نے کہ نہیں جانتا میں کسی ایک کو
 علم اجازت سے کہ مکر وہ رکھا ہو سماع کو مکر وہ جو اوصاف میں ہو اور ذکر کیا ابو یعلیٰ جنبل نے
 کہ یوسف بن یعقوب کو ماجشون اور بہائی ان کے رخصت کرتے تھے اور اجازت دیتے تھے سماع
 کی اور کہا یحییٰ بن یعین نے جو بڑے علمائے حدیث سے ہیں کہ ہمارے میں یوسف بن ماجشون
 کے نزدیک پس وہ حدیث سناتے تھے ہکا اپنے گھر میں اور چوکریان ان کی بجاتی تھیں
 معارف کو دوسرے گھر میں اور یہ علماء ثقات اور اہل حدیث کے ہیں کہ مخرج ہیں صحاح
 میں اور کہا جو عبد العزیز بن سلمہ نے کہ ماجشون جو کہ مفتی اہل مدینہ کے تھے اور وثاقت
 کرتے ہیں ان سے ائمہ حدیث اور تخریج کی ہی ان سے صحیحین میں اجازت دیتے تھے بجائے
 عود کے اور نقل کیا جو صاحب نہایہ نے شرح ہدایہ میں حنفیہ سے بقول نقل کرتے ان کی کہ
 تحریم کو بعض ان کی سے اباحت کو جبکہ تعنی کرے یا استفادہ کرے ساتھ اوسکے نظم
 توانی کوتاہ کہ ہو فصیح زبان اور کہا ہو لا باس بہ اور بعض حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر تنہا ہو
 اور تعنی کرے واسطے دفع کرنے وحشت کے اپنے نفس کی تو لا باس بہ ہو اور اسکا اخذ
 کیا ہو من الائمہ شرعی نے اور استدلال کیا ہو اسکا ساتھ اس طرح کے کہ تیسے انس بن مالک

رضی اللہ عنہ کہ کرتے تھے اور سکو اپنے گھر میں اور عین کرتے تھے اور سکو بطریق اہل کے اور
 کہا ہے کہ جو کوئی کہ قائل ہو ساتھ کہ اہل مطلق کے تو وہ مل کر تا ہی حدیث انس کو اور پرچہ
 اشعار سباحہ کے اور بزم کیا ہی صاحب بدائع نے حنفیہ سے ساتھ اوس چیز کے کہ ذکر کیا
 ہو شمس الائمہ نے اور تعلیل کی اس طرح پر کہ سننا لاگ کا نرم کر تا ہو دیکھو اور صاحب بیہ
 نے حنفیہ سے نقل کیا ہے بعض سے یہ کہ لا باس ہے ہر اعراض میں یعنی شادیوں میں اور
 بعض نے کہا ہے کہ لا باس ہے ہر تمام ایام عید اور سب اوقات سرور سباحہ میں اور انبیاء
 کیا ہو اور سکو علماء شافعیہ سے شیخ الاسلام ابو محمد بن عبدالسلام اور صاحب ان کے شیخ محمد بن
 دقیق العبد نے اور کہا ہے صاحب ابتاع نے کہ تحقیق تھے موفیہ کرام میں جماعت اہل فتنہ
 اور حدیث اور معرفت انواع علوم شرعیہ کے مثل اور سنا ابو القاسم قشیری اور شیخ ابوالکلی
 کے اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے ذکر کیا ہے انکو اپنے رسائل اور تصانیف میں
 اس طرح کہ کر تا ہو دلالت اور پر اباحت سماع کے قولاً اور فعلاً اور تھے بنید رحمہ اللہ فتنہ کہ
 فتویٰ دیتے تھے اور مذہب ابو ثور کے اور حکایت کی ہوا تھے امام قشیری اور سہروردی
 وغیرہ ہاتھ کہ کہا انہوں نے کہ نزول کرتی ہر رحمت الہی اس طائفہ پر تین مقام میں ایک
 وقت کہا نیکی کیونکہ یہ لوگ نہیں کہاتے مگر نزدیکی فاقہ کے اور دوسرے وقت ہمیشگی اور
 ہر کلامی کے کیونکہ کلام کرتے ہیں مقامات صدیقین اور انبیاء مرسلین میں اور تیسرے وقت
 سماع کے اس واسطے کہ سنتے ہیں یہ ساتھ وجد اور شہو و حق کے اور حکایت کی ہر علمایہ جماعت
 صحابہ سے اس معاملہ میں بہت حکایات کہ اکثر وہ مذکور ہیں کتب قوم میں و وصل جان کہ
 صاحب ابتاع نے ذکر کیا ہے کہ سماع میں تین قول ہیں حریت اور کہ اہل اور اباحت
 اور ذکر کیا ہے دلایل ہر مذہب کو اور ترجیح دی ہے ہر مذہب اباحت کو جیسا کہ مدعا اور سکا ہے

اور جواب دیا ہی استدلال اور تمسکات حرمت اور کراہت کا اور طول کیا ہی اثبات نہ یہ
 اباحت میں اور ثبات کیا ہی اوسکو ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس کے اور
 وجہ قیاس کی یہ ہے کہ جب ثبات ہو گیا سنت صحیحہ میں جائز ہونا تغنی بالقرآن کا تو اشعار
 میں ہی جائز ہو گا بدلیل جامع اسکے کہ تغنی قرآن میں اور بہارتی ہی حزن اور شوق کو
 اور کشش کرتی ہی خشوع اور خضوع کو اور یہ بات ایسے اشعار میں ہے کہ وہ شوق و لایموم
 ہوں طاعات اور سباحات کے اور زہد کے دنیا سے اور رغبت کی طرف آخرت کے اور شرم
 ہو زیادہ محبت الہی تعالیٰ و تقدس کے اور متابعت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 و سلم کے تو یہ بھی جائز ہی اور بعض نے قیاس کیا ہی اوپر حدی اور نصیب اور نشیہ اور
 اور اقسام و کسر پر کہ جو جائز اور مباح بالاتفاق ہیں اور یہ تمام اوس تقدیر پر صورت
 پذیر ہو تا ہی کہ نص قطعی حرمت اور کراہت غنا پر ثبات نہ ورنہ قیاس کرنا مقابلہ نص میں
 لازم ہو گا اور نہ باطل ہی اور قائل اباحت کے کہتے ہیں کہ کوئی نص اوس جانب وار و
 نہوی ہی اور اگر یہ تو صحت کو نہ پہونچی ہی کما حضرت شیخ محمد دہلوی مصنف کتاب الحج لیتنا
 رحمہ اللہ نے کہ مقصود کاتب احرف کا نقل کرنے اقوال اباحت سے یہ ہے کہ تا معلوم ہو کہ
 مسئلہ مختلف فیہ ہی جزم اور یقین کرنا کسی ایک جانب کا اور ترجیح دینا اوسکا اور تعصب
 کرنا اوس میں مناسب طریقہ اختلاف کے نہیں ہی اگر کسیکو صلاح وقت اس میں معلوم ہو کہ وقت
 کرے اور لحاظ احتیاط کا کرے اور ورطہ خلافت اور نزاع میں نہ پڑے اور سلامتی حال
 اپنی کے اس میں جانے اور احتیاط اور تقویٰ اس میں اندیشہ کرے تو یہ اوسکو مبارک ہو مگر
 چاہئے کہ زبان حال اور قال کے طعن اور تشنیع اور تضلیل اور تفضیح بزرگوں سے اور انکے
 پیچھے پڑنے سے باوجود متعارض ہونے و لیلوں کے اور متغائر ہونے طریقوں کے اور

موجود ہونے علما اور فقہاء اور عرفا کے اوس جانب دوسری میں قطع نظر راجع اور مرجع
ہونیکے کوتاہ اور نگاہ رکے اور شیعہ انسان کو نہ پہولے

صحت و منافیت گرچہ خوش یافتہ و ایدل | جانب عشق عزیزست فرو گذارش

اور قائلان اباحت کو بھی مناسب نہیں ہے کہ تعصب کریں اور شکر اقوال علما کے ہوں
خصوصاً ایسے لوگ کہ جو صاحب طریقہ دیانت اور نصیحت کے ہوں وَلَیْسَ لَکُمْ فِیْہِمْ حَقٌّ
مَوْکِبٌ لَّیْسَ لَکُمْ فِیْہِمْ حَقٌّ لَّیْسَ لَکُمْ فِیْہِمْ حَقٌّ لَّیْسَ لَکُمْ فِیْہِمْ حَقٌّ لَّیْسَ لَکُمْ فِیْہِمْ حَقٌّ
تفصیل کو نہ چورین کیونکہ توقف اور احتیاط کرنا سب کاموں میں محمود اور بہتر ہے اور
افراط اور تفریط ہر جگہ مذموم اور بد ہے وَآلَہُ التَّوْحِیْدُ وَہِذَہُ الْعِصْمَۃُ اور اسطرح
صاحب امتناع نے آلات اور مزامیر میں ہی کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ مشہور مذاہب ائمہ
اربعہ رحمہم اللہ میں حرمت مزامیر کی ہے اور باوجود اسکے بعض علما مذہب شافعی اور
احباب طوائف اور امام غزالی اور امثال انکی نے خلاف بہت نقل کئے ہیں اور اقسام آلات
اور مزامیر کو ذکر کیا ہے لیکن وہ بجا نا سوسہ نمک فیہ ہے بعض نے مطلق مباح کہا ہے اور
بعض نے مطلق حرام کہا ہے اور بعض نے فرق کیا ہے جہاں دار اور غیر اسکے میں اور صحت
مباح ہونا اور سکا ہی کچل میں بلکہ بعض نے اعلان اور سکا ساتھ دن کے سنجہ رکھا ہے اور
شبانہ جو بے غنی فر کے ہے انہیں ہی اختلاف ذکر کیا ہے دوسرے ایک قسم مزامیر سے عود ہے کہ جسکو
بربط ہی کہتے ہیں اور تار رکھا ہے کہ جنکو ریر وجم کہتے ہیں اور اس میں بھی اختلاف بہت
ذکر کئے ہیں اور کہا ہے کہ مشہور مذاہب اربعہ میں یہ ہے کہ بجانا اور سننا اور سکا حرام
ہے اور گے میں ایک گروہ ملاکیطرن جو ازا اسکے کے اور نقل کیا ہے سننا اور سکا عبد اللہ
بن جعفر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور حکایت کیا گیا ہے کہ تشریف لکھ عبد اللہ

بن عمر نزدیک عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس پائی نزدیک اونکے چوکری کہ سجائی تھی
 وہ عود پس کہا عبداللہ بن جعفر نے عبداللہ بن عمر سے کہ آیا دیکھتے ہو تم اس میں مضائقہ تو کہا
 اونہوں نے کہ نہیں اس میں کچھ مضائقہ اور نقل کیا ہی سنا اور سکا عبداللہ بن زبیر اور
 معاویہ بن ابوسفیان اور عمرو بن العاص اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم سے اور
 غیر صحابہ سے عبدالرحمن بن حسان اور خارجہ بن زید سے کہ جو فقہائے مدینہ منورہ سے
 ہیں اور نقل کیا ہی اوستاد ابونصور نے زہری اور سعید بن المسیب اور عطاء بن ابی
 رباح اور شعبی اور عید اللہ بن ابی عتیق اور اکثر فقہائے مدینہ مطہرہ رضی اللہ عنہم
 سے اور حکایت کیا ہی حلیلی نے عبدالعزیز بن ماجشون سے کہ وہ رخصت اور اجازت
 دیتے تھے عود کی اور حکایت کی ہی ابن سمعان نے طاؤس سے اور حکایت کی ہی ابراہیم بن
 سعد سے کہ اُن میں نزدیک رشید کے اور کہا کہ میں چاہتا ہوں عود پس کہا رشید نے کہ
 آیا عود انگلیٹی کا چاہتے ہو یا عود بجانے کا کہ انہیں بلکہ چاہتا ہوں عود بجانیکو پس
 طلب کیا رشید نے عود کو اور بجایا او سکوا ابراہیم بن سعد نے اور فتویٰ دیا اباحت
 غنا اور عود کا اور نقل کیا ہی فاکسی نے تاریخ مکہ معظمہ میں ساتھ اپنی سند کے کہ موسیٰ
 بن المغیرہ جمحی سے کہ بلایا اونہوں نے عطاء بن ابی رباح کو پس آئے وہ اور تھے
 وہاں ایک گر وہ کہ بجاتے تھے عود کو اور غنا کرتے تھے سو جبکہ عطا لو آتے ہوئے دیکھا تو
 ٹھیکر گئے اوس سے پس کہا اونہوں نے کہ میں نہ بیٹھو گا جب تک کہ تم عود اور مر اجعت نہ کرو
 طرف اوسکے کہ جو کر رہے تھے پھر بیٹھے اور کہنا نہ کہا یا اور صاحب امتناع نے اسی عود کو
 اصل رکھا ہی اور دوسرے مزامیر کو اسپر قیاس کیا ہی اور خلاصہ کلام یہ ہی کہ وہ یعنی صاحب
 امتناع کا اسباب میں وسعت اور فراخی سے خالی نہیں ہی اور اجتماع آلات اور مزامیر

ہی نقل کیا ہوا اور کہا ہوا کہ اختلاف ہی درمیان قائلین حریت کے کہ آیا وہ کبیرہ ہی یا
 سفیرہ اور متاخرین شائع ہوا ہے کہ یہ سفیرہ ہی کہا حضرت شیخ محدث دیوبند
 نے کہ یہ چند کلمہ کتاب مذکور کے نقل کئے گئے اور مذمہ اور عمدہ اس کا کتاب والہ پر
 اور غرض اسکی نقل کرنے سے بچا اسکے نہیں ہو کہ اگر ناگاہ اس گروہ سے کچھ اوسین کی
 بات نقل کیا دے تو مبالغہ تشدید اور تحجیل اور تشبیح اور تفسیق اور تضلیل میں نکرار
 اور چپا نا عیوب اور لغزش قوم کا شیوہ اپنا کرین اور عوام کو نہ چوڑین کہ پیروی
 انکی کریں فالجی احتیاجات بیع واللہ اعلم وحملہ احکم کہا شیخ محدث دیوبند
 نے کہ اس ضمیمہ نے اس سلسلہ میں کلام نواضع متعدد میں کیا ہے اور سب میں طریقہ
 تفصیل اور تردید اور توسط کو نگاہ رکھا ہے ساتھ اولیٰ میل کے طعن حریت یا کراہت
 کے اور اس کتاب میں یعنی مارج میں نقل کرنا اقوال جانب اباحت کا غالب پڑا ہے کیونکہ
 وہ جانب دوسری حریت یا کراہت کے مشہور اور مقرر ہو اذہان میں حاجت نقل کی
 نہیں رکھتا اور نیت وہی ہے کہ جو کئی گئی ۵

محب می جسد بگفتی ہنرش نیز بگو	نفی حکمت کم از بہر دل عامی چند
-------------------------------	--------------------------------

اللہ ہر اے نا الحق حقاً و اے زقنا اتباعہ و اے نا الباطل باطلا و اے زقنا اجتنبہ
 الامین اور جاننا چاہئے کہ ہزارانہ بین ابداً حال سے تا امروز جو کوئی کہ طعن اباحت
 غنا اور سماع اسکی کے گیا ہے فو لا یافعلوا تو اکھارا اور استبعاد طعن اس کے متوجہ ہوا
 ہے جیسا کہ حکایات اور روایات سے کہ جہاں باب میں آئی ہیں روشن اور ظاہر ہے
 اور مشکوٰۃ خیرین میں لائے ہیں کہ ابو سعید انصاری رضی اللہ عنہ کہ انکو بدری ہی
 کہتے ہیں یا بسبب نسبت اس بات کے کہ یہ غزوہ بدر میں حاضر تھے یا بسبب اسکے کہ سکھ

انکا بد رہی اور ایک صحابی دوسرا عیان صحابہ سے رضی اللہ عنہم آپس میں بیٹھے تھے اور
 سماع غنا کا کرتے تھے ایک شخص دوسرے کہ حاضر تھے سننا انکے راگ کو اونپر گراں ہوا اور انکا
 کیا اور کہا کہ اے دونوں مصاحبو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
 کے تم سر دوسٹے ہو انہوں نے کہا کہ اگر تم بھی سننا چاہتے ہو تو آؤ بیٹھو اور سنو نہیں تو
 جاؤ اور حکم دیا یہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ سنیں ہم
 اسکو اور یہ معاملہ عروسی میں تھا کہ تغنی اوسمین بالاتفاق مباح ہی بڑے بڑے کہ عبد اللہ
 بن جعفر رضی اللہ عنہ کہ اس کام کے حریص اور شغوف تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ
 بھی انکے شریک اور موافق تھے اور دوستی اور محبت رکھتے تھے تو بی بی جناب معاویہ
 نے انہما راٹھار کا کیا عبد اللہ پہا ور عیب پکڑا اونپر اور کہا معاویہ نے کہ حال اونکا یہ ہے
 تو امکا کیا اعتقاد کرتی ہو دوسرے روز کہ عبد اللہ بیچ گھر معاویہ کے آئے اور نماز بہت کی
 اور بندگی بہت کی تو معاویہ نے اپنی بی بی سے کہا کہ انکو دیکھو کیا کرتے ہیں پس وہ
 بی بی انکار سے باز آئیں اور حقیقت حال کی اور نشا اختلان کا یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ سر دوسٹنا اور آلات اور مزامیر بجا نا زمانہ قدیم میں کار و بار فاسقوں اور
 شرابخواروں وغیرہا کا تھا اور اسی سبب حدیث صحیح میں آیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا یہی کہ بیجا گیا ہوں میں اور حکم کیا گیا ہوں
 کہ مٹا دوں اور نابود کر دوں آلات لہو اور مزامیر کو اور منع کروں شراب خمر کو
 ونا سے اور اصل میں نام غنا لہو اور فوکر اسکا باب ملا ہی میں کرتے ہیں اور بعد
 محو ہو جانے اور مٹ جانے آثار ان امور کے اور جاتے رہنے اور رفع ہونے ان منکرات
 کے جبکہ وہ رسم اور عادت نہ رہی مسلمان صالح اور پارسا بھی اوسمین پڑ گئے اور اس سے

مستحوط ہونے بغیر ملائکہ کے ساتھ فسق اور منکرات کے اور بغیر اختلاف کے ساتھ اہل فسق و فجور کے اور ایک جماعت نے حبس دیکھا کہ یہ عادت فاسقوں کی اور نشانی بقیہ کی ہے اور شایبہ ایسوں کے مال سے رکمتی ہو تو بتوفیق اسکے کہ مبادا کہیں سر نکالے اس سے بچنا اور اجتناب کیا اور دوسروں کو بھی تخویف و تحذیر فرمائی اور شارع سے بھی اگر باین لحاظ منع اور تحذیر اور وعید صادر ہوئی ہو تو دور نہیں اور وہ جو محدثین رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ منع اور نہی شارع سے ثبوت کو نہ پہنچی اور کوئی حدیث اس باب میں صحت کو نہ پہنچی تو بعد تقریر اسکے کہ دائرہ صحت کلیج اصطلاح اس طائفہ کے متعلق مراد یہ ہوگی کہ نئی راگ کی مطلقاً اور حرمت اس کی لذات ثابت نہیں ہوئی ہو جیسے کہ غمر اور دنا اور مثل اس کی کے اور وہ جو بعض اہل ظواہر نے کہا ہے کہ جو کوئی حدیث ہی نہیں وارد ہوئی تو یہ بات خالی مکابرہ نہیں ہے اور مثال اس حال کی تنفیہ ظروف اور اوانی اور برتنوں کا ہے کہ جسکو حنتم اور مفرقت اور فقیر اور دبا نام رکھا ہے کہ وقت مباح ہونے غمر کے انکو استعمال کرتے تھے اور شراب اوسین پیتے تھے اور جبکہ شراب حرام ہوئی تو استعمال اس قسم کے برتنوں کا اور کھانا پینا دوسرے مشروبات مباحہ کا اوسین چند ایام حرام کیا بوجہ محو کرنے اور شانے آنا شراب کے اور جو کہ حرمت شراب کی ثابتہ اور مقرر ہو گئی اور حاجت قلع اور قمع آثار اور علامات اس کی کے نہی تو منع کرنا اور نہی کرنا اور ظروف اور برتنوں کا بھی نہی کرنا اور باوجود اسکے علماء اور ائمہ دین رحمہم اللہ دو فرقہ ہو گئے ایک فرقہ طرف منع کے گیا استعمال کرنے اوس آوانی سے اور دوسرا فرقہ طرف جواز کے جیسے کہ یہ مذکور ہے اپنے مقام میں آواز سخن فیہ یعنی معاملہ راگ میں ہی مانند اسکے دو فرقہ ہوئے ایک بنظر عادت شریف قدیم کے کہ یہ صورت نشانی اہل فسق کا

ہی تو یہ لوگ منع اور رسم احتیاط کے گرفتار ہوئے اور دوسرے فرقہ نے نظر اور پرہیزی اور
 حقیقت حال کے رکھی کہ اگر وہ راگ ساتھ ملا بست اور مخالطت فسق اور منکرات کے ہی
 تو حرام ہی ورنہ مباح ہی واللہ اعلم وعلہ اتم واحکم اور پھر بعد اسکے تعصب اور تشدد و
 درمیان میں آیا کہ ادھر تو منع کر نیوالوں کے افراط اور زیادتیاں کی کہ راگ کے کہ نیوالوں
 کو مطلقاً منسوب طرف فسق کے اور کفر اور زندقہ کے رکھا اور ادھر ہی مباح کہنے والوں
 نے بوجہ اپنے گمان کے اسکو طاعت صریح اور عبادت محض ٹھہرایا اور بالکل عین
 کو مشغول اسکا کیا اور مجمع اور معرکہ ٹھہرائے اور دونوں فریق نے فرق درمیان
 اہل اور ناباہل کے نہ کیا اور شیعہ انصاف کا کہ معنی اسکے نصف جلی ونصف لکے ہر
 کا تہ سے چھوڑا اور طریقہ ادب کو کہ حقیقت اسکی نگاہ رکنا حد ہر چیز کا ہی نگاہ نہ رکھا
 اور ایک نشا اختلاف کا یہ ہو کہ ایک جماعت کی نظر اور پر تاثیر اور تصرف نعمہ کے بواطن
 میں پڑی اور اپنے مقام سے گئے اور ایک جماعت کو جو اہل اور عدم جواز فقہی نظر میں
 آیا اور یہ اپنی جگہ پر رہ گئے اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تاثیر نعمہ
 کی بالذات اور پر روح حیوانی کے ہو کہ حرکت اور اضطراب کرنا کام اسی کا ہو اور روح
 انسانی منزہ ہے کیونکہ وہ بمقام وارو ہونے معانی کا ہو اور سکون اور سخیل ہونا اور
 تانی صفت اسکی ہے لیکن اس مقام میں کسی کو پہونچنا ہے کہ ان البتہ
 تاثیر نعمہ کی بالذات اور پر روح حیوانی کے ہو مگر بسبب ہمسائیگی اور اتصال کے کہ جو درمیان
 روح حیوانی اور روح انسانی کے ہو حال اس ایک کا اوس دوسرے میں سہریت کرے
 تو کیا اور کون مانے ہی اور یہی شیخ کہتے ہیں کہ نشان تاثیر کرنے قرآن مجید کا باطن
 میں یہ ہے کہ ساتھ غنا اور بغیر غنا یکساں اور برابر ہوا اور اگر نعمہ سے تاثیر کرے تو

وہ تاثیر قرآن کی نہیں ہو بلکہ یہ تاثیر نعمت کی ہے نہ قرآن کی تو یہ بات بھی خدائی محکمات سے نہیں ہو اس واسطے کہ نعمت علیہ اور زیور ہی قرآن مجید کا جیسا کہ حدیث شریفہ میں آیا ہے کہ زینت و تہ قرآن مجید کو اپنی آوازوں اور کیا ان ہونا و نون حال کا یعنی نعمت اور بلا نعمت کا خارج دائرہ امکان ہے مگر وہ شخص کہ جبکا شہود اور کشف مجرد ذات اور صفت الہی قائل کا ہو فائدہ صاحب امتناع نے کہا ہے کہ اختلاف کیا ہے اس میں کہ اول کس شخص نے تعنی کی ہو غنائے عربی میں پس کہا ہے ابو بلال عسکری نے کہ اکثر اہل علم کے اسپر ہیں کہ نام اور سکا طویس تھا اور یہ معاملہ اس طرح ہوا کہ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بناگی کعب شریفہ کی تو بتاتے تھے اور سکا اہل فارس اور اہل روم کے اور تعنی کرتے تھے ساتھ ساتھ ان اپنی کے اور سنا اور سکا و غنیان عربیہ اور نقل کیا اور سکا غولی میں اور پہلا وہ شخص کہ شروع کیا اور سکا طویس تھا اور طویس کو میثوم کہتے ہیں جو بمعنی نامبارک اور مینوس کے ہے بسبب اسکے کہ پیدائش اور سکی روز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہوئی اور نظام یعنی دو وہ چھوڑنا اور سکا روز وفات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تھا اور بالغ ہونا اور سکا روز موت عمر رضی اللہ عنہ کے تھا اور نکاح کیا اور سنے روز قتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اور پیدا ہوا اور اسکے پنیار و روز موت علی رضی اللہ عنہ کے اور کہتے ہیں کہ پہلے نقل ہوئے اس غنائے موسیقی کے عرب میں اقسام غنا اور غوش آوازی تھی مثل نصیب اور نشید اعراب اور صدی اور رکبانی کے اور یہ اقسام تمام سباح ہیں کیونکہ اس میں خلان نہیں ہے اور انہیں اقسام پر عمل کرتے ہیں ہر غنائے موسیقی کو وہ لوگ کہ قائل ہیں ساتھ حرمت اور نہ تنقید ہر صحابہ اور تابعین وغیرہم اسلاف رضی اللہ عنہم سے جیسا کہ اخبار اور آثار

گذشتہ سے ظاہر ہوتا ہی البتہ بعض صحابہ مثل عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے سنا غنائی
 موسیقی کا بھی چوکریون سے مروی ہو اور کہتے ہیں کہ وہ رضی اللہ عنہ مغنیات
 ہی سنتے تھے اور تعنی اور حقیقت میں اقسام غنا کے سب ایک ہیں اور راجع ہیں طرف
 حسن صوت اور خوش آوازی کے اور اس میں کچھ تفاوت نہیں ہی تان قرأت
 قرآن مجید میں تفاوت ہوتا ہی اس واسطے کہ غنائی موسیقی میں تمطیط اور تغیر بہت
 ہی بہ تمام کہا گیا لیکن تعنی اور اس کے سننے میں بحیثیت اتباع جناب سید اہل
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اقتضائے اصحاب اور اتباع آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بطریق تقرب اور تبعہ کے کہ اس پر اجتماع کیا ہو خلیان باقی
 نیچے جو آب وہی ہی کہ محل اور مقام جناب آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا
 بلند اور عالی ہو دوسروں کی وضع اور مشرب مختلف ہی بعض پر طرف وبع اور تقویٰ
 کے غالب ہو اور احتیاط وامن گیر وقت کے ہی اور ذوق اور جمہیت عبادات اور
 طاعات کے حاصل ہو اور بعض پر سکر اورستی نے غلبہ کیا ہی اور ذوق انکساع میں
 پڑا ہی مدعا یہ ہی کہ راگ ایک امر ہے مختلف فیہ اور مختلف فیہ میں عیب ایک دوسرے
 کا نہ چاہیے کرنا اور ہر ایک کو جمال خود چھوڑنا چاہیے قرآن مجید اَعْلَمُ کَیْفَ مَنَ هُوَ اَهْدُ
 سَبِيلًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْظُّوْا بِہٖ وَاِلَیْکُم رُجُوعٌ وَاَلْمَآبُ ہٗ وَصَلَّى اللّٰہُ
 تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ کَیْفَ یَشَآءُ
 ہدایۃ کریبی الخی وحمی علوم الدینی آمین آمین شہد آمین
 حضرت شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ خیبر میں بیان حدی اور غنا
 کا مختصر لکھا ہی فقیر اس کو بھی نقل کرتا ہی وہو ہذا شیخہ جان کہ ایک اقسام غنائی

مدی ہو کہ مباح ہی سننا اور سکا بالاتفاق اور سننا ہی اور سکوٰۃ منقذت علی اللہ علیہ و
 آلہ واصحابہ وسلم لے اور پسند رکھا ہو اور سکوٰۃ چنانچہ جابجا معلوم ہو چکا ہو اور آپ کے ایک
 مدی خوان تھے کہ نام اونکا انجشہ تھا اور نہایت خوش آواز اور صحت صورت رکھتے
 تھے اور معنی مدی کے تحسین رجز مباح بہ آواز نرم اور شیرین ہیں واسطے تخفیف محنت سفر
 اور کشش نشاط نفس کے ہی اور قطع کرتا ہی اونٹ ساتھ اس کے بیا بانوں کو اور اونٹا
 ہی بارہا گران کو اور ایک قسم دوسری ہی کہ اسکو رکبانی کہتے ہیں اور اسکو سوار یوں
 میں واسطے تخفیف تکلیف سفر کے پڑھتے ہیں اور یہ بھی مباح ہی اور امیر المؤمنین عمر
 رضی اللہ عنہ سفر میں اسکو بہت سنتے تھے اور ایک قسم دوسری اور ہی کہ اسکو نشید
 کہتے ہیں اور یہ پڑھنا اشعار اور قصائد کا ہی ساتھ آواز خوش کے اور محل خلافت
 کا بلند کرنا آواز پے درپے کا ہی ساتھ ترتیب خاص کے معنای قواعد موسیقی اور کلن
 کے اسمیں اور کلام اسمیں بہت دراز ہی آخر باب عبادت میں کچھ اسمیں کا گذر چکا ہے
 تمام ہوا ترجمہ کتاب مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا واللہ اعلم
 بالصواب اور ہی مولانا محدث دہلوی نے اپنی کتاب مکتوبات کے مکتوب چھٹے میں جبکا
 نام قرع الاسماع باختلاف اقوال المشایخ و احوالہم فی السماع ہی تحقیق اس مسئلہ کی فرمائی ہے
 اور اسکا خلاصہ اس تنبیہ میں جو درج کتاب ہذا ہی تحریر کیا ہے مجھے فقط اسی تنبیہ کا ترجمہ
 کر کے تتمہ اور یکجہ خاتمہ قول فیصل باب سماع کا کر کے کتاب کو اسی پر تمام کیا ومن اللہ التوفیق
 علی الخاتمة بالحسن والايمان وهو هذا تنبیہ واضح ہو کہ افعال اور اقوال مشایخ
 طریقت رحمہ اللہ کے معاملہ سماع میں مختلف اور متعارض ہیں اور شک نہیں اسمیں بہت فرقہ
 اختلاف اور تعارض کا بالطبع توقف اور تردد کرتا ہی اور غالب کرتا اور راجع کرتا ایک جابجا

اور کسیرف کا ساتھ کسی باعث اور کسی سبب سے ہوتا ہے اور اس معاملہ میں باعث اور
 سبب چند چیز ہیں ایک ساتھ بکالت وقت اور نالیہ احکام طبیعت اور شہوت کے اور
 بے پرواہی کے ساتھ احکام شرع اطہر کے اور نالیہ نیت کے بیچ عزیمت اور اتباع
 احسن اور عمل بالاملائے اور اس کے ہوتا ہے تو یہ خارج بحث سے ہے اس واسطے کہ جب کا
 یہ حال ہے وہ بیچ حکم چار پاپوں اور انعام کے ہیں کہ ان کے افعال کو ضبط نہیں ہے
 بلکہ اصل بلکہ ایسے لوگ بہائم سے بھی بدتر اور گمراہ تر ہیں اور دوسرے ایک گروہ
 ہیں از باب نفس سے کہ جو ذوق طاعت اور عبادت سے اور لذت ذکر اور تلاوت
 سے اور مخلوقات اور مناجات سے محروم ہیں انہیں کے بعض تو بسبب اصل پیدائش
 کے اور بعض بسبب عادت اور صحبت از باب سستی و راحت کے ایسے ہیں کہ جیادنگو
 سستے نعمت سے کہ بالبطح حرکت دینے والا باطن کا اور جمع کرنے والا پریشانی خواطر کا
 لذت اور سرور اور بشعور اپنے مطلوب پر حاصل وقت آٹیک کا ہوتا ہے تو بسبب اس کے
 بلکہ وہ دوتے ہیں اور فریب کھاتے ہیں اور صرف اسی حالت کو غنیمت شمار کر کے سقام
 زینت دیتے اور فریب نفس اور شیطان کے اسکو عبادت اور ریاضت پر بھی ترجیح
 اور فضیلت دیتے ہیں اور اہل ریاضت کا انکار کرتے ہیں اور ذوق اور لذت
 عشق سے محروم جانتے ہیں تو ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ روز بروز راہ دین اور دنیا
 سے بیگانہ تر اور دور تر ہوتے ہیں اور جس حال میں کہ ہیں نہک اور غالب تر ہوتے ہیں تو
 غارت سے بچر اور ٹھنڈے بیٹھے کے انکو نصیب نہیں ہے اور یہ وہ بھی ساتھ رہا اور کھانے کے
 اور خوف زجر اور باگوئی خلاف کی کرتے ہیں تھیا خک کہ شدہ شدہ لوہیت اس پر ہونے
 کی کہ وہ بھی ترک ہوتی ہے اگر ایسے لوگوں کے نزدیک خوش آوازی ساتھ خوب صورتی

جمع ہوئے ہوں گا کہ عورتیں مہینہ کی ہر ماہیت ذوق اور شوق کے سبب موجود ہوتی
 حالت صوری اور راوی کے کا ملتر ہوتی ہو اور بڑا اس کوئی ذوق نہیں ہوتا اگر
 کوئی چیز کہ باعث اعتدال مزاج طبعی کے اور عیوان قوای حیوانی کے جو مل میں لایا
 تو خود ایک دوسری قیامت کا قائم ہونا ہو اور پرائیج ایک وہ گروہ ہو کہ ساتھ خوش
 طبعی اور سخن رسی اور ذوق حکایات اور اشعار اور رموز اور اشارات اور اسرار
 کہ جو طائفہ وجودیہ اور باطنیہ کے رکھتے ہیں موصوف ہیں تو یہ گروہ خود عارف زمانہ
 کے اور کامل روزگار کے اور پیشوا طریقہ ان شریرون کے ہیں مرتبہ حال کے کا ملوق
 کمان اور پندار انکی کے برتر اور بالا ہو اوس سے کہ فہم علما اور زیادہ اور عباد کی
 اوسکو پہنچی معاذ اللہ عن المکر والامتناع سراج کا شک یہ ذوق اور حال اور صورت
 خود برگزین ہوتا اور فقط ساتھ نماز اور روزہ خشک کے کہ جو دین عباد کا ہی سوانقت کر
 کر ایک صورت ایمان کی اس عالم ثانی سے ہمراہ اپنے لیجاتے تو حقیقت میں یہ گروہ بھی
 خارج بحث سے اور باہر دائرہ اعتبار سے ہیں اور بڑا بڑا شہ اور غنی تر اشتباہ کا
 اس مقام میں پیروی پیرون کی ہو یعنی کہتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے بزرگوں اور پیران
 نے کیا ہو اور کرتے آئے ہیں وہ ہم ہی انکے اتباع میں کرتے ہیں اور عیوان ایک جماعت ہو
 کہ احکام شریعت کو نہیں جانتی اور احادیث اور اقوال علما کے کسی نہیں سمجھتے ہیں تو
 یہ لوگ نادان اور جاہل ہیں انکو تعلیم کرنا اور حقیقت حال کو انہی ظاہر کرنا چاہئے اور
 ایک گروہ دوسرا ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ ہکو شریعت سے کیا کام ہی بلکہ ہم ملوک پیرون کے
 ہیں اور ہاتھ تسک کا انکے دامن عزت پر مایا ہو تو کسر جاپے کہہ ہو تو یہ کہنے والے
 لوگ کافر ہیں انکو تعذیر کرنا چاہئے اور صدارت داد کی قائم کرنا چاہئے اور ایک جماعت

ایسی ہو کہ کہتے ہیں اگرچہ ظاہر سنت کا تو خود ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن جو کہ یہ کام
 بزرگوں نے کیا ہے تو یہ سند اور بغیر دلیل کے نہوگا اگرچہ وہ سند ہو کہ معلوم نہیں ہے
 تو یہ بات کہ کہ تقلید کی ہو مگر عالم اعتقاد پیری اور مریدی میں وجہ رکھتی ہو اور غدر
 کے لاین ہی لیکن ان لوگوں سے یہ کہنا چاہئے کہ بزرگوں نے جو کہ یہ کیا ہے ساتھ غلبہ
 حال اورستی اور بخود ہی کے کیا ہے اور وہ ہی کہی کہی کیا ہے اور پر سبب معلومت وقت
 اور مقتضائے حال اور ایسے ہی ساتھ نیت اور شرائط اور آداب سے کہ جو کہتے تھے
 اوسکو کیا ہے اور اسکو طریقہ اپنا نہیں ٹھیلایا اور دوسروں کو بھی اسکا حکم نہیں کیا اور
 تعصب قبول اور انکا سازوق اور حال کہاں ہو اور ایسی صلاح اور نیت کی ہو البتہ
 یہ بات ہے کہ اگر انکی سی صفات اور احوال اور آداب ہمارے ہی ہیں اور تم خود
 مع دوسروں کے کہ جو ایسی مجالس اور جماع میں حاضر ہوں اگر اپنے آپ میں یہ معنی
 خواہ یقین یا یگانہ دیکھتے ہو تو خدا مبارک کرے تم بیشک تابع بزرگوں اور پیروں کے
 ہو واللہ خیر بما تعاون اور ایک جماعت دوسری ہو کہ جو رہے ثابت کرنے اس
 عمل سماع کے ساتھ احادیث اور اخبار اور آثار کے میں تو یہ طریقہ ہی خالی مکتف سے
 نہیں ہو اور حدیث قصہ لحدیث حیات الہوی کی دی الہ خود نزدیک محدثین
 اور محققین مشائخ کے موضوع اور بے اعتبار ہو اور حدیث اذن و وجاہہ کی کہ جو
 روز عید کے تنفی کرتی تھیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بسبب علم سابق
 کے کہ جو اسکی کراہت اور حرمت کا دین میں رکھتے تھے یا بسبب قیاس اور اجتہاد اپنے
 کے کہ ساتھ دیکھنے صورت لہو اور لعیب اوسکا اعتقاد کیا تھا اوںکو منع کیا جناب انور
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سر مبارک خواب سے اٹھایا اور فرمایا کہ آج کارو

مید کا جو انکو منع مست کرو یعنی باس قدر پیش اور سرور و عید کے مجوز اور صلاح و حرم
 ہی آئین سہولت کرو اور غنا کرنا اور رون بھانا اعراض اور عیاد اور ولایم میں کلام
 ہوا اور تجویز ہو مگر حکومات مباشرت میں زمانہ اس کے کچھ قائم نہ ہیں باترے فہم و عورتیں کو نہ
 تئیں اور کیا پڑھتی اور کیا سرو کر تی تئیں وہ وہاں کیا تئیں کر کی کہ بعض دلتائے
 جو درمیان قوم آؤں اور غریب کے گزر دیتے ساتھ آواز بلند نہ کے پڑھتی تئیں اور
 وہ کچھ گانے والیاں تئیں صحیح بخاری شریف میں آیا ہے کہ گاننا تغنیان لبستا
 ہفت پتہ تئیں یعنی وہ جو کار ہی تئیں کچھ گانیاں لیاں اور یہ ہمیشہ کہ فریادیاں نہیں تئیں
 اس سے بنایت کار جو ثابت ہوتا ہی وہ یہ ہے کہ تغنی مطلق حرام نہ تو اس قدر مسلم ہے مگر یہ
 اجتماع خاص ساتھ ایک کیفیت مخصوص کے کیا ہی بیان ایک فرقہ ہے کہ اگر غریب انہیں غور
 کریں تو بیرون کا نام لینا انکا محض بھانہ اور مجرد ایک حیلہ ہی کہہ سکتے اگر یہ واقعہ میں
 معتقد بیرون کے ہیں تو کیا باعث ہے کہ تمام طریقے پیر و نہیں سے صرف یہی سماع اور
 حضور اسکی مجالس کا پکڑ لیا ہی اور باقی سب کو فنا اور برباد کیا ہی رعایت نام کنندہ نہ کو
 نامے چند جو کہتے ہیں وہ یہی ہیں جاش ٹٹ ایسے لوگوں کو ساتھ بیرون کے کچھ نسبت اور
 پیر و نکو ایسے پیر و نہ بنایت ہو بلکہ پیر و گوہل حق ہیں اور ارباب صدف کے ہیں تو ایسے
 نفیس لوگ اہل باطن اور کذب کی براضی ہوتے ہیں انکے فعل کی بنیاد و نفسانیت انہیں نسبت
 پر ہی بنائے کہ اگر کسی فقیہ اور فاشع کو دیکھتے ہیں تو برعکس اسکے اور زیادہ کہنے ہیں اور
 نیز اور تشدد ہوتے ہیں گو یا کہ اس جماعت سے دشمنی رکھتے ہیں اور اپنا دین خیر رکھتے ہیں
 ان ایک جماعت ہیں مریدوں سے کہ انہوں نے قدم راہ سلوکیں رکھا ہی ساتھ
 فعل اور تشدد کے اعمال صوفیہ میں مداخلت کی ہی اور لباس و روشنی اور اہلیت کا ساتھ

یہ نیت کے پناہی اور دُور و دُور کی چکی ہی اور معتقد شائع کے ہوئے ہیں اور اسید و
انکے حالات کے ہو کر اگر مطلق انکار کرتے ہیں تو خوفناک ہیں کہ مبادا اس میں انکار اور نقصیت
ان بزرگوں کی لازم ہو اور اگر انکار نہیں کرتے لیکن اجتناب اور احتراز کا کرتے ہیں
تو ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ جو اولوں نے پایا ہے کہیں ہم اس سے محروم رہیں اور جیسے کہ اس
معاملہ میں پیروی پیروں کی کرتے ہیں دوسرے کاموں میں بھی موافقت رکھتے ہیں اور
ریاضت کیسے ہیں اور جان کنی کرتے ہیں تو اگر وجد نہیں تو بارے تو اجہد اور اگر تحقیق
تو مگر تشبیہ باقی ہے تہیہ اگر تعصب نکرین اور عادت نہ پکڑیں اور علو نکرین اور روع اور قوی
بات نہ دیوین اور احتیاط کو کام میں رکھیں تو بیشک درویش ہیں اور بے نشان اہلیت
نہیں ہیں ہر چند کہ بے لگا و نفسانیت کے نہوں مگر آریا احوال اور اذواق اور اصحاب
معارف اور مواجد کے آریا قلوب اور اہل دل سے کہ جو شائے بناوٹ اور تصنع اور نفسا
نے بالکل عاری اور دریا و جد و شرب اور سر میں مستغرق اور متواسے ہیں یہ لوگ اور
یہ ہیں چہر ایک گروہ دوسرا یہ کہ جو شائے نفس بلکہ قلب قابی ہے باہر میں اور صرف مقام
اور تکین اور تحقیق میں تقیم اور تقیم ہیں اور سب بالآخر میں اُولَئِكَ عَلٰی اُھْدًی مَرِّیۡنَہٗ
وَاُولَئِكَ ہُمُ الْمَقْلُوۡنُ یعنی یہی لوگ ہیں راہ راست پر اپنے پروردگار اور یہی لوگ ہیں
فلاح پانے والے وَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْ جَمِیْعٍ عِبَادَہٗ الصّٰدِقِیۡنَ وَ رَزَقْنَاہُمۡ وَ سَقٰنَا
مِنْ مَّشَارِبِہٖمۡ اَلْمَعِیۡنَ وَ صَلٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ اَسَآدِہٖ الْکُلِّ اِمَامِہٖ
اَلْہِدٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ جَمِیْعِیۡنَ بِرَحْمَتِہٖ یَا اَرْحَمَ الرَّحِیۡمِ اٰمِیۡنَ ثَمَّ اٰمِیۡنَ

تَمَامُ مَشْرِیۡطِہٖ

صحت نامہ کتاب تحفۃ الامة

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	حبوب	حبوب	۲۹	۵	سب و نونین	سب و نونین
۲۸	۷	سیدنا	سیدنا	۵۰	۱۰	ورنمارکا	ورنمارکا
۳	۱۰	حار الفانی	حار الفانی	۵۳	۱۱	تغنی کے	تغنی
۶	۱۸	من یغنی	من یغنی	۷	۱۷	المویہ	المویہ
۷	۶	زینو القرآن	زینو القرآن	۵۳	۱۰	بانت سعاد	بانت سعاد
۱۰	۲	کما گیا	کما گیا ہی	۵۵	۱۳	فعلہ	فعلہ
۱۷	۱۹	خوشی ہوے	خوش ہوے	۵۶	۶	اوس لفظ	اوس لفظ کی
۲۲	۱۷	دلیل ہی	دلیل ہی	۵۹	۲	جنگ میں	جنگ میں بغیر
۲۷	۱۵	حشر ابہ	حشر ابہ	۶۲	۱۸	القران العربی	القران العربی
۱۵	۱۱	مجاہد لکھو کر	مجاہد لکھو کر	۶۸	۱۶	علوم	علوم
۳۳	۱	شعبہ الاباح	شعبہ الاباح	۷۰	۷	اقسی	اقسی
۷	۹	ابو فضل ہوئی	ابو فضل ہوئی	۷۲	۳	قوم طریق کے	قوم طریق کے
۳۷	۱۵	خاص ہے وہ	خاص ہے کہ وہ	۷۷	۶	ابن خیازہ	ابن خیازہ
۴۰	۲	بندر کے	بندر کے	۸۱	۲	راگ کو	راگ کو سنتا ہی
۴۸	۱۸	انتہی باقی	انتہی باقی	۸۸	۱۳	میری پڑی	میری پڑی
۷	۱۹	معدو کی بن	معدو کی بن	۸۹	۱۷	کا لگانا	کا لگانا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۴	اور نغاث میں	نغاث میں	۱۴۵	۱۲	دو آواز	دو آواز کا
۹۳	۵	موقوفوں سرور	موقوفین سرور	۱۸۱	۵	تمسخر	تسخر
۱۰۱	۲	بات کہ	بات ہے کہ	۱۸۲	۱	ابوسعید خراز	ابوسعید خراز
۱۰۲	۱۸	شک قبول	شرکت قبول	۱۹۴	۱۴	اور روو	اور ورو ورو
۱۱۵	۱۸	مقیم الاکھدای	مقیم الاکھدای	۲۰۱	۱۶	بتھے	جھٹے
۱۱۶	۱	اور زور سے	اور زور سے	۲۰۲	۷	در و میرا	در و میرا
۱۱۷	۸	سوار ہونا	سوار ہونے	۲۰۳	۲۱	لطمین	لطمین
۱۲۱	۱۰	گناہ ہی نہیں	گناہ ہی نہیں	۲۰۴	۱۱	ہین اور فایا	ہین فرمایا
۱۲۲	۱	اوسکا شریک	اوسکے شریک	۲۰۵	۱۶	آواز اور	آواز کی اور
۱۲۰	۱۸	نفیر میں	نفیر میں	۲۰۹	۶	چھپا رہی	چھپا رہی
۱۲۵	۷	یہاں تک کہ	یہاں تک کہ	۲۱۶	۷	اس واسطے کہ	اس واسطے کہ
۱۵۵	۵	جیسی قرائن	جیسے قرائن	۲۱۸	۱	اوسکی بدوگا	اوسکا بدوگا
۱۶۰	۱۷	منکسر ہو	منکسر ہوا	۲۲۲	۱۸	مین جو کر است	مین کر است
۱۶۴	۱۹	جعفر پاس	جعفر کے پاس	۲۲۳	۵	اوا یک	اوا یک
۱۶۸	۷	اوسکو نام	اوسکا نام	۲۲۸	۱۰	رسوم	رسوم کا
۱۷۳	۷	کرم	اکرم	۲۳۱	۱۴	جامع	جامع
۱۷۴	۱۲	بغاٹ	بغاٹ				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۱۹	ہدیۃ السنی	ہدیۃ السنی	۲۹۲	۱۸	علماء کی طرف	علماء کی طرف
۲۴۶	۱۲	روشی سے	روشنی سے	۳۰۰	۱۹	نشان	نشان
۲۶۹	۱۳	ہدیۃ السنی	ہدیۃ السنی	۳۰۲	۱۶	ستدنا	ستدنا
۲۸۲	۵	شہوت کی طرف	شہوت کی طرف	"	۱۷	ہدایہ	ہدایہ
۲۸۵	۱۵	محامل	محامل	"	"	طریقہ اُمی و مخفی	طریقہ اُمی و مخفی
۲۸۶	۸	چیز و کما	چیز و کما	۳۰۸	۲	اعباد	اعباد
۲۹۵	۱	استدلات	استدلات	"	۱۵	اہل باطن	اہل باطن
"	۶	رہبت کی طرف آخر کی	رہبت کی طرف آخر کی				

اشعار

یہ کتاب بموجب قانون بستم ۱۹۲۷ء داخل بھی گورنمنٹ
ہو گئی ہے کوئی ضابطہ بغیر اجازت مصنف کے تصدیق طبع

نفر مائیں

۵۶۹۷

نقطہ